U33044 . Date-24-2-03

Title - MUSHTARKE ZUBAN (MAHTMA JI NE KY SOCHA THA).

Creator - Mahatama Gandhi; Murattiba Abdu Ghaffar.

Publisher - Anjuman Taraqqi Urdu, Hind (Aligarh

Date - 1947

Pages - 207.

Subjects - Zuban; Hindustani Zuban; Hindu Muslim Ekta - Zuban.

مشترکہ زبان

(مہاتما جی نے کیا سوچا تھا)
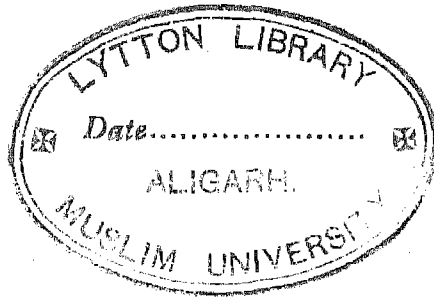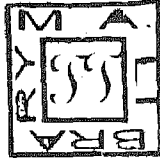
انجمن ترقی اردو (ہند)
علی گڑھ

ناشر

انجمن ترقی اردو (ہند)

علی گڈھ

قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ

میری بات یاد کروگے!

"میں ہمیشہ تو تمھارے پاس رہوں گا نہیں
مگر تم میرے رخصت ہو جانے کے بعد میرے
الفاظ کو یاد کروگے...... عدم رواداری
مذہب کی نفی ہے" ۱۸ر دسمبر ۱۹۴۷ء

یہہ کتاب کسی تمہید کی محتاج نہیں -

جو کچھہ مہا تماجی لکھہ گئے اور کہہ گئے وہ ھندوستان کی تاریخ کا ایك ایسا جزو ھے جسے نہ تو کوئی حکومت مٹا سکتی ھے اور نہ کوئی سیاسی پارٹی ھمارے داوں سے نکال سکتی ھے ' خواہ وہ کانگریس ھی کیوں نہ ھو !

آج نہیں تو کل ھند کی جنتا کے وچار میں یہہ بات ضرور آئے گی کہ مہا تماجی بہت دور تك دیکھہ رھے تھے اور جو کچھہ وہ کہہ گئے وہ پتھر کی لکیر ھے - ایك دن آن کے کہے کی سچائی سب کو ماننی ھی پڑیگی - موجودہ حالت تو ایك چلتی پھرتی چھاؤں ھے - سچی روشنی تو صرف سچائی ھی کی ھوتی ھے جس کے لئے ''باپو'' نے اپنی جان دی - جس زبان میں خود مہاتماجی بات چیت کرتے تھے ' قریب قریب وھی زبان اس کتاب میں اختیار کی گئی ھے -

مجھے نو جیون ٹرسٹ احمد آباد کا شکریہ ادا کرنا ھے جس نے انجمن کو مہاتما گاندھی کی مطبوعہ تقریروں اور تحریروں کی مدد سے اس کتاب کو مرتب کرنے کی اجازت دی -

علی گڈہ - ٥ جنوری سنہ ١٩٥٠ ع　　　　محمد عبدالغفار

گاندھی جی نے ہندوستان کو بہت سی چیزیں دی ہیں۔ مگر شائد کم لوگوں کا دھیان اس طرف گیا ہوگا کہ ایک بڑی چیز جو ہندوستان کو اُن کے ہاتھوں سے ملی وہ اُسکی ملکی زبان ہے ۔ بہت سی بولیاں رکھنے پر بھی ہندوستان اپنی ملکی بولی نہیں رکھتا تھا ۔ گاندھی جی نے اُس کی یہہ کمی پوری کردی ۔

انگریزی زبان حکومت کے دروازے سے آئی ۔ لیکن آتے ہی سارے ملک پر چھا گئی اور اس طرح چھا گئی کہ ہماری تعلیمی، علمی اور سماجی زبان کی جگہہ اُسی کو مل گئی ۔ اب پڑھے لکھے ہندوستانی اپنی ملکی زبان میں بات چیت کرنا شرم کی بات سمجھنے لگے تھے ۔ بڑائی اور عزت کی بات یہی سمجھی جاتی تھی کہ ہر موقع پر انگریزی ہی زبان سے نکلے ۔ لوگ اپنی نج کی بات چیت میں بھی انگریزی کو بُھلانا پسند نہیں کرتے تھے ۔

پچھلی صدی کے آخری حصے میں ملک کی نئی سیاسی جاگرتی شروع ہوئی اور انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد پڑی ۔ اب کانگریس کے جلسے اس لئے ہونے لگے تھے کہ ملک کی قومی مانگوں اور قومی فیصلوں کی آواز دنیا کو سنائی جائے ۔ لیکن، یہہ آواز بھی اپنی زبان میں نہیں اُٹھتی تھی، انگریزی میں اُٹھتی تھی ۔ ہندوستان اب انگلینڈ کو یہہ بات سنانا چاہتا تھا کہ اُسکا ملک خود اُس کے

لئے ھے ' دوسروں کے لئے نہیں ھے - لیکن یہہ بات کہنے کے لئے بھی آسے اپنی ھندوستانی زبان نہیں ملی تھی۔ وہ دوسروں ھی کی زبان آدھار لیکر اپنا کام چلانا چاھتا تھا -

لیکن جیوں ھی گاندھی جی نے ملک کے سیاسی میدان میں قدم رکھا ' اچانک ایک نیا انقلاب آبھرنا شروع ھو گیا - اب ملک کی آواز خود آس کی زبان میں آٹھنے لگی اور ملک کی زبان میں بات چیت کرنا شرم کی بات نہیں رھی - آنہوں نے لوگوں کو یاد دلایا کہ شرم کی بات یہہ نہیں ھے کہ ھم اپنی زبان بولیں ' شرم کی بات یہہ ھے کہ اپنی زبان بھول جائیں - آنہوں نے ۲۱-۱۹۲۰ میں سارے ملک کا دورہ کیا اور سیکڑوں تقریرین کیں ' لیکن ھر جگہ آن کی تقریروں کی زبان ھندوستانی ھی رھی -

مجھے یاد ھے کہ پہلی بڑی لڑائی کے زمانے میں ' جب میں رانچی میں قید تھا ' تو میں نے اخباروں میں آس کانفرنس کی کاروائی پڑھی تھی ' جو سنہ ۱۹۱۷ میں لارڈ چیمسفورڈ نے دلی میں بلائی تھی - گاندھی جی آس کانفرنس میں شریک ھوئے تھے ' مگر اونہوں نے یہہ بات بطور شرط کے ٹھرالی تھی کہ وہ تقریر ھندوستانی میں کریں گے - اوس وقت اخباروں نے اس واقعہ کو ایک نئی اور عجیب طرح کی بات خیال کیا تھا - لیکن یہہ نئی بات بہت جلد ملک کی

سب سے زیادہ عام بات بننے والی تھی - چنانچہ آج ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ جو جگہ ۲۰ برس پہلے انگریزی زبان کی سمجھی جاتی تھی، وہ ہندوستانی زبان نے لے لی ہے -

ابوالکلام آزاد

(اوپر کا لکھان میری تعریف کے لئے نہیں ہے - جو آدمی اپنا دھرم سمجھ کر کچھ سیوا کرتا ہے، اس میں تعریف کیا ہے؟ مولانا صاحب عالم ہیں، فارسی اور عربی کا گیان رکھتے ہیں، اس لئے اردو خوب جانتے ہیں - لیکن وہ جانتے ہیں کہ نہ تو عربی فارسی لدی اردو ہندوستان کی عام زبان ہو سکتی ہے اور نہ سنسکرت بھری ہندی - اس لئے وہ اردو اور ہندی کا میل چاہتے ہیں، اور دونوں کو ملا کر بولتے ہیں - میں نے ان سے پراتھنا کی ہے کہ ہر ہفتے ایک چھوٹا سا ہندوستانی لیکھ دیتے رہیں، جس سے ہندوستانی کا ایک نمونہ ہریجن سیوک، پڑھنے والوں کو ملتا رہے - اس کوشش کا پہلا نمونہ اوپر کا لکھان ہے -

("ہریجن سیوک")

(۲۶ جون سنہ ۱۹۴۶ع)

م - ک - گاندھی

''لیکن یہہ ہندوستانی ہے کیا چیز؟ آردو یا ہندی سے الگ اس نام کی کوئی بھاشا نہیں ... اس لئے اس کا صحیح مطلب تو ہندی اور آردو ہی ہو سکتا ہے ... ''

''آج ہندوستانی کا اپنا کوئی ایسا سنگٹھن نہیں جو ان ایک دوسرے سے دور بھاگتی ہوئی دھاراؤں کو نزدیک لانے اور ملانے کی کوشش میں لگا ہو ۔ ہندی ساہتیہ سمیلن اور انجمن ترقی آردو کو یہہ کام کرنا ہے''۔

''جو بھی سنستھا میرے بتائے ہوئے ڈھنگ پر کام کریگی وہ نہ صرف اپنی بھاشا کو امر بنائیگی بلکہ آخر میں ایک ایسی ملی جلی بھاشا بھی پیدا کریگی جو سارے دیش کے کام آئیگی''۔

''آتری ہندوستان میں جس بھاشا کو وہاں کے لوگ بولتے ہیں، اوسے چاہے آپ آردو کہیں چاہے ہندی ۔ بات ایک ہی ہے ۔ آردو لکھاوٹ میں لکھہ کر اوسے آردو کے نام سے پہچانئے اور اون ہی فقروں کو ناگری میں لکھہ کر اوسے ہندی کہہ لیجئے'' ۔

(م ۔ ک ۔ گاندھی)

ھندوستانی کا مطلب اردو نہیں بلکہ ھندی اردو کی وہ خوبصورت ملاوٹ ھے جسے اُتری ھندوستان کے لوگ سمجھہ سکیں اور جو ناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھو - یہہ پوری راشتر بھاشا ھے - باقی جو کچھہ ھے وہ ادھورا ھے -

پوری راشتر بھاشا سیکھنے والوں کو اب دونوں ھی لکھاوٹیں سیکھنی چاھئیں - راشتر پریم کا ٹھیک یہی تقاضا ھے - جو اوسے جانیگا وہ پائیگا اور جو نہ جانے گا وہ کھویگا -

(موھن داس کرمچند گاندھی)

(۱) اردو اور ناگری لکھاوٹ

"ہر ایک پڑھے لکھے ہندوستانی کو اپنی بھاشا، ہندو کو سنسکرت، مسلمان کو عربی، پارسی کو فارسی اور سب کو ہندی جاننی چاہئے۔ کچھ ہندوؤں کو عربی اور کچھ مسلمانوں اور پارسیوں کو سنسکرت سیکھنی چاہئے۔ اتر اور پچھم میں رہنے والے ہندوستانی کو تامل سیکھنی چاہئے مگر سارے ہندوستان کے لئے تو ہندی ہی ہونی چاہئے، اسے اردو میں لکھا جائے یا ناگری میں۔ ہندو مسلمانوں کے وچاروں کو ٹھیک رکھنے کے لئے بہت سے ہندوستانیوں کے لئے دونوں لکھاوٹوں کا جاننا ضروری ہے۔ ایسا ہونے پر ہم آپس کے بیوہار میں سے انگریزی کو نکال باہر کر سکینگے"۔

(ہند سوراج، سنہ ۱۹۰۹ع)

(۲) ہندی بھاشا کیا ہے؟

ہندی بھاشا میں اسے کہتا ہوں، جسے اتر میں ہندو اور مسلمان بولتے ہیں، اور جو دیوناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے۔ اس تعریف کے متعلق تھوڑا اختلاف پایا گیا ہے۔ دلیل یہہ دی جاتی ہے کہ ہندی اور اردو دو الگ بھاشائیں ہیں۔ یہہ دلیل ٹھیک نہیں۔ ہندوستان کے اتری حصے میں مسلمان اور ہندو دونوں ایک ہی بھاشا بولتے

ھیں – فرق صرف پڑھے لکھوں نے پیدا کیا ھے – یعنی پڑھے لکھے ھندو، ھندی کو سنسکرت بھری بنا ڈالتے ھیں – نتیجه یہه ھوتا ھے که بہت سے مسلمان اُسے سمجھه نہیں پاتے۔ لکھنؤ کے مسلمان بھائی فارسی لدی اُردو بول کر اُسے ایسی شکل دے دیتے ھیں که ھندو نہیں سمجھه سکتے، یہه دونوں غیر زبانیں ھیں، اور عام جنتا کے بیچ اُن کی کوئی جگه نہیں – میں اُتر میں رھا ھوں، ھندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھه خوب ملا ھوں، اور ھندی بھشا کی میری اپنی جانکاری بہت کم ھونے پر بھی اُن کے ساتھه ملنے برتنے میں مجھے ذرا بھی دقت نہیں ھوئی ھے –

(۳) اردو ھندی ایک ھی ھے

اُتری ھندوستان میں جس بھاشا کو وھاں کے لوگ بولتے ھیں اُسے آپ چاھے اُردو کہیں چاھے ھندی، بات ایک ھی ھے – اُردو لکھاوٹ میں لکھه کر اُسے اُردو کے نام سے پہچانئے اور اُن ھی فقروں کو ناگری میں لکھه کر اُسے ھندی کہه لیجئے –

لکھاوٹ

اب رھا سوال لکھاوٹ کا – فی الحال مسلمان لڑکے ضرور ھی اُردو لکھاوٹ میں لکھینگے، ھندو زیادہ تر دیوناگری میں لکھینگے – "زیادہ تر" میں اس لئے کہتا ھوں که ھزاروں ھندو آج بھی اپنی ھندی اُردو لکھاوٹ میں

لکھتے ھیں ' اور کچھہ تو ایسے ھیں ' جو دیو نا گری جانتے بھی نہیں ۔ آخر جب ھندوؤں اور مسلمانون کے بیچ شك کی تھوڑی بھی گنجائش نہ رھیگی ' جب بے اعتباری کے سب کارن دور ھوچکینگے تب جس لکھاوٹ میں شکتی رھیگی ' وہ زیادہ لکھی جائیگی اور وہ راشٹر کی لکھاوٹ بنیگی ۔ اس بیچ جن مسلمان بھائیون کو آردو لکھاوٹ میں عرضی لکھنے کی اجازت ھوگی ' آن کی عرضی راشٹر میں ھر جگہ قبول کی جائیگی ' کی جانی چاھئے ۔

اردو کا جنم ھندی میں سمایا ھوا ھے

ھندی کا مقابلہ کرنے والی دوسری کوئی بھاشا نہیں ' ھندی کے بعد یہہ جگہ بنگلا کو حاصل ھے ' پھر بھی بنگالی بھائی بنگال کے باھر تو ھندی کا ھی استعمال کرتے ھیں ۔ ھندی بولنے والا جہان جاتا ھے وھان ھندی کو ھی استعمال کرتا ھے اور آس پر کسی کو اچنبھا نہیں ھوتا ۔ ھندی بولنے والے دھرم پرچارك اور آردو کے مولوی سارے ھندوستان میں تقریرین ھندی ھی میں کرتے ھیں ' اور ان پڑھ جنتا بھی آسے سمجھہ لیتی ھے ۔ ان پڑھ گجراتی بھی آتر میں جاکر ھندی کا تھوڑا بہت استعمال کرلیتا ھے ' یہان تك کہ آتر کا بھیا بمبئی کے سیٹھہ کی دربان گیری کرتا ھوا بھی گجراتی بولنے سے انکار کرتا ھے ' اور سیٹھہ بھیا کے ساتھہ ٹوٹی پھوٹی ھندی بولنا

شروع کر دیتا ھے ـ میں نے دیکھا ھے کہ ٹھیٹھہ دراوڑ صوبوں میں بھی ھندی کی آوازیں سنائی پڑتی ھیں ـ یہہ کہنا ٹھیک نہیں کہ مدراس میں تو سب کام انگریزی سے چلتا ھے، میں نے وھاں بھی اپنا کام ھندی میں کیا ھے ـ سینکڑوں مدراسی مسافروں کو میں نے دوسرے لوگوں کے ساتھہ ھندی میں بولتے سنا ھے ـ پھر مدراس کے مسلمان بھائی تو ٹھیک ـ ٹھیک ھندی بولنا جانتے ھیں ـ یہاں یہہ یاد رکھنا چاھئے کہ سارے ھندوستان کے مسلمان آردو بولتے ھیں ـ اور سب صوبوں میں اون کی گنتی کچھہ کم نہیں ھے ـ اس طرح ھندی بھاشا راشٹر بھاشا بن چکی ھے ـ ھم نے بہت برس پہلے راشٹر بھاشا کے روپ میں اس کا استعمال کیا ھے ـ آردو کا جنم بھی ھندی ھی کی اس شکتی میں سمایا ھوا ھے ـ مسلمان بادشاہ فارسی عربی کو راشٹر بھاشا نہیں بنا سکے ـ اونھوں نے ھندی گریمر کو مانا اور آردو لکھاوٹ کا استعمال کرکے فارسی لفظوں کا زیادہ استعمال کیا ـ لیکن عام جنتا کے ساتھہ وہ اپنے کاروبار کو پردیسی بھاشا کے ذریعہ نہ چلا سکے ـ انگریز حاکموں سے یہہ بات چھپی نہیں ھے ـ جن لوگوں کو فوجی جاتیوں کا تجربہ ھے، وہ جانتے ھیں کہ سپاھیوں کے لئے ھندی یا آردو میں اشارے رکھنے پڑتے ھیں ـ

اس طرح ھم یہہ جانتے ھیں کہ راشٹر بھاشا تو ھندی

ھی ھو سکتی ھے ـ پھر بھی مدراس کے پڑھے لکھے لوگون کے لئے یہہ سوال مشکل ضرور ھے ـ

دکھنی، گجراتی، سندھی اور بنگالی کے لئے تو یہہ بہت آسان ھے ـ وہ کچھہ ھی مہینون مین ھندی کا اچھا گیان حاصل کرکے راشٹر کا کاروبار اس مین چلا سکتے ھین ـ تامل بھائیون کے لئے یہہ اتنا آسان نہین ـ تامل وغیرہ دراوڑ بھاشائین ھین، اور اُن کی بناوٹ اور گرامر سنسکرت سے بالکل ھی الگ ھے ـ سنسکرت بھاشاؤن اور دراوڑ بھاشاؤن کے بیچ کچھہ شبدون کی شرکت کو چھوڑکر دوسری کوئی زیادہ شرکت پائی نہین جاتی ـ لیکن یہہ مشکل آج کل کے پڑھے لکھے لوگون کے لئے ھی ھے ـ اُن کے دلون مین جو اپنے دیش کا پریم ھے اُس پر بھروسہ کرتے ھوئے ھمین ان سے یہہ اُمید رکھنے کا حق ھے کہ وہ خاص طور پر محنت کرکے ھندی سیکھہ لین گے ـ اگر ھندی کو اُس کا رتبہ حاصل ھوجائے تو آنے والے زمانے مین ھر ایك مدراسی پاٹھہ شالہ مین ھندی اپنی جگہہ بنالے، اور مدراس کو دوسرے صوبون سے خاص واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل جائے ـ انگریزی بھاشا دراوڑ جنتا مین داخل نہین ھوسکی ھے ـ لیکن ھندی کو اپنا گھر بنانے مین وقت نہین لگےگا .... تیلگو والے تو آج بھی اس کام مین کوشش کر رھے ھین ـ کون سی بھاشا راشٹر بھاشا

ہوسکتی ہے، اُس کے بارے میں یہہ کانفرنس کسی ایک فیصلے پر پہنچ سکے تو پھر اُس کام کو پورا کرنے کے لئے ترکیب سوچنے کی ضرورت پیدا ہوگی - جو ترکیبیں مادری بھاشا کے لئے ٹھیک ہیں، وہی ضروری پھیر پھار کے ساتھہ، راشٹر بھاشا کے لئے بھی ٹھیک ہوسکتی ہیں خاص کر گجراتی کو تعلیم کا ذریعہ بنانے کی کوشش تو زیادہ تر ہم ہی کو کرنی ہوگی لیکن راشٹر بھاشا کی تحریک میں تو سارا دیش ہاتھہ بٹائیگا -

(تقریر جو گجرات شکشا پریشد کے سبھا پتی کی حیثیت سے کی - بھڑوچ - سنہ ۱۹۱۷ع)

---

(۳) بھاشا ماں کی برابر

بھاشا کا معاملہ بڑا بھاری اور بڑا ہی اہم ہے - اگر سب نیتا سب کام چھوڑکر صرف اسی بات پر لگے رہیں، تو بس ہے - اگر ہم لوگ بھاشا کے سوال کو کم اہم سمجھیں گے یا ادھر سے اپنا خیال ہٹالینگے، تو اس وقت لوگوں میں جو لہر چل رہی ہے، لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا ہورہا ہے، وہ بیکار ہوجائیگا -

بھاشا ماں کے برابر ہے - ماں پر ہمارا جو پریم ہونا چاھئے وہ ہم لوگوں میں نہیں ہے - مجھے تو ایسے سمیلن سے بھی اصل میں پریم نہیں ہے - تین دن کا جلسہ ہوگا، تین

دن کبھہ سنکر ہمیں جو کرنا ہوگا، آسے ہم بھول جائیں گے - سبھا پتی کے بھاشن میں زور نہیں ہے - جس چیز کی ضرورت ہے، وہ اُس میں نہیں ہے - یہہ تو ہم پر اور ہماری پرجا کے اوپر ایک بڑا دھبہ ہے کہ ہماری بھاشا میں زور نہیں ہے - جن میں سوچ وچار نہیں آن میں زور نہیں - جب ہم میں زور آئے گا تب ہی ہماری جنتا میں اور ہماری بھاشا میں زور آئیگا -

ودیشی بھاشا کے ذریعہ آپ جو آزادی چاہتے ہیں، وہ نہیں مل سکتی، کیونکہ اوس میں ہم ماہر نہیں ہیں - خوشی کی بات ہے کہ اندور میں سب کام ہندی میں ہوتا ہے، پھر بھی معاف کیجئگا، پردھان منتری صاحب کا جو خط آیا ہے، وہ انگریزی میں ہے - اندور کی پرجا یہہ بات نہیں جانتی ہوگی، پر میں اوسے بتلاتا ہوں کہ یہاں عدالتوں میں پرجا کی عرضیاں ہندی میں لی جاتی ہیں، پر ججوں کے فیصلے اور وکیل بیرسٹروں کی بحث انگریزی میں ہوتی ہے - میں پوچھتا ہوں کہ اندور میں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہاں یہہ ٹھیک ہے، میں یہہ مانتا ہوں کہ انگریزی راج میں یہہ تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی، مگر دیسی ریاستوں میں تو کامیاب ہونا ہی چاہئے - پڑھے لکھے لوگ انگریزی کے موہ میں پھنس گئے ہیں، اپنی مادری بھاشا سے انہیں نفرت ہوگئی ہے - گویا اصل ماں کے دودھہ میں زہر ملا ہوا

ہے، اور دوسری ماں سے خالص دودھ ملتا ہے۔ بنا اس خالص دودھ کے ملے ہماری ترقی ہونا ناممکن ہے۔ جو اندھا ہے، وہ دیکھہ نہیں سکتا اور جو غلام ہے وہ نہیں جانتا کہ اپنی بیڑیاں کس طرح توڑے۔ پچاس برسوں سے ہم انگریزی کے موہ میں پھنسے ہیں۔ ہماری پرجا جہالت میں ڈوبی جا رہی ہے۔ ہمیں ان کو اس طرف خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے ....

ہندی بھاشا کا وطن

ساہتیہ کا دائرہ بھاشا کی بھومی جاننے پر ہی طے ہو سکتا ہے۔ اگر ہندی بھاشا کی بھومی صرف آتری صوبہ ہوگی، تو ساہتیہ کا دائرہ تنگ رہیگا۔ اگر ہندی بھاشا راشٹر بھاشا ہوگی تو ساہتیہ کی پھیلاوٹ بھی راشٹری ہوگی جیسے بھاشا کے بولنے والے ویسی بھاشا۔ بھاشا ساگر میں نہانے کے لئے پورب پچھم دکھن آتر سے بڑے بڑے مہاتما آئینگے، تو ساگر کی بڑائی نہانے والوں کے لائق ہونا چاہئے۔ اس لئے ساہتیہ کی نظر سے بھی ہندی بھاشا کی جگہ سوچنے کے لائق ہے۔

ہندی بھاشا کی پھیلاوٹ کا تھوڑا سا خیال کرنا ضروری ہے۔ میں کئی بار بیان کر چکا ہوں کہ **ہندی بھاشا وہ بھاشا ہے جس کو اتر میں ہندو مسلمان بولتے ہیں، اور جو ناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے۔** یہہ ہندی

ایک دم سنسکرت لدی نہیں ہے، نہ وہ ایک دم فارسی شبدوں سے لدی ہوئی ہے۔ دیہاتی بولی میں جو مٹھاس میں دیکھتا ہوں وہ نہ لکھنؤ کے مسلمان بھائیوں کی بولی میں، نہ الہ آباد کے پنڈتوں کی بولی میں پائی جاتی ہے۔ بھاشا وہی پیاری ہے، جس کو تمام لوگ سہج میں سمجھ لیں ۔ دیہاتی بولی سب سمجھتے ہیں، بھاشا کی جڑیں کروڑوں آدمیوں میں ملیں گی۔ ہمالیہ میں سے نکلتی ہوئی گنگا جی آخیر زمانے تک بہتی رہیگی۔ ایسی ہی دیہاتی ہندی کی عزت رہیگی، اور جیسے چھوٹی سی پہاڑی سے نکلتا ہوا جھرنا سوکھ جاتا ہے، ویسی ہی سنسکرت سے دبی اور فارسی سے لدی ہندی کی حالت ہوگی۔

ہندو مسلمانوں کا فرق بناوٹی ہے

ہندو مسلمانوں میں جو فرق کیا جاتا ہے، **وہ بناوٹی ہے ۔ ایسا ہی بناوٹی پن ہندی اور اردو بھاشا کے فرق میں ہے۔ ہندوؤں کی بولی سے فارسی شبدوں کو بالکل الگ کرنا اور مسلمانوں کی بولی سے سنسکرت کو بالکل الگ کر دینا غیر ضروری ہے** دونوں کا قدرتی سنگم، گنگا جمنا کے سنگم سا خوبصورت، قائم رہیگا ۔ مجھے امید ہے کہ ہم ہندی اردو کے جھگڑے میں پڑ کر اپنی طاقت کم نہیں کریں گے ۔ لپی کی کچھ تکلیف ضرور ہے ۔ مسلمان بھائی عربی لکھاوٹ میں ہی

لکھینگے، ہندو ناگری لپی میں لکھینگے ۔ اس لئے راشٹر میں دونوں کی جگہہ ملنی چاہئے ۔عملداروں کو دونوں لکھاوٹوں کا لحاظ ضرور ہونا چاہئے۔ اس میں کچھہ مشکل نہیں ھے۔ آخر میں جس لکھاوٹ میں زیادہ آسانی ہوگی آس کی جیت ہوگی ۔ بھارت ورش میں آپسی بیوہار کے لئے ایک بھاشا ہونی چاہئے، اس میں کچھہ شك نہیں ھے، اگر ہم ہندی آردو کا جھگڑا بھول جائیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ مسلمان بھائیوں کی تو آردو ہی راشٹری بھاشا ھے ۔ اس بات سے یہہ بھی آسانی کے ساتھہ ثابت ہوتا ھے کہ ہندی یا آردو مغلوں کے زمانے سے راشٹر بھاشا بنتی جاتی تھی ۔

بھاشا کا لین دین

آج بھی ہندی سے مقابلہ کرنے والی دوسری کوئی بھاشا نہیں ھے۔ ہندی آردو کا جھگڑا چھوڑنے سے راشٹر بھاشا کا سوال آسان ہوجاتا ھے ۔ ہندؤوں کو فارسی شبد تھوڑے بہت جاننے پڑینگے، مسلمان بھائیوں کو سنسکرت شبدوں کا گیان حاصل کرنا پڑیگا ۔ ایسے لین دین سے اسلامی بھاشا کا بل بڑھ جائیگا اور ہندو مسلمانوں کی ایکتا کا ایک بڑا ذریعہ ہمارے ہاتھہ میں آجائیگا ۔ انگریزی بھاشا کا موہ دور کرنے کے لئے اتنی زیادہ محنت کرنی پڑیگی کہ ہمیں لازم ھے کہ ہم ہندی آردو کا جھگڑا نہ آٹھاویں ۔ لکھاوٹ کی تکرار بھی ہم کو نہ کرنی چاہئے ۔ ... .

یہہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ میں انگریزی بھاشا سے نفرت نہیں کرتا ہوں ۔ انگریزی ساہتیہ بھنڈار سے میں نے بھی بہت رتنوں کا استعمال کیا ہے ۔ انگریزی بھاشا کے ذریعہ ہم کو سائینس وغیرہ کی خوب جانکاری حاصل کرنی ہے اس لئے انگریزی کی جانکاری بھارت باسیوں کے لئے ضروری ہے ۔ لیکن اس بھاشا کو اس کی ٹھیک ٹھیک جگہہ دینا ایک بات ہے، اس کی پوجا کرنا دوسری بات ہے ۔ ہندی ۔ اردو راشٹر بھاشا ہونی چاہئے ۔ اس بات کو صرف مان لینے سے ہمارا مطلب پورا نہیں ہوسکتا، تو پھر کس طرح ہم کامیاب ہوسکیں گے ؟ جن ودوانوں نے اس منڈپ کو شان بخشی ہے، وہ بھی اپنی بات چیت سے ہم کو اس بارے میں ضرور کچھہ سنائیں گے ۔ میں صرف بھاشا پرچار کے بارے میں کچھہ کہونگا ۔ بھاشا پرچار کے لئے ہندی سکھانے والی کتاب ہونی چاہئے ۔ ہندی بنگالی سیکھنے والوں کے لئے ایک چھوٹی سی کتاب میں نے دیکھی ہے، ویسی ہی مراٹھی میں بھی ہے ۔ دوسری بھاشاؤں کے لئے ایسی کتابیں دیکھنے میں نہیں آئی ہیں ۔ یہہ کام کرنا جیسا آسان ہے، ویسا ہی ضروری ہے مجھے امید ہے کہ یہہ کانفرنس اس کام کو جلدی سے اپنے ہاتھہ میں لیگی ۔ ایسی کتابیں ودوان اور تجربہ رکھنے والوں سے لکھوانی چاہئیں ۔ سب سے مشکل معاملہ دراوڑ بھاشاؤں کے لئے ہے ۔ وہاں تو کچھہ کوشش بھی نہیں ہوئی ہے ہندی بھاشا

سکھانے والے ، ماسٹروں کو تیار کرنا چاھئے ....

ھندی بھاشا کی ایک بھی ھر طرح پوری گرامر میرے دیکھنے مین نہیں آئی ھے - جو ھے ، سو انگریزی میں ولائیتی پادریوں کی بنائی ھوئی ھے - ایسی ایک گرامر ڈاکٹر کیلاگ کی بنائی ھوئی ھے ھندوستان کی اور دوسری بھاشاؤں کا مقابلہ کرنے والی گرامر ھماری بھاشا میں ھونی چاھئے - ھندی پریمی ودوانوں سے میری عرض ھے کہ وہ اس کمی کو دور کریں - ھماری راشٹری سبھاؤں میں ھندی بھاشا ھی کا استعمال ھونا ضروری ھے - کانگریس کے کام کرنے والوں اور ممبروں کے ذریعہ یہہ کوشش ھونی چاھئے - میرا مطلب ھے کہ یہہ سبھا ایسی پرارتھنا آیندہ ھونے والی کانگریس میں اس کے آدمیوں کے سامنے پیش کرے ھماری قانونی سبھاؤں میں بھی راشٹر بھاشا سے کام چلنا چاھئے - جب تک ایسا نہیں ھوتا تب تک پرجا کو ملک کے کاموں میں ٹھیک تعلیم نہیں مل سکتی ھے ، اس تعلیم سے آج پرجا خالی رھتی ھے ....

(اندور میں ایک تقریر سنہ ۱۹۱۸ع)

ھندی ھندستانی

چند سو عملداروں یا حاکموں کی سہولیت کے لئے کڑوروں لوگوں کو ایک پردیسی بھاشا سیکھنی پڑتی ھے - یہہ بیہودے پن کی حد ھے - اکثر ھماری پچھلی مثالیں لے

کر یہہ ثابت کیا جاتا ھے کہ دیش کی مرکزی سرکار کو
مضبوط بنانے کے لئے ایک راشٹری بھاشا کی ضرورت ھے۔
اس بارے میں بحث کی کوئی گنجایش نہیں کہ لوگوں کے
لئے ایک ایسے ذریعہ کی جو سب کو منظور ھو ضرورت
ھے – لیکن انگریزی کو وہ جگہہ نہیں دی جاسکتی –
حاکوں کو دیشی بھاشائیں اپنانی چاھئیں – اس سوال پر
غور کرنے والے ھر ایک آدمی کے لئے دھیان میں رکھنے
کے لایق پہلی بات یہہ ھے کہ ۱۰۰ برس کے انگریزی راج
کے بعد بھی انگریزی بھاشا – ھندوستان کی راشٹر بھاشا کی
جگہہ حاصل کرنے میں ناکام ھوئی ھے – ھاں اس میں شک
نہیں کہ ایک طرح کی ٹوٹی پھوٹی انگریزی ھمارے شہروں
میں اپنی کچھہ جگہہ بنا پائی ھے – لیکن اس حقیقت سے
تو وہ لوگ ھی چوندھیا سکتے ھیں، جو بمبئی – کلکتے –
جیسے شہروں میں بیٹھہ کر ھمارے راشٹری سوالوں پر
غور کیا کرتے ھیں – مگر آخر ایسے لوگ کتنے ھیں ؟
ھندوستان کی کل آبادی کے ۲ کے ۲ فی سیکڑہ ھی تو ھیں –
انگریزی کے حمائیتی ایک دوسری بات یہہ بھی بھول جاتے
ھیں کہ ھماری بہت سی دیشی بھاشائیں ایک دوسری سے
ملتی جلتی ھیں اور اس لئے ایک مدراس صوبہ کو چھوڑ کر
باقی سب صوبوں کے لئے راشٹر بھاشا کے ناتے ھندی کے
موافق ھیں – ھندی کے اس لابھہ کو اور ھمارے حال کی

راشٹری بیداری کو دیکھتے ہوئے ہم انگریزی کو اپنی راشٹر بھاشا کے روپ میں کیسے مان سکتے ہیں۔

(ینگ انڈیا، ۲۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ع)

هندی سیکه لیجئے

مجھے پکا وشواس ہے کہ کسی دن دراوڑ بھائی بہن جم کر ہندی سیکھینگے۔ آج انگریزی پر قابو پانے کے لئے وہ جتنی محنت کرتے ہیں۔ اس کا آٹھواں حصہ بھی ہندی سیکھنے میں کریں۔ تو باقی ہندوستان کے جو دروازے آج ان کے لئے بند ہیں وہ کھل جائیں اور وہ اس طرح ہمارے ساتھہ ایک ہوجائیں جیسے پہلے کبھی نہ تھے۔ میں جانتا ہوں کہ اس پر کچھہ لوگ یہہ کہینگے کہ یہہ دلیل تو دونوں طرف لاگو ہوتی ہے۔ دراوڑ لوگوں کی گنتی کم ہے۔ اس لئے اس خیال سے کہ راشٹر کی شکتی فضول خرچ نہ ہو۔ یہہ ضروری ہے کہ ہندوستان کے باقی سب لوگوں کو دراوڑ دیس کے ساتھہ بات چیت کرنے کے لئے تامل تیلگو، کنڑہ اور ملیالم سکھانے کے بدلے دراوڑ بھارت والوں کو باقی ہندوستان کی عام زبان سیکھہ لینی چاہئے۔ اسی خیال سے پچھلے ۱۸ مہینوں سے الہ آباد کے ہندی ساہتیہ سمیلن کی طرح مدراس میں ہندی پرچار کا کام زور سے چل رہا ہے۔ پچھلے ہفتہ بمبئی میں اگروال مارواڑی جلسہ ہوا تھا۔ میری اپیل کے جواب میں اس

سمیلن نے مدراس صوبہ میں پانچ سال تک ہندی پرچار
کا کام کرنے کے لئے پانچ لاکھہ کا چندہ کرادیا ھے اس سے
الہ آباد کے سمیلن کی اور آن دراوڑ بھائی بہنوں کی ذمہ
داری بڑہ جاتی ھے جو میرے ساتھہ یہہ مانتے ھیں کہ
پوری طرح راشٹری اتّحاد کے لئے مدراس والوں کو ھندی
سیکھہ لینی چاھئے ۔ کوئی بھی دراوڑ یہہ نہ سوچے کہ
ھندی سیکھنا ذرا بھی مشکل ھے ۔ اگر روز کے دل بہلاؤ
کے وقت میں سے قاعدے کے ساتھہ تھوڑا سمے نکالا جائے
تو معمولی آدمی ایك سال میں ھندی سیکھہ سکتا ھے ۔ میں
تو یہہ بھی سوجھانے کی ھمت کرتا ھوں کہ اب بڑی بڑی
میونسپلٹیاں اپنے مدرسوں میں ھندی کی پڑھائی کو اختیاری
بنائیں ۔ میں اپنے تجربے سے یہہ کہہ سکتا ھوں کہ
دراوڑ بالك بڑی آسانی سے ھندی سیکھہ لیتے ھیں ۔
شاید کچھہ وھی لوگ یہہ جانتے ھونگے کہ دکھنی افریقہ
میں رھنے والے لگ بھگ سبھی تامل تیلگو بولنے والے
لوگ ھندی سمجھتے ھیں اور آس میں بات چیت کرسکتے
ھیں ۔ اس لئے میں حوصلہ کرکے چاھتا ھوں کہ کُھلے دل
مارواڑیوں نے مفت ھندی سیکھنے کی جو سہولیت پیدا
کردی ھے، مدراس کے نوجوان آس کی قدر کریں گے
یعنی وہ اس سہولیت سے فائدہ آٹھائینگے ۔

(ینگ انڈیا ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۰ ع)

هندستانی اور کانگریس

میں دیکھتا ہوں کہ اب کانگریس کا سارا کام خاص کر ہندوستانی میں ہونے کی وجہ سے شریمتی اینی بیسنٹ ناراض ہوئی ہیں' اور مجھے تعجب ہے کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ اس سے کانگریس راشٹری نہ رہکر ایک صوبائی سبھا بن گئی ہے - میرے دل میں شریمتی بیسنٹ کے لئے اور اُن کی بھارت سیوا کے لئے بہت عزت ہے - ہندوستان کے لئے آزادی کے خیال کو جتنا اُنہوں نے لوگوں میں پیارا بنایا' اتنا دوسرے کسی نے نہیں بنایا - ہم میں سے جو اونچے درجے کے ہیں' اور عمر میں چھوٹے ہیں وہ بھی اُن کی محنت' اُن کی لگن اور اُن کی ہمت کو پا نہیں سکتے - اُنہوں نے اپنا سب کچھہ ہندوستان کی سیوا کے لئے دے ڈالا ہے - اپنی جوان عمر کا بہترین حصہ اُنہوں نے ہندوستان کی سیوا میں خرچ کیا ہے اور اُس کی وجہ سے وہ شاید لوکمانیہ تلک کے بعد دوسرے نمبر پر لوگوں کی محبت حاصل کر سکی ہیں - ہونا بھی یہی چاهئے تھا - لیکن آج کل چونکہ زیادہ تر پڑھے لکھے ہندوستانیوں کو اُن کے وچار پسند نہیں آتے ہیں' اس لئے لوگوں میں ان کی عزت کچھہ کم ہو رہی ہے اور اُن کے اس وچار پر کہ ہندوستانی کے استعمال سے کانگریس ایک صوبائی سبھا بن گئی ہے پبلک طور سے خیال ظاہر

کرتے ہوئے مجھے دکھہ ہوتا ھے - میری حقیر رائے میں
یہہ ایک بڑی بھاری بھول ھے اور اس کی طرف سب کا
دھیان کھنیچنا میرا فرض ہوجاتا ھے سنہ ۱۹۱۵ع سے
میں ایک کے سوا کانگریس کی سبھی بیٹھکیوں میں شامل
ہوا ہوں اس کے کاربار کو انگریزی کے بدلے ھندوستانی
میں چلانے کے فائدوں کا خیال کرکے میں نے خاص
طور سے اس زبان کو استعمال کیا ھے - میں نے
سیکڑوں ڈیلی گیٹوں اور ہزاروں ملنے جُلنے والوں سے
اس کی چرچا کی ھے - لوک مانیہ تلک اور شریمتی بیسنٹ
اور سب ھی کام کرنے والوں کے مقابلے میں - میں شاید
سارے دیش میں زیادہ گھوما پھرا ہوں اور پڑھے لکھوں
اور آن پڑھوں کو ملاکر سب سے زیادہ لوگوں سے ملا
ہوں اور میں سوچ سمجھہ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ
دیش کا کاروبار چلانے کے لئے یا سوچنے سمجھنے کے لئے
ھندوستانی کو (یعنی آردو اور ھندی کے ملاپ سے پیدا
ہونے والی بھاشا) چھوڑکر دوسری کوئی بھاشا شاید
ھی راشٹری بھاشا بن سکے - ساتھہ ھی اب تک کے تجربے
کی بناء پر میری یہہ پکی رائے بنی ھےکہ پچھلے دو سالوں
کو چھوڑکر باقی سب سالوں میں کانگریس کا قریب
قریب سارا ھی کام انگریزی میں چلانے سے راشٹر کو
بہت نقصان آٹھانا پڑا ھے - اس کے علاوہ میں یہہ بھی کہنا
چاھتاہوں کہ ایک مدراس صوبہ کو چھوڑکر باقی سب جگہ

راشٹری کانگریس کے دیکھنے والوں اور ڈیلی گیٹوں کی بڑی تعداد انگریزی کے مقابلے میں ہندوستانی کو ہمیشہ ہی زیادہ سمجھ سکی ہے ۔ اس کا ایک حیران کن نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ ان تمام برسوں کے لمبے وقت میں کانگریس دکھانے بھر کو راشٹری رہی ہے ۔ لوگوں کی تعلیم کی سچی کسوٹی پر اسے کسیں، اس کی قیمت لگائیں تو کہنا پڑیگا کہ وہ کبھی راشٹری نہیں تھی ۔ دنیا کا دوسرا کوئی دیش ہوتا تو اس طرح کی جماعت جس کے لئے ہر سال لوگوں کا پیار بڑھتا رہا ہے اپنی زندگی کے ۴۳ سالوں میں عام لوگوں کے سامنے ان کی اپنی بھاشا میں طرح طرح کے سوالوں کی چرچا کرکے انہیں حل کرتی اور اس طرح لوگوں کو راج نیتی کی تعلیم دیتی ۔ اس لئے کانگریس کی پچھلی بیٹھک میں دوسری کمیاں چاہے جو رہی ہوں، پھر بھی اس میں شک نہیں کہ وہ اس سے پہلے کی بیٹھکوں کے مقابلے زیادہ راشٹری تھی اور وہ اس وجہ سے کہ زیادہ تر دیکھنے آنے والے اور ڈیلی گیٹ اس کے کام کاج کو سمجھ سکے تھے ۔ اگر سننے والے شریمتی بیسنٹ کی تقریر سننا نہ چاہتے تھے یا وہ اکتا گئے تھے تو اس لئے نہیں اکتائے تھے کہ انہیں ان کی بات سننی پسند نہ تھی یا یہہ کہ ان کے دل میں شریمتی بیسنٹ کی عزت نہ تھی بلکہ وجہ اس کی یہہ تھی کہ بھاشن کے بہت قیمتی اور دلچسپ ہوتے ہوئے بھی وہ

آسے سمجھہ نہیں پاتے تھے اور جیسے جیسے راشٹری خیال
جاگیگا اور تعلیم کی بھوک کُھلیگی اور کُھلنی بھی چاھئے،
ویسے ویسے انگریزی میں بولنے والوں کے لئے اپنے عام سننے
والوں کا منظور نظر بننا زیادہ سے زیادہ کٹھن ھوتا
جائیگا، خواہ بولنے والا کتنا ھی با اثر اور لوگوں کا
پیارا کیوں نہ ھو۔ اس لئے میں مدارس صوبہ کی جنتا سے
پرارتھنا کرتا ھوں کہ وہ اس بات کو سمجھہ لے کہ لوک سیوا
کا کام کرنے والوں کے لئے هندوستانی سیکھنا ضروری
ھے۔ مدراس کے سوا دوسرے سب ھی صوبوں کے سننے
والے بنا دقت کے کم و بیش هندوستانی سمجھہ سکتے ھیں۔
دیانند سرسوتی آتر هندوستان کے باھر کی جنتا کو بھی
اپنے هندوستانی بھاشنوں کے بس میں کر لیتے تھے اور عام
لوگ بھی بنا کسی دقت کے آن کی بات کو سمجھہ سکتے
تھے۔ کانگریس کا سارا کام انگریزی میں چلتا رھا،
اس سے سچ مچ راشٹر کو بہت نقصان آٹھانا پڑا ھے۔
اس کا مطلب یہہ ھوتا ھے کہ ساڑھے اکتیس کڑور
کی آبادی میں صرف تین کڑور ۸۰ لاکھہ سے کچھہ اوپر
مدراسی لوگ هندوستانی بولنے والوں کی بات کو سمجھہ
نہیں سکتے۔ میں نے اس میں مسلمانوں کی گنتی نہیں کی ھے
کیونکہ سب ھی جانتے ھیں کہ مدراس علاقہ کے زیادہ تر
مسلمان هندوستانی سمجھتے ھیں۔ تو پھر سوال یہہ رھتا ھے
کہ اس علاقہ کے ۳۸۰ لاکھہ لوگوں کا دھرم کیا ھے؟
کیا آن کے لئے هندوستان انگریزی سیکھے یا پھر باقی

۲۷۷۰ لاکهه هندوستانیوں کے لئے انہیں هندوستانی سیکهنی چاهئے - سورگ باسی نیائے مورتی کرشن سوامی نے اپنی تیز عقل سے اس بات کو تاڑ لیا تها اور منظور کیا تها کہ دیش کے الگ الگ حصوں میں آپس کے کاروبار کے لئے هندوستانی هی ایك ذریعه بن سکتی هے - میں نہیں جانتا که آجکل کوئی بات اس اصول کے خلاف هو- یہه کبهی هو نہیں سکتا که هزاروں لوگ انگریزی بهاشا کو اپنا ذریعه بنائیں اور اگر یہه ممکن هو تو بهی یہه بات ماننے کے قابل نہیں - اس کی سیدهی سادی وجه یہه هے که انگریزی کے ذریعه چلنے والا اونچے درجے کا گیان عام لوگوں تك پہنچ نہیں سکتا، یہه تو تب هی هو سکتا هے جب اس گیان کا پهیلاؤ اوپر کے درجے والوں میں بهی کسی دیشی بهاشا کے ذریعہ هو - جیسے سر جگدیش چندر بوس کی رچناؤں کو بنگلا سے گجراتی میں آتارنا ، دکسلے کے انگریزی گرنتهوں کو گجراتی میں آتارنے کی نسبت آسان هے - اور اس بات کا مطلب کیا که باقی هندوستان کے لئے مدراسیوں کو هندوستانی سیکهنی چاهئے - اس کا مطلب یہی هے که مدراس کے جو لوگ سیوك هندوستان کے بارکام کرنا چاهتے هیں انہیں هر روز ایك گهنٹے کے کے حساب سے اپنا ایك سال هندوستانی سیکهنے میں صرف کرنا چاهئے - ایك سال ایسی کوشش کے بعد کئی هزار مدراسی کم سے کم کانگریس کارروائی کا نچوڑ

تو سمجھنے لگیں گے - مدراس صوبے کے کئی حصوں میں ھندی پرچار سبھا کے دفتر قائم ھو چکے ھیں جہاں ھندوستانی سیکھنے کی خواھش رکھنے والوں کو بنا فیس کے ھندوستانی سکھائی جاتی ھے -

("ینگ انڈیا" ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۱ع)

سرکاری زبان

ایک خاص میعاد کے اندر ھر صوبے کی عدالتوں اور اسیمبلیوں کا کام کاج اسی صوبے کی بھاشا میں جاری ھو جانا چاھئے - اپیل کی آخری عدالت کی زبان ھندوستانی قرار دی جائے - لکھاوٹ چاھے دیو ناگری ھو یا فارسی - مرکزی سرکاری اور بڑی اسیمبلیوں کی بھاشا بھی ھندستانی ھی ھو - انتر راشٹری راج بیوھار کی بھاشا انگریزی رھے - مجھے بھروسہ ھے کہ اگر آپ کو یہہ تجویز اپنے وچار کے مطابق نظر نہ آئی اور آپ نے یہہ خیال کیا کہ میں سوراج کی خواھش میں حد سے باھر چلا گیا ھوں تو بھی آپ چھوٹتے ھی اسکی ھنسی نہ اڑانے لگینگے - گو کہ آج ھمارے پاس ان چیزوں کے لینے یا پانے کی طاقت نہ ھو مگر سوال یہہ ھے کہ ھم انہیں حاصل بھی کرنا چاھتے ھیں یا نہیں - آئے بھائے ھم کم سے کم اپنی اس تمنا ھی کو بڑھائیں -

("ھندی نوجیون" ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

کانگریس کا فیصلہ

"یہہ کانگریس طے کرتی ہے (قانون کی ۳۳ ویں دفعہ کو اس طرح ٹھیک کیا جائے) کہ کانگریس کا، کانگریس کی شاخوں کا اور کاریہ کارنی سمتی کا کام کاج عام طور پر ہندستانی میں چلایا جائیگا - جو بولنے والے ہندستانی میں بول نہیں سکتے اُن کے لئے یا جب ضرورت ہو تب انگریزی کا یا کسی صوبائی بھاشا کا استعمال کیا جا سکیگا - صوبائی کمیٹیوں کا کام عام طور پر اُن ہی صوبوں کی بھاشاؤں میں کیا جائیگا - ہندستانی کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے -

(کانپور سنہ ۱۹۲۵ع)

ہندستانی کے استعمال کے بارے میں جو ٹھراؤ پاس ہوا ہے وہ لوک رائے کو بہت آگے لے جانے والا ہے - ہمیں اب تک اپنا کام کاج زیادہ تر انگریزی میں کرنا پڑتا ہے - یہہ بلاشک ڈیلیگیٹوں اور کانگریس کی بڑی کمیٹی کے زیادہ تر ممبروں پر ایک ظلم ہے - اس بارے میں کسی نہ کسی دن ہمیں آخری فیصلہ کرنا ہی ہوگا - جب ایسا ہوگا تب کچھہ وقت کے لئے تھوڑی دقتیں پیدا ہونگی، تھوڑی بے چینی بھی رہیگی، لیکن راشٹر کی ترقی کے لئے یہہ اچھا ہی ہوگا کہ جتنی جلدی ہو سکے ہم اپنا کام ہندستانی میں کرنے لگیں -

(ینگ انڈیا ۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۶)

جہاں تک ہو سکے کانگریس میں ہندی اردو کا ہی استعمال کیا جائے یہہ ایک ٹھراؤ مانا جائیگا - اگر کانگریس کے سب ہی ممبر اس ٹھراؤ کو مان کر چلیں اور اس پر عمل کریں تو کانگریس کے کام میں غریبوں کی دلچسپی بڑہ جائے -

(نوجیون - ۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ع)

جلسوں کی بہاشا

معلوم ہوتا ہے کہ سبھاؤں کے انتظام کرنے والوں کو بار بار اس بات کی یاد دلاتے رہنے کی ضرورت ہے کہ جنتا سے باتیں کرنے کی بہاشا انگریزی نہیں بلکہ ہندی یا ہندوستانی ہے - میں نے دیکھا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ع کے خلاف اس بار اس دورے میں مجھے جو ایڈریس ملے ہیں، وہ زیادہ تر تقریباً انگریزی میں ہی تھے - یہہ بات زیادہ صاف جھریا میں دکھائی پڑنے لگی، جہاں کوئلے کی کھانوں کے مزدوروں کی طرف سے مجھے انگریزی میں مان پتر دینے کی کوشش کی گئی - اور وہ بھی ایک ایسی سبھا میں، جس میں ہزاروں آدمی تھے مگر اون میں سے شائد ۵۰ آدمی بھی انگریزی نہ سمجھہ سکتے ہوں - اگر وہ ایڈریس ہندی میں ہوتا تو بہت زیادہ لوگ اسے آسانی سے سمجھہ سکتے - اس سبھا کے کام کرنے والے بنگالی تھے - اگر وہ ایڈریس میری خاطر انگریزی

میں لکھا گیا تھا - تو یہہ بالکل غیر ضروری تھا - ایڈریس بنگلا میں لکھا جا سکتا تھا - اور اُس کا ترجمہ هندی میں یا انگریزی هی تیار کرالیا جا سکتا تھا مگر اُن سننے والوں پر انگریزی کا وار کرنا اُن کا اپمان کرنا تھا - میں اُمید کرتا هوں که وہ دن آرهے هیں جب کسی سبھا کی کارروائی ایسی کسی بھاشا میں هوگی جسے سبھا کے زیادہ تر لوگ نه جانتے هوں تو لوگ اُس سبھا سے اُٹھه کر چل دیں گے - جھریا کی سبھا کے سبھاپتی کی تعریف میں یہہ کہنا چاهئے که جیوں هی میں نے اس طرف اُن کو توجه دلائی اُنہوں نے اُسے سمجھه لیا اور بڑی شرافت سے اُس ایڈریس کو بنا پڑھے هی پڑھا هوا مان لینے دیا - یہہ واقعه سبھا کے سب هی انتظام کرنے والوں کے لئے ایك چیتاونی بن جانی چاهئے - خاص کر آندھر دیش، تامل ناڈ کریلا اور کرناٹك والوں کے متعلق میں ان کی مشکلیں جانتا هوں - مگر اب کوئی ۶ سال سے آنکے بیچ هندی کا پرچار کرنے کے لئے ایك سنستھا کام کر رهی هے - آنکے ایڈریس اپنے اپنے صوبے کی بھاشاؤں میں هونے چاهئیں اور میرے سمجھنے کے لئے اُن کے هندی ترجمے کرا لینے چاهئیں - میں نے ڈراوردیش کے لئے همیشه چھوٹ دی هے اور جب کبھی انہوں نے چاها هے اپنا بھاشن انگریزی میں هی کیا هے - مگر میں یہہ سوچتا هوں که اب وہ وقت آ گیا هے جب انہیں بڑی اور عام سبھاؤں کے لئے انگریزی کا آسرا چھوڑ دینا چاهئے - سچ پوچھو تو هندی سیکھنے

سے انکار کرکے ہمارے انگریزی دان نیتا ہی جنتا میں ہماری تیز رفتاری کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں ۔ ہندی تو ڈراوڑ دیشوں میں بھی تین مہینے کے اندر اندر سیکھہ لی جا سکتی ہے ' اگر اسے روز ۳ گھنٹے کا وقت دیا جائے ۔ اگر انہیں اس میں کوئی شک ہو تو وہ ایک بار ' ہندی ساھیتہ سمیلان ' الہ‌آباد کے نیچے چلنے والے مدراس کی ہندی پرچار سبھا کو آزما دیکھیں ۔ ..... ہندستان کے ۲۰ کڑوڑ آدمی ہندی سمجھتے ہیں ۔ اس ہندی کو نہ سیکھنے کے لئے سستی اور شوق نہ ہونے کے علاوہ دوسرا کوئی بہانہ ہو نہیں سکتا ۔

(ہندی نوجیون ۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

ایک ہی لکھاوٹ

ایک لکھاوٹ ایک بھاشا کے پرچار کو بہت آسان کردیگی ۔ پر دونوں کام ایک حد تک ہی ساتھہ چل سکتے ہیں ۔ ہندی یا ہندوستانی کے پرچار کا مطلب یہہ بالکل نہیں کہ وہ صوبائی بھاشاؤں کی جگہ حاصل کرلے ۔ یہہ تو ان کی مدد کے لئے اور انتر صوبائی کاموں کے لئے ہے ۔ جب تک ہندو مسلم نفرت قائم رہیگی تب تک اس کا روپ الگ الگ رہیگا ۔ وہ کہیں تو فارسی لکھاوٹ میں لکھی جائیگی اور اس میں فارسی اور عربی شبدوں کی بہتات ہوگی ' کہیں وہ دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی

جائیگی اور تب اُس میں سنسکرت شبدوں کی بہتات
ھوگی ـ جب دونوں دل ایك ھوجائینگے تب ایك ھی
بھاشا کے یہہ دونوں روپ بھی ایك ھوجائیں گے اور
اُسکے اُس عام روپ میں سنسکرت، فارسی، عربی وغیرہ
وہ سب ھی شبد ھوں گے، جو اُس کی پوری ترقی کے
لئے ضروری ھوں گے ـ لیکن الگ الگ صوبوں کی
بھاشاؤں کا مطالعہ کرنے میں لوگوں کو مشکل نہ ھو اُس
کے لئے ضرور ھی ایك لکھاوٹ کے پرچار کا یہہ مقصد
ھے کہ وہ دوسری تمام لکھاوٹوں کی جگہ حاصل کرلے ـ
اس مقصد کو پورا کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہہ
ھے کہ تمام سکولوں میں ھندؤں کے لئے دیوناگری کا پڑھا
ضروری کردیا جائے، جیسے کہ گجرات میں کیا جاتا ھے
اور دوسرے الگ الگ بھارتی بھاشاؤں کا بہت اچھا لٹریچر
دیوناگری میں چھاپنا شروع کردیا جائے ـ کچھہ حد تك
یہہ کوشش کی بھی گئی ھے ـ میں نے دیوناگری لکھاوٹ
میں چھپی گیتا انجلی دیکھی ھے ـ مگر یہہ کوشش بہت بڑے
پیمانے پر کی جانی چاھئے اور ایسی کتابوں کے چھاپنے
کے لئے پرچار ھونا چاھئے ـ اگرچہ میں جانتا ھوں کہ
ھندوؤں اور مسلمانوں کو ایك دوسرے کے نزدیك لانے
کے لئے تجویزین کرنا آج کل کے وقت کے رنگ
ڈھنگ کے خلاف ھے تب بھی میں اس بات کو ان
کالموں میں اور بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ھوں ـ

هندو اردو اور مسلمان هندی سیکھیں

اسے پهر یہاں دهرائے بنا نہیں رہ سکتا که اگر هندو اپنے بهائیوں کے نزدیك آنا چاهتے هیں تو اونہیں اردو پڑهنی هی چاهئے - اور هندو بهائیوں کے نزدیك آنے کی خواهش رکهنے والے مسلمان کو بهی هندی ضرور سیکهه لینی چاهئے - هندو اور مسلمان کی سچی ایکتا میں جن کا وشواس هے، وہ باهمی نفرت کے ان خوفناك نظاروں کو دیکهه کر پریشان نه هوں، اگر اون کا وشواس سچا هے تو وہ جہاں جہاں ممکن هوگا وهاں وهاں موقعه ملنے پر ضرور آن کو رواداری، پریم اور ایك دوسرے کے لئے انسانیت کے کام کرنے پر آبهاریگا - اور دوسرے کی بهاشا سیکهنا تو اس راستے میں سب سے پہلی بات هے - کیا هندوں کے لئے یہه اچها نہیں که وہ بهگتی بهرے دل والے مسلمانوں کی لکهی هوئی مستند کتابوں کو پڑهیں اور یہه جانیں که وہ قران اور پیغمبر صاحب کے بارے میں کیا لکهتے هیں - اسی طرح کیا مسلمانوں کے لئے بهی یہه اچها نہیں که بڑے بڑے هندو بهگتوں کی لکهی دهارمك کتابوں کو پڑهکر وہ یہه جان لیں که گیتا اور شری کرشن کے بارے میں هندؤں کا کیا خیال هے - بجائے اس کے که دونوں گروہ ان تمام خراب باتوں کو جانیں جو ایك دوسرے کی دهارمك کتابوں اور آن کے بدلے جانے کے

بارے میں جاهلوں اور توڑ مڑور کر بات کہنے والوں کی زبانی کہی جائیں -

(نوجیون - ۲۱ جولائی سنه ۱۹۲۷ع)

پاگل پن

سنسکرت سیکھنا هر ایك هندوستانی ودیارتھی کا فرض هے هندؤں کا تو هے هی مگر مسلمانوں کا بھی هے - کیونکه آخر ان کے باپ دادا بھی تو رام اور کرشن هی تھے جن کے پہچاننے کے لئے اونہیں سنسکرت جاننی چاهئے - لیکن مسلمانوں کے ساتھه تعلق رکھنے کے لئے ان کی بھاشا سیکھنا هندؤں کا بھی فرض هے - آج هم ایك دوسرے کی بھاشا سے بھاگتے پھرتے هیں کیونکه هم پاگل بن گئے هیں - یهه ٹھیك سمجھئی که جو سنستھا آپس میں نفرت کرنا اور ڈرنا سکھلانی هے وه راشٹری نہیں هے" -

(گروکل کانگڑی)

هندوستانی کٹھن نہیں

............هندستانی جاننے والوں کے مقابلے میں انگریزی جاننے والے هندستانیوں کی گنتی کتنی کم هے - انگریزی جاننے سے تھوڑے هی لوگوں کے ساتھه بات چیت کرنے کے دروازے کھلتے هیں - اس کے برخلاف هندستانی

سے کام چلاؤ واقفیت اپنے دیش کے بہت ھی زیادہ بھائی بہنوں کے ساتھہ بات چیت کرنے کی طاقت دیتی ھے۔ میں آمید کرتا ھوں کہ اگلی کانگریس میں بنگال اور مدراس کے بھائی ھندستانی کی کام چلاؤ واقفیت حاصل کرکے جائیں گے ۔ جس بھاشا کو جنتا کے زیادہ لوگ سمجھتے ھیں اگر ھاری سب سے بڑی سبھا آس بھاشا میں اپنا کام نہ چ ۓ تو سچ مچ ھی وہ جنتا کے لئے سبق سیکھنے کی چیز نہیں بن سکتی ۔ میں دراوڑ بھائیوں کی مشکل کو سمجھتا ھوں لیکن جنم بھومی کی طرف آن کے پریم اور اور لگن کے سامنے کوئی چیز کٹھن نہیں ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲ فروری سنہ ۱۹۲۹ع)

صرف ھندستانی راشٹر بھاشا ھوسکتی ھے

اگرچہ مجھے معلوم ھے کہ نوجیون کو ھندی میں چھاپ کر نکالنا مشکل کام ھے تب بھی دوستوں کے کہنے پر اور ساتھیوں کے شوق سے مجبور ھوکر نوجیون کا ھندی ترجمہ نکالنے کی ھمت کرتا ھوں ۔ اپنے وچاروں پر میرا یقین ھے اور میرا وشواس ھے کہ آن کے مان لینے سے جنتا کو فائدہ ھوگا ۔ اس لئے آن کو ھندی میں ظاھر کرنے کی خواھش مجھے بہت زمانہ سے تھی ۔ لیکن آج تک پرماتما نے آسے پورا نہیں کیا تھا ۔ ھندستانی کے سوا دوسری بھاشا راشٹر بھاشا نہیں ھوسکتی ۔ اس میں کچھہ

بھی شک نہیں ہے جس بھاشا کو کڑوروں ہندو مسلمان بول سکتے ہیں وہی تمام بھارت ورش کی مانی ہوئی بھاشا ہو سکتی ہے ۔

جب تک اس میں نوجیون نہ نکالا گیا تب تک مجھے دکھہ تھا ۔ ہندستانی بھاشا کے پریمی ہندی نوجیون میں اونچی قسم کی ہندی کی امید نہ رکھیں ۔ نوجیون اور ینگ انڈیا کا ترجمہ ہی اس میں دینا ممکن ہے ۔ مجھے نہ تو اتنا وقت ہے کہ ہمیشہ ہندستانی میں لیکھہ وغیرہ لکھہ کر دے سکوں اور نہ ہندوستانی لکھنے کی زیادہ قابلیت مجھہ میں ہے ۔

ہندستانی بھاشا کا پرچار اس حوصلے کا خاص مطلب نہیں ہے ۔ ہندستانی بھاشا جاننے والے جب تک شانتی کے اصول اچھی طرح سمجھہ نہ لیں گے تب تک کامیابی ناممکن سی ہے ۔ اس لئے ہندی نوجیون کی ضرورت تھی ۔ پرماتما سے دعا ہے کہ جو لوگ صرف ہندستانی سمجھتے ہیں انکی ہندی نوجیون مدد کرے ۔

(ہندی نوجیون ۔ ۱۹ اگست سنہ ۱۹۳۹)

”ہندی ہندستانی“

میں نے ابھی ”ہندی ہندستانی“ شبد کا استعمال کیا ہے ۔ سنہ ۱۹۱۸ع میں جب آپ نے مجھکو عہدہ دیا تھا

تب بھی میں نے یہی کہا تھا کہ ھندی اس بھاشا کا نام ھے جسے ھندو اور مسلمان قدرتی طور پر بغیر کوشش کے بولتے ھیں' ھندوستانی اور اردو میں کوئی فرق نہیں ھے۔ دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی جانے پر وہ ھندی ، اور عربی میں لکھی جانے پر اردو کھی جاتی ھے۔ جو لکھنے والا یا تقریر کرنے والا چن چن کر سنسکرت یا عربی فارسی کے شبدوں کا ھی استعمال کرتا ھے وہ دیش کا نقصان کرتا ھے ۔ ھماری راشٹر بھاشا میں وہ سب طرح کے شبد آنے چاھیں جو جنتا میں کام آنے لگے ھیں ۔ پھیلی ھوئی بھاشا میں یہہ طاقت رھتی ھی ھے اسی لئے تو وہ سب جگہہ کام میں آتی ھے ۔ انگریزی نے کیا نہیں لیا ھے' لاطینی اور یونانی سے کتنے ھی محاورے انگریزی میں لئے گئے ھیں ۔ آج کل کی بھاشاؤں کو بھی وہ لوگ نہیں چھوڑتے ۔ اس بارے میں آن کی غیر طرفداری تعریف کے لائق ھے ۔ ھندوستانی شبد انگریزی میں کافی آگئے ھیں' کچھہ افریقہ سے بھی لئے گئے ھیں ۔ اسی میں آن کا فری ٹریڈ قائم ھے ۔ پر میرے یہہ سب کہنے کا مطلب یہہ نہیں ھے کہ بغیر موقع کے ھی ھم دوسری بھاشاؤں کے شبد لیں جیسا کہ آج کل انگریزی

پڑھے لکھے نوجوان کیا کرتے ھیں - اس کام میں سوچ وچار کی نظر تو رکھنی ھی چاھئے - ھم کنگال نہیں ھیں پر کنجوس بھی نہیں بنتے - کرسی کو خوشی سے کرسی ھی کہینگے ' اس کے لئے 'پر ادھیہ پلک - پد' شبد کا استعمال نہیں کرینگے - اس موقع پر اپنے دکھہ کی بھی کچھہ کہانی کہہ دوں - ھندی بھاشا راشٹر بھاشا بنے یا نہ بنے میں اسے چھوڑ نہیں سکتا - تلسی داس کا پجاری ھونے کی وجہ سے ھندی پر میرا موہ رھیگا - لیکن ھندی بولنے والوں میں رویندر ناتھہ کہاں ھیں' پر فلا چندر رائے کہاں ھیں' ایسے اور بھی نام میں بتا سکتا ھوں - میں جانتا ھوں کہ میرے یا میرے جیسے ھزاروں کے چاھنے سے بھی ایسے آدمی تھوڑا ھی پیدا ھونے والے ھیں - لیکن جس بھاشا کو راشٹر بھاشا بنا ھے اس میں ایسے بڑے بڑے آدمیوں کے ھونے کی آمید رکھی ھی جائیگی -

(اندور - ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۳۵ع)

ھندی یا ھندستانی

اس پرچے میں دوسری جگہ پڑھنے والے ایک محترم دوست کا لکھا ھوا ایک بہت اشتیاق بھرا خط پڑھیں گے - یہہ خط ناگپور میں جمع ھوئے آن ڈیلیگیٹوں کے سامنے پڑھا گیا تھا جنھوں نے وھاں بھارتی ساھتیہ پرشد قائم

کی ھے۔ اسی طرح کا ایک خط ایک مسلمان دوست نے
بھی بھیجا ھے اور اس کے ساتھ اسی مضمون پر لکھا ھوا
۲۷ اپریل کے بمبئی کرانیکل کا لیڈنگ آرٹیکل بھی بھیجا ھے۔
یہہ خط اور لیکھہ مختلف صوبوں کے لئے ایک ھی بھاشا
کے بارے میں میرے وچاروں سے ملتے جلتے وچار بھی
ظاھر کرتے ھیں ۔ پھر بھی مجھے ڈر ھے کہ اس بارے
میں میں نے جو طے کیا ھے اس میں شاید کچھہ کمیاں
رہ گئی ھیں ۔ اس لئے انہیں سب کے سامنے رکھہ دینا
ضروری ھے ۔ اگر انہیں کمیاں مان بھی لیا جائے تو وہ
ایک ایسے ارادے پر مبنی ھیں جو میرے دوستوں
سے چھپا ھوا نہیں ھے ۔ شروع ھی میں اس شک کو دور
کردینا چاھتا ھوں جو بعض مسلمانوں میں پیدا ھو گیا
ھے ۔ ساری فضا شک سے بھری ھوئی ھے ' ھر کسی کے
کاموں اور باتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ھے۔
جو لوگ پوری فرقہ وارانہ ایکتا چاھتے ھیں اور شک کا
کوئی موقعہ اپنی طرف سے پیدا ھونے دینا نہیں چاھتے
ان کے لئے میری رائے میں سب سے اچھا راستہ یہہ ھے
کہ وہ وقتی جوش سے بچکر ایمانداری سے کام کرتے
رھیں ۔ کانفرنس کے سے کاموں میں تو جوش کا کوئی
موقعہ ھی پیدا نہیں ھوتا ۔ کانفرنس کا مقصد ھندستان
کی تمام بھاشاؤں میں سے اچھی سے اچھی چیزوں کو

اکٹھا کر کے اُن کو دیش کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے
لئے اس بھاشا کے ذریعہ آسانی سے حاصل ہونے والا بنا
دینا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سمجھہ سکیں ۔ بے شک
اُردو بہت سی بھاشاؤں میں سے ایک ہے جس میں
ہیروں اور جواہروں کے ایسے خزانے بھرے ہوئے ہیں
جو کوئی سارے دیش داسیوں کی عام جائداد ہونے چاہئیں ۔ جو
کوئی ہندستانی مسلمانوں کے دل کو یا بھارتی نظر سے اسلام
کی تعلیم کو جاننا چاہتا ہے وہ اُردو کی مخالفت نہیں کر سکتا ۔
اگر یہہ کانفرنس موجودہ اُردو ادب کے خزانہ کے تالے
کھول کر اُسے سب کے لئے نہیں بنا سکے گی تو وہ اپنے فرض
اور مقصد کو پورا نہیں کر سکے گی ۔ خط بھیجنے والے
دوست نے ایک بھول کی ہے جسے میں دور کر دینا
چاہتا ہوں ۔ اُن کے سامنے ٹنڈن جی کا وہ سارا کا سارا
بھاشن نہیں تھا جو اُنہوں نے بنارس میں نہیں بلکہ
الہ آباد میں دیا تھا نہیں تو وہ یہہ سمجھنے کی بھاری
بھول نہ کرتے کہ ٹنڈن جی نے ۲۲ کروڑ ہندی بولنے والوں
کی جو بات ن تھی وہ اُن کے بارے میں کہی تھی
جو آج کل کی بناوٹی ہندی لکھتے ہیں ۔ اُنہوں نے یہہ صاف
طور پر کہہ دیا تھا کہ اُن کا مطلب وندھیا کے اُتر میں
رہنے والے اُن لوگوں سے تھا جن میں کڑوروں مسلمان
بھی شامل ہیں جو اس بھاشا کو بولتے یا سمجھتے ہیں جسے

کا جنم بیچ بھاشا سے ہوا ہے اور جس کا گرامری ڈھانچا
اسی سے لیا گیا ہے - اوس کا ہندی نام بھی
اپنا اصلی نہیں ہے' یہہ نام وہ ہے جو مسلمان
لکھنے والوں نے اتر میں رہنے والے لوگوں
کو دیا تھا اور یہہ ویسا ہی نام ہے جیسے نام اُن کے
ہندو بھائی اُن کے لئے استعمال کرتے تھے- اُس کے بعد یہہ
دو ٹہنیاں ہو گئیں - دیو ناگری میں لکھی جانی والی اتر کے
ہندوؤں کی بھاشا کو ہندی اور فارسی یا عربی لکھاوٹ
میں لکھی جانے والی مسلمانوں کی بھاشا کو اُردو کہا
جانے لگا - یہہ سچ نہیں ہے کہ سارے دیش کے مسلمانوں
کی عام زبان اُردو ہے' مجھے معلوم ہے کہ علی بھائیوں کو
اور مجھے مالا بار کے موپلاوں کے ساتھہ اُردو میں
بات کرنا مشکل ہو گیا تھا - ہمیں ایک ملیالی ترجمان کو
ساتھہ لینا پڑا تھا - پوربی بنگال کے مسلمانوں کے بیچ میں
جانے پر بھی ہمیں ویسی ہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا
تھا - ٹنڈن جی اور راجیندر بابو کے ہندی شبد استعمال
کرنے کا ٹھیک وہی مطلب تھا جو میرے ان دوست کا
ہے - ہندستانی شبد کا استعمال کرنے سے اُن کا مطلب
زیادہ صاف نہ ہو پاتا -

کچھہ لکھنے والوں کے بارے میں میرے
دوست کی شکایت بالکل صحیح ہے جو

ایسی هندی لکھتے هیں جس کو اوتر بھارت کے بھی بہت هی کم لوگ سمجھه سکتے هیں ـ جانسن کی بھاشا کی طرح یهه کوشش ضرور هی نا کام هونے والی هے ـ

خط بھیجنے والے سجن پوچھه سکتے هیں که هندی یا هندستانی کی ضد چھوڑ کر سیدھا سادہ هندستانی نام کیوں نہیں کام میں لایا جاتا ـ میرے پاس اس کے لئے سیدھی سادی ایك هی دلیل هے ـ وہ یهه هے که مجھه جیسے آدمی کے لئے ٢٠ برس کی پرانی سبھا سے اپنا نام بدلنے کے لئے کہنا گستاخی هوگی خاص کر جب که اس کا نام بدلنے کی ایسی کوئی ضرورت بھی ثابت نہیں کی گئی هے ـ نئی پریشد پرانی سنستھا کی هی پیدا وار هے اور وہ اتر بھارت میں رهنے والے اور ایك هی مادری زبان بولنے والے هندو مسلمان دونوں کی ضروریات پوری کرنا چاهتی هے ـ اس کے لئے بھاشا کے نام کی اتنی اهمیت نہیں هے ، اس کو خواہ هندی کہا جائے یا هندستانی ـ مجھے دونوں هی شبدوں سے ایك سا اطمینان هے ـ هندی شبد کا استعمال کرنے والوں سے مجھے کچھه جھگڑا نہیں هے شرطیکه ان کی بھاشا بھی وهی هو جو میری هے ـ اکھیل بھارتی لفظوں میں جو بھاؤ هے اس پر کئے گئے اعتراض کو میں نہیں سمجھه سکا هوں ـ سارے دیش کے هندو اس کو ضرورت

ھی سمجھتے ھیں اور میں یہہ کہنے کا خوصلہ بھی کر سکتا ہوں کہ آتر میں رھنے والے زیادہ تر مسلمان بھی آسے سمجھہ لین گے - ابھی ھمارے زمانے کی بھارت کی تہذیب کو ڈھانچے میں ڈھالا جا رھا ھے - ھم میں سے بہتیرے اس جتن میں لگے ھوئے ھیں کہ آن سب تہذیبوں کو ایك میں ملا لیا جائے جو اس وقت آپس میں ٹکرا رھی ھیں - الگ رھنے کی کوشش کرنے والی کوئی بھی تہذیب زندہ نہیں رہ سکتی - اس وقت بھارت میں ایسی کوئی تہذیب باقی نہیں بچی ھے جسے بالکل' پوتر آریہ تہذیب کہا جا سکے - آریہ لوك بیان کے آدم نواسی تھے یا ودیشی حملہ آور تھے اس بحث سے کوئی خاص مطلب نہیں نکلتا - میرا مطلب اتنا ھی بتانا ھے کہ میرے بہت سے پرانے بزرگ پوری آزادی کے ساتھہ ایك دوسرے سے ملتے تھے اور ھم اسی ملاوٹ کے پھل ھیں - یہہ تو آگے آنے والے دن ھی بتا سکینگے کہ اس سبھا کو جنم دیکر ھم اپنے دیش کی دنیا کی کچھہ بھلائی کر رھے ھیں یا صرف اس کے لئے مصیبت بن رھے ھیں - لیکن مجھکو تو اتنا بھروسہ ھے کہ نئی پرشد اور ھندی ساھیتہ سمیلن دونوں ھی بھارت کی سب بھاشاؤں کی تمام اچھائی کو ایك ساتھہ ملانے کا سندر کام کر سکتے ھیں - اگر وہ آسے نہیں کریں گے تو تباہ ھو جائین گے - پر ملانے

کا یہہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ ہم ان بھاشاون کو ایک دوسرے سے اس طرح الگ کردین کہ ان مین سے ہر ایک مین الگ الگ آریہ پن، عربی پن یا انگریزی پن کی زیادہ بو آئے۔

اس بحث کو مین اس ہفتہ بڑھانا نہین چاہتا۔ کچھہ اور بھی سوچنے کے لایق ضروری باتین ہین۔ آمید ہے کہ مین اگلے ہفتہ اُن پر وچار کر سکونگا۔

(ہریجن سیوک - ۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۶ع)

ہندی شبد

پچھلے پرچے کے ' ہندی یا ہندستانی مضمون ' مین یہہ تو مین بتلا ہی چکا ہون کہ کس طرح اور کیون مین 'ہندی' اور 'ہندستانی' شبدون کو ایک ہی معنے مین سمجھتا ہون اور کیون 'ہندی' شبد کا استعمال جاری رکھنا ضروری ہے۔ پچھلے پرچے مین جو خط چھپا ہے اُس مین 'ہندی' شبد کے استعمال پر یہہ اعتراض کیا گیا ہے اگلے زمانے مین مسلمان ہندی سیکھتے تھے اور اُسے ایک ادبی زبان کی حیثیت دینے مین انہون نے اپنے ہندو بھائیون سے زیادہ نہین تو اتنی ہی کوشش کی ہے۔ لیکن ادبی حیثیت کے علاوہ ہندی کی ایک مذہبی اور تہذیبی حیثیت ہے جسے مسلمانون کی پوری جماعت اپنا نہین سکتی۔ اس کے علاوہ اب وہ بہت سے الفاظ اپنے اندر شامل کر رہی ہے

جو بالکل اسی کے ھیں اور وہ لوگ جو صرف اُردو جانتے ھیں انہیں عام طور پر سمجھہ نہیں سکتے ۔ اگر اگلے زمانے کے مسلمانوں نے هندی کو سیکھا اور اُسے ادبی زبان کی حیثیت دی تو موجودہ زمانے کے مسلمان کیوں اُس سے کنارہ کریں ۔ بیشک اُس زمانے کی هندی میں آج کی هندی سے کہیں زیادہ مذھبی اور تہذیبی حیثیت تھی۔ تو کیا کسی بھاشا کی مذھبی اور تہذیبی حیثیت کی وجہ سے ھی اُس بھاشا سے ھمیں دور رھنا چاھئے ؟ کیا میں عربی اور فارسی سے اسی لئے بچوں کہ اُن زبانوں کی مذھبی اور تہذیبی حیثیت ھے ۔ بلاشك اگر ھمیں سگے بھائیوں کی طرح، جو کہ ھم ھیں، مل جل کر یہاں رھنا ھے تو ھم ایك دوسرے کی تہذیب یا کلچر سے کیوں ٹکرائیں ۔ اور خود بھاشا کے خلاف بغاوت کھڑی کرکے سنسکرت شبدوں کے کے استعمال پر کیوں جھگڑا کریں ۔ **سیدھے سادے چالو شبدوں کی جگہ سنسکرت شبد رکھنے یا شبدوں کو سنسکرت کا روپ دینے کا بناوٹی طریقہ بے شک برا ھے ۔** اس سے تو بھاشا کی سہج مٹھاس ھی چلی جاتی ھے ۔ مگر راشٹر کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اگر سنسکرت جاننے والے هندو سنسکرت شبدوں کا ایك حد تك استعمال کرتے ھیں تو اُن کا ایسا کرنا ضروری ھے ۔ صرف عربی جاننے والے مسلمان بھی یہی

کرتے ہیں، حالانکہ دونوں لکھتے ایک ہی زبان ہیں۔ اور
اس میں انکے لئے کوئی خاص پسندیدگی یا ناپسندیدگی کی بات
نہیں ہے۔ پڑھے لکھے ہندو اور مسلمانوں کو بھاشا کے
دونوں ہی روپوں سے واقفیت حاصل کرنی پڑیگی۔ کیا
انگریزی وغیرہ سب ہی ترقی یافتہ بھاشاؤں کے بارے میں
یہہ بات سچ نہیں ہے۔ مشکل تو ہمارے لئے یہہ ہے کہ
آج ہمارے دل ایک نہیں ہیں اور ہم میں سے اچھے سے اچھے
لوگوں پر بھی آپسی شک کے زہر نے اثر کر رکھا ہے۔
ہندی ہندستانی اور اردو ایک ہی بھاشا کے مختلف نام ہیں۔
ہمارا مطلب آج ایک نئی بھاشا بنانے کا نہیں ہے بلکہ
جس بھاشا کو ہندی، ہندستانی اور اردو کہتے ہیں اسے
انتر صوبائی بھاشا بنانا ہمارا مقصد ہے۔ میں مانتا
ہوں کہ شری کنہیا لال منشی نے ہنس کی بھاشا کی
تائید میں جو کہا ہے وہ صحیح ہے؛ تامل یا تیلگو کی کسی
چیز کا ترجمہ آپ ہندی یا ہندستانی میں کریں، اور اس
میں سنسکرت شبد نہ آئیں یہہ نہیں ہو سکتا۔ ان کا
آنا قریب قریب لازمی ہے۔ کیونکہ ان میں سنسکرت
شبد بہت زیادہ ہیں۔ یہی حال عربی لفظوں کا ہے۔
عربی کی کسی چیز کا ترجمہ اگر ہم ہندی یا ہندستانی
میں کرنے بیٹھیں تو اس میں عربی شبدوں کو آنے سے
ہم روک نہیں سکتے۔ رویندر ناتھ کی گیتا نجلی کے ہندی
یا ہندوستانی ترجمہ میں اگر سنسکرت شبدوں کو جنکی

بنگالی بھاشا میں بھر مار ہے ارادتاً بچایا جائے تو اس
میں جو خوبصورتی یا مٹھاس ہے وہ بہت کم ہو جائیگی۔
اگر مولوی عبدالحق صاحب یا عاقل صاحب جیسے ادبی
مسلمان چاہتے ہیں کہ عام زبان کو صرف ہندوؤں کے
ذریعہ بولی بھاشا کی شکل اختیار کرنے سے بچانا ضروری ہے
تو انہیں اس میں خاص مدد دینی ہوگی ۔ اگر میں چلا
سکوں تو میں ان کے دماغوں سے اردو روپ کو خالص
مسلمانوں کی زبان ماننے کا خیال ہٹا دوں جس طرح کہ
میں ادبی ہندوؤں کا یہہ خیال دور کر دوں کہ ہندی تو
صرف ہندوؤں ہی کی بھاشا ہے ۔ اگر دونوں کے دلوں
سے یہہ خیال جدا نہیں ہوتا تو اتر بھارت کے ہندوؤں
اور مسلمانوں کی کوئی عام زبان نہیں بن سکتی ۔ پھر اسے
آپ چاہے کسی بھی نام سے پکاریں ۔ اس لئے یہاں ہمیں
کم سے کم نام کے اوپر جھگڑنے کی ضرورت نہیں ۔ اگر
پوری سچائی کے ساتھہ آپ کا مطلب ایک زبان ہے تو
آپ اسے چاہے جو نام دے سکتے ہیں ۔ اب سوال لکھاوٹ
کا رہتا ہے ۔ مسلمان دیوناگری لکھاوٹ میں ہی لکھیں ۔
اس پر ہمیں آج وچار نہیں کرنا ہے ۔ اس سوال پر زیادہ
غور کی ضرورت نہیں کہ آیا اس بات پر زور دیا جائے
کہ ہندوؤں کی آبادی کے اس پھیلے ہوئے سیلاب کو
عربی لکھاوٹ ضرور مان لینی چاہئے اس لئے ہندی سیلاب

ھندستانی کی میں نے یہہ تعریف کی ھے کہ جس بھاشا کو عام طور پر آج بھارت کے ھندو اور مسلمان بولتے ھیں وہ بھاشا ھندی یا ھندستانی ھے، چاھے وہ دیوناگری حرفوں میں لکھی جائے چاھے اردو خط میں ۔ اس کی مخالفت بھی ھوئی ھے تو بھی میں ابھی اس بات پر قائم ھوں ۔ لیکن اس میں شك نہیں کہ دیوناگری لکھاوٹ کا ایك آندولن چل رھا ھے جس کا ساتھہ میں دل سے دے رھا ھوں اور وہ یہہ ھے کہ مختلف صوبوں میں خاصکر جن صوبوں میں سنسکرت شبدوں کا بہت زیادہ استعمال ھوتا ھے بولی جانے والی تمام بھاشاوں کے لئے دیوناگری لکھاوٹ کو مان لیا جائے ۔ سو کچھہ بھی ھو، اس طرح ھندستانی کی تمام بھاشاؤں کے اونچے سے اونچے قیمتی ادب کو دیوناگری لکھاوٹ میں لکھنے کی کوشش کی جارھی ھے ۔

(ھریجن سیوك ۔ ۲۳ جون ۱۹۳۶ع)

غلط فہمیاں

میرے سامنے کئی اردو اخباروں کی کترنیں پڑی ھیں جن میں حال ا میں بنی ھوئی اکھل بھارتی ساھیتہ پرشید کی کارروائی پر اور ساتھہ ھی بابو راجیندر پرشاد، بابو پرشوتم داس ٹنڈن، پنڈت جواھر لال نہرو پر اور مجھہ پر بہت اعتراض کئے گئے ھیں ۔ ھم پر یہہ الزام لگایا گیا ھے

کہ اس میں ہمارا کچھ چھپا ہوا مطلب ہے ۔ جس کا
جہاں تک مجھے معلوم ہے ہمیں پتہ تک نہیں ہے ۔ لکھنے
والوں نے یہ سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ ہم نے
پریشد میں کیا کہا اور کیا کیا تھا ۔ ان کا یہ خیال ہے کہ
پریشد کا اندرونی منشا یہ ہے کہ اردو کو ہٹا کر اس کی گدی
ہندی کو دے دی جائے اور اسے سنسکرت کے شبدوں سے
اس قدر لاد دیا جائے کہ مسلمانوں کیلئے اسکا سمجھنا قریب
قریب ناممکن ہو جائے ۔ بابو پرشوتم داس ٹنڈن نے الہ آباد
میں ہندی ساہتیہ سمیلن کا میوزیم کھولے جانے کے موقع
پر جو تقریر کی تھی اس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ
انکے اس دعوی میں کہ ۲۳ کڑوڑ ہندوستانی ہندی بولتے ہیں
یا کم سے کم سمجھہ تو لیتے ہی ہیں سچائی کا گلا گھونٹ دیا
گیا ہے ۔ ان لیکھوں میں اتنا ہی نہیں کہا گیا کچھہ اور
بھی طعنے دئے گئے ہیں ۔ پر انکی طرف مجھے دھیان دینے
کی ضرورت نہیں ۔ میرا مطلب تو صرف یہہ ہے کہ اگر
ہوسکے تو ان غلط فہمیوں کو دور کردوں جن کی وجہ
سے ہم لوگوں پر طعنے کئے گئے ہیں ۔ پہلے آخری بات
لے لوں ۔ ان لیکھوں کے پاس ٹنڈن جی کی پوری تقریر
ہوتی تو انہیں یہہ پتہ چل جاتا کہ ان ۲۳ کڑوڑ ہندستانیوں
میں انھوں نے جان بوجھہ کر اردو بولنے والے ہندو اور
مسلمانوں کو شامل کیا تھا ۔ اسی سے انھوں نے ہندی لفظ

کے استعمال میں آردو کو شامل کرلیا تھا - ۱۹۳۵ میں اندور کے ساھیتہ سمیلن میں جو ریزولیوشن پاس ہوا تھا اس کے مطابق هندی کا مطلب اس زبان سے تھا جسے اتر هندوستان میں هندو اور مسلمان دونوں هی بولتے هیں اور جو دیوناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی هے - اگر لکھنے والوں کو یہ خلاصہ معلوم هوتا تو انھیں کسی طرح کی شکایت نہ ہوتی - هاں اگر هندی لفظ پر هی انھیں شکایت هو تو بات دوسری هے - اگر انھیں هندی نام سے هی چڑ هو تو وہ دکھ کی بات هے - اتر هندوستان میں بولی جانے والی بھاشا کے لئے هندی هی اصلی شبد هے - آردو نام تو جیسا کہ سب اچھی طرح جانتے هیں خاص طور سے اور خاص مطلب سے دکھایا گیا تھا - عربی لکھاوٹ بھی مسلمان راجاؤں کے آرام کیلئے رکھی گئی تھی - جب تک هندی شبد دونوں زبانوں کیلئے کام میں آتا هے اسکا استعمال کرنے میں کوئی مخالفت نہیں هونی چاهئے - خیر جو کچھ بھی هو، زیادہ سے زیادہ جس وچار میں فرق هے وہ یہی رہ جاتا هے کہ ایک هی چیز کیلئے دو شبدوں میں سے کون سا شبد کام میں لایا جائے - هندی کو سنسکرت شبدوں سے لاد دینے کی شکایت میں کچھ سچائی تو هے - هندی کے کچھ لکھنے والے اپنی تحریروں میں بے مطلب سنسکرت شبد ٹھونسنے کی ضد کرتے هیں - پر اس طرح کی شکایت ان آردو لکھنے والوں کے خلاف

بھی کی جاسکتی ھے جو فارسی یا عربی شبدوں کے استعمال پر بضول کا زور دیتے ھیں - اس سے بھی بڑی بات یہہ ھے کہ وہ بھاشا کی گرامر بدل دیتے ھیں - یہہ دونوں طرح کی زیادتیاں کچھہ ھی وقت میں غائب ھو جائینگی کیونکہ عام لوگ ایسی بھاشا کو کبھی اپنا نہیں سکتے اسلئے اسکی عمر لمبی نہیں ھو سکتی - رھی بھارتی پریشد، سو اسکی منشا تو الگ الگ صوبوں کے اچھے اچھے وچارونکو پختہ ھندی بھاشا کے ذریعہ سارے بھارت کے لئے آسان بنانا ھے - اس میں، جیسا کہ کچھہ تحریروں میں طعنہ دیا گیا ھے ھماری کوئی چھپی ھوئی منشا یا فرقہ وارانہ بات نہیں ھے - ھندی ھندوستانی شبد تو میرے کہنے سے اپنایا گیا تھا - یہہ شبد تو ھندی کی صحیح تعریف کیلئے رکھا گیا تھا - مولوی عبدالحق صاحب نے ھندی ھندوستانی کی جگہہ صرف ھندوستانی یا ھندی اردو کے استعمال کا ریزولیوشن رکھا تھا - مجھے تو ان دونوں میں کوئی اعتراض نہیں ھے - لیکن بھارتی ساھیتہ پریشد اپنے جنم کو بھول نہیں سکتی تھی - پریشد کا وچار تو اندور کے ساھیتہ سمیلن میں اٹھا تھا اور ناگپور میں سمیلن کی نگرانی ھی میں اس نے ایک پختہ شکل اختیار کی - اسلئے ھندی شبد کا رکھنا ضروری ھو گیا - اس کی جگہہ اردو شبد کے رکھنے میں جو برائی ھوتی اس کی وجہ میں بتلا ھی چکا ھوں - لیکن میں یہ دکھلانے کی کوشش

کرچکا ہوں کہ ہندی ہندوستانی اور اردو ایک ہی معنی ظاہر کرنے والے مختلف شبد ہیں اور ان سے ایک ہی بھاشا یا زبان کا مطلب نکلتا ہے۔

(ہریجن سیوک ـ یکم اگست سنہ۱۹۳٦ع)

کچھ اور غلط فہمیاں

ستیہ کا تلاش کرنے والا صرف کسی کو خوش کرنے کے لئے ہی لکھنا یا بولنا پسند نہیں کرتا ـ جن جن باتوں سے مجھے واسطہ پڑا ہے ان سب ہی میں ستیہ کی تلاش کرتے ہوئے مجھے کافی لمبا عرصہ ہوگیا ہے ـ مگر میں جانتا ہوں کہ وقت وقت پیدا ہوجانے والے معاملوں میں میں سبکو یہ سمجھا نہیں سکا ہوں کہ میں جو کہتا ہوں یا کرتا ہوں وہی صحیح ہے ـ ہندی پر چار ہی کو لیجئے ـ اس بارے میں جہاں کچھ مسلمان دوست مجھ سے ناخوش ہیں وہاں ہندو دوست بھی کم ناخوش نہیں ـ پر جب تک میرے نکتہ چیں مجھے میری بھول کا وشواس نہ کرادیں تب تک انہیں یہ آمید نہیں رکھنی چاہئے کہ صرف اسلئے اپنی رائے بدل دونگا کہ وہ ایسا چاہتے ہیں ـ ایک سجن نے تو مجھے سچ مچ یہ لکھا کہ اگرچہ بحث اور دلیل کی نظر سے میری بات صحیح ہے تو پھر بھی مجھے مسلمان نکتہ چینوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی رائے بدل لینی چاہئے ـ یہ نکتہ چیں چاہتے ہیں کہ ایک ہی بھاشا کی واقفیت کرانے کیلئے

یا تو میں ہندی، اردو شبد کے استعمال کی تائید کروں یا صرف آردو کی ۔ ان کا اعتراض بھاشا پر نہیں ہے بلکہ نام پر ہے؛ اور نام بھی وہ جو اب تک چلا آرہا ہے ۔ مجھے ایک اور خط ملا ہے اس میں جھگڑا دوسرے نقطہ نظر سے ہے اور وہ ہے اس بھاشن کے معاملہ میں جو میں نے حال ہی بنگلور میں ہندی پرچار کنوکیشن میں دیا تھا ۔ خط لمبا ہے ۔ میں یہاں ان ہی ٹکروں کو دیتا ہوں جنکا مضمون سے زیادہ سے زیادہ تعلق ہے ۔ اس خط میں لکھا ہے کہ بنگلور میں دئے ہوئے کنوکیشن کے بھاشن میں آپ نے کہا ہے کہ بھارت کے ۳۰ کروڑ آدمیوں سے تعلق پیدا کرنے کیلئے کرناٹک کے ۱ کروڑ ۱۰ لاکھ نرناریوں کو انکی بھاشا ہندی سیکھنی چاہئے ۔ یہ بات آپ نے انہیں کیلئے نہیں کہی جو ماتری بھاشا اچھی طرح جانتے ہیں ۔ تو بھی نہ تو یہ ممکن ہے اور ممکن بھی ہو تو اچھا نہیں ہے اور نہ قدرتی ہی ہے کہ عام جنتا ماتری بھاشا کے سوا دوسری ایک اور بھاشا سیکھے ۔ راشٹری کام کرنے والے بیوپاری اور دوسرے لوگ جو اتر بھارت واسیوں کے نزدیک میں آتے ہیں وہ ہی ہندی سیکھ سکتے ہیں اور انہیں کو سیکھنی چاہئے ۔ وہ تو بنا کسی پرچار کے بھی ضرورت کی وجہہ سے ہی یہہ بھاشا سیکھ لیں گے ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہندی صوبائی بھاشاؤں کی جگہ پر نہیں بلکہ ان کے ساتھہ ساتھہ سیکھی جائے ۔ پر ایسا ہو نہیں رہا ہے

تامل ناڈ کے زیادہ تر پڑھے لکھے لوگ تامل کی بجائے انگریزی میں سوچتے ھیں اور محسوس بھی کرتے ھیں ـ وہ تامل کی پوری مخالفت کرتے ھیں، وہ انگریزی تہذیب کے کس حد تك غلام ھوچکے ھیں یہہ ھم اسی سے سمجھہ سکتے ھیں کہ عام جلسوں اور دوسری جگہوں میں بھی وہ اکڑ کے ساتھہ اونچی آواز سے کہتے ھیں کہ وہ تامل میں نہ تو بول سکتے ھیں اور نہ لکھہ سکتے ھیں پر انگریزی میں وہ یہ دونوں کام ڈھڑے سے کر سکتے ھیں ـ اُن میں سے کچھہ لوگ ھندی کا مطالعہ بھی تامل کی بجائے انگریزی کی مدد سے کرنے لگے ھیں ـ نتیجہ ایك ھی ھوگا کہ انگریزی کے بجائے وہ ھندی میں سوچنے لگیں گے ـ اگر کوئی گجراتی بھائی آپ سے کہے کہ وہ تامل میں تو نہیں پر ھندی میں سندر مضمون لکھہ سکتا ھے تو آپکو اُس پر افسوس ھی ھوگا ـ آپکو معلوم ھوگا کہ دیش ابھی مکمل آزادی سے دور ھے ـ تامل ناڈ میں بہتیرے لوگ کہنے لگے ھیں کہ وہ تامل سے ھندی اچھی جانتے ھیں دوسری بھاشا دیووانی بھی ھے ـ تو بھی اپنی ماتری بھاشا کو نقصان پہونچاکر ھمیں اُسے نہیں سیکھنا چاھئے آنکھیں بند کرکے ھندی کے ماننے والونکو اس معاملہ میں میں ایك ھی مثال دیا کرتا تھا ـ آپ کہتے تو ھیں کہ ھندی بھارت کی راشٹر بھاشا ھے پر نہ تو اپنی آتم کتھا ھی آپ نے ھندی میں لکھی ھے اور نہ دکھنی افریقہ کا معاملہ ـ دونوں کے

متعلق آپ نے گجراتی میں لکھا ہے - اگر آپ ہندی میں
لکھتے تو بہت زیادہ لوگوں کو آپکی بات آپ کے ہی شبدوں
میں جاننے کو ملتی - پر آپ نے دونوں کو ہی گجراتی
میں لکھنا پسند کیا حالانکہ اس معاملے میں آپکا قول اور
عمل مختلف ہے - تو بھی میں آپکی مثال کو ہی ٹھیک سمجھتا
ہوں - اور چاہتا ہوں کہ لوگ آپکو جو کہتے ہیں اسے نہ
مان کر آپ جو کرتے ہیں اسکی نقل کریں - آزادی کا
مطلب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ الگ الگ بھاشا کے بولنے
والوں پر ایک ہی بھاشا لاد دی جائے - پہلی جگہ ماتری
بھاشا کو ہی ملنی چاہئے - بھارت کی راشٹر بھاشا ہندی کو
دوسری جگہ ہی دینی چاہئے - سچی آکساھٹ اور ترقی تو
ماتری بھاشا سے ہی مل سکتی اور ہوسکتی ہے - اب میں
لکھاوٹ کا سوال لیتا ہوں - مئی ۱۹۳۵ کے ہریجن میں اندور
کے ہندی ساھتیہ سمیلن کے ریزولیوشنوں پر لکھتے ہوئے
آپ نے اردو لکھاوٹ کی طرفداری کی ہے - یہ میری سمجھ
میں نہیں آیا - بنگلور کے بھاشن میں بھی آپ نے اردو
لکھاوٹ کی طرف اپنا رحجان ظاہر کیا ہے - آپ تو
سنسکرت سے نکلی ہوئی یا اس سے کافی اثر لئے ہوئے تمام
بھارتی بھاشاؤں کی لکھاوٹوں کو برباد کرکے انکی جگہ دیو
ناگری کو تخت پر بٹھا دینا چاہتے ہیں تاکہ جو لوگ وہ بھاشائیں
سیکھنا چاہیں وہ اسی لکھاوٹ کے ذریعہ سیکھیں - ہندو

اور مسلمان دونوں جس ایک ہی بھاشا کو بولتے ہیں اسکے
کیلئے آپ دیوناگری اور آردو دونوں لکھاوٹیں قائم رکھنا چاہتے
ہیں ۔ اور دوسرے کروڑوں لوگ جو بدقسمتی سے جدا
جدا بھاشائیں بولتے ہیں وہ اپنی لکھاوٹیں برباد ہوجانے دیں
اور آنکی جگہ دیوناگری کو دے دیں ۔ اور ہندوستانی بھاشا
اور آردو لکھاوٹ سیکھ کر کروڑوں ہندوؤں اور کروڑ
مسلمانوں کو سمجھنے اور آن کے نزدیک آنے کی کوشش کریں؟
کیا یہ ہنسی کی بات نہیں ۔ اور کیا اس میں ظلم ہی ظلم
نہیں ہے ۔ اس نیتی کا صاف نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ
اور ساری بھاشائیں مٹ جائیں ۔ اور صرف ایک ہندی رہ
جائے ۔ وہ بھی دونوں لکھاوٹوں میں ۔ کیونکہ سب بھاشاؤں
کی لکھاوٹ تو دیوناگری ہو ہی جائیگی ۔ ہندی سب سیکھ
ہی لیں گے اور ماتری بھاشاؤں کے اہم گرنتھوں کا ہندی
ترجمہ ہو ہی ہوجائے گا ۔ میں چاہتا ہوں آپ ذرا وچار کر
دیکھیئے کہ کیا یہ حالت ہم سب کی جنم بھومی بھارت ورش کے
لئے عزت کی ہوگی ۔ سب لکھاوٹوں کو برباد کرنے کی کوشش
رہنے سے پرے دیوناگری اور آردو میں سے جو ایک ہی
بھاشا کی دو لکھاوٹیں ہیں ایک کو اٹھانے کی کوشش آپ
کیوں نہیں کرتے ۔ ایک ہی بھاشا بولنے والے ہندو اور
مسلمان اپنے لئے دو الگ الگ لکھاوٹیں کیوں رکھیں ۔ مجھے
معلوم نہیں کہ میں نے کراؤں کے سب ہی یعنی ۱۰ لاکھ

عورتوں اور مردوں سے ہندی - ہندوستانی سیکھنے کی
بات کہی تھی - جنہیں اتر بھارت کے لوگوں سے کبھی بھی
واسطہ پڑتا ہے وہ سب ہی ہندی ہندوستانی سیکھ لیں تو
مجھے بہت خوشی ہوگی - لیکن اس کے خلاف ہندی نہ
جاننے والے سب صوبوں کے سب لوگ بھی ہندی سیکھ
لیں تو میں اس کا سواگت ہی کرونگا - اور جیسا کہ یہ
دوست چاہتے ہیں اس پر افسوس تو میں یقینی طور پر نہیں
کرونگا - ہر ایک صوبہ اپنی اپنی بھاشا جان لینے کے ساتھ
ساتھ ایک تمام بھارتی بھاشا اور سیکھ لے تو اس میں
بھارت ورش کے لئے بری یا غیر قدرتی بات کیا ہو جائے گی؟
اس طرح کا گیان تھوڑے سے پڑھے لکھے لوگوں کا ہی
خاص طور پر کیوں رہے اور عام جنتا اس سے خالی کیوں
رہے - ۳۰ کروڑ سے زیادہ لوگوں کا ایک پورا راشٹر دو
بھاشائیں جانتا ہو تو ضرور ہی وہ ایک اونچے درجے کی
کلچر کا پیام ہوگا - بدقسمتی سے یہ بالکل صحیح ہے کہ ایسا
ہونا غیر ممکن سا ہے مگر سب سے زیادہ بدقسمتی کی بات
یہ ہوگی کہ کوئی صوبہ اپنی بھاشا کی مخالفت کرکے دوسری
بھاشا کو زیادہ پسند کرنے لگ جائے - خط لکھنے والے کو
شکایت یہ ہے کہ تامل ناڈ میں ایسا ہی ہو رہا ہے - آن
کی رائے کی تائید میرے تامل ناڈ کے بار بار کے سفر سے
بھی ہوتی ہے - لیکن ادھر میں نے دیکھا ہے کہ اس صوبہ

میں اچھی تبدیلی بھی ہو رہی ہے اور جیسے جیسے ہر ایک
صوبے کے پڑھے لکھے لوگ عوام کے ساتھ تعلق بڑھانے
کی زیادہ سے زیادہ ضرورت محسوس کرینگے ویسے ویسے
جہاں ممکن ہوگا دوسری بھاشاؤں پر صوبائی بھاشا کو ترجیح
دینے کی عادت اور رفتار بھی بڑھتی جائے گی - ان ہی صاحب
نے طلبے کے ساتھ راشٹر بھاشا ہونے کے بارے میں انگریزی
اور ہندی ہندوستانی کی پرانی برابری کا ذکر کیا ہے - میں
نے تو جب سے عام جیون میں قدم رکھا ہے سدا یہی رائے
رکھی اور ظاہر کی ہے کہ انگریزی نہ کبھی سارے
ہندوستان کی بھاشا ہو سکتی ہے اور نہ ہونی چاہئے - ایسی
بھاشا تو ہندی یعنی ہندوستانی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اسے
بھارت کے کروڑوں ہندو اور مسلمان آسانی سے بولتے ہیں -
انگریزی کے بارے میں ایسا سمجھنا عام آدمی اور انگریزی
پڑھے لکھے لوگوں کے بیچ میں مضبوط دیوار کھڑی کرنا اور
اپنے مطلب تک پہنچنے میں دیش کی ترقی کو پیچھے دھکیلنا
ہے - میں نے بار بار یہ سمجھایا کہ ہماری ترقی میں انگریزی
کی ایک مقرر جگہ ہے - ہمارے راجدھانی کی اور ساری
دنیا کی بات سمجھنے کیلئے اور پچھم کی اچھی سے اچھی
باتیں ہندوستانی کو سکھانے کیلئے ہمارے کچھ آدمیوں کو
ضرور انگریزی سیکھنی چاہئے کیونکہ پچھمی بھاشاؤں میں
اسی کا سب سے زیادہ پرچار ہے - پر اگر پڑھے لکھے طبقے

کو آن پڑھ بچوں کے ساتھ ایک ہونا ہے تو انگریزی سیکھنے والوں سے ہزار گنے ہندوستانیوں کو ہندی ہندوستانی سیکھنی پڑے گی ۔ خط لکھنے والے جب یہ سوچتے ہیں کہ میں نے صوبائی بھاشاؤں پر ہندی کو ترجیح دینے کی صلاح دینے کا جرم کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری رائے سے بالکل ناواقف ہیں ۔ اس بارے میں میرے کہنے اور کرنے میں کوئی فرق نہیں ۔ میں اس ریزولیوشن کی دل سے تائید کرتا ہوں کہ ماتری بھاشا کو پہلی جگہ دی جانی چاہئے ہاں لپی کے معاملے میں خط لکھنے والے کا شکوہ صحیح ہے ۔ مجھے اپنی رائے پر پچھتاوا بھی نہیں ہے ۔ جو الگ الگ بھاشائیں سنسکرت سے نکلی ہیں یا جن کا اس کے ساتھ گہرا رشتہ رہا ہے پر جو جدا جدا لکھاوٹوں میں لکھی جاتی ہیں آن کی ایک ہی لپی ہونی چاہئے اور وہ لکھاوٹ دیوناگری ہی ہے ۔ الگ الگ لکھاوٹیں ایک صوبہ کے لوگوں کیلئے دوسرے صوبوں کی بھاشائیں سیکھنے میں غیر ضروری رکاوٹ ہیں ۔ یورپ کوئی ایک راشٹر نہیں ہے پھر بھی اس نے ایک سب کے پسند کی ہوئی لکھاوٹ منظور کرلی ہے ۔ پر ہندوستان ایک راشٹر ہونے کا دعوی کرتا ہے اور ہے تو پھر اسکی لکھاوٹ ایک کیوں نہ ہو ۔ میں جانتا ہوں کہ ایک ہی بھاشا کیلئے دیوناگری اور اردو دونوں لکھاوٹوں کو برداشت کرلینے کی میری بات بری معلوم ہوتی ہے مگر میری یہ

بڑی بات میری بیوقوفی نہیں ہے - اس وقت ہندو مسلمانوں
میں جھگڑا ہے - پڑھے لکھے ہندوؤں اور مسلمانوں کیلئے
ایک دوسرے کی طرف زیادہ سے زیادہ محبت اور رواداری
دکھانا ضروری اور عقل مندی کا کام ہے - اس لئے میری یہ
رائے ہے کہ لکھاوٹ چاہے دیوناگری رہے چاہے اردو -
خوش قسمتی یہ ہے کہ صوبہ صوبہ کے بیچ ایسا کوئی
جھگڑا نہیں ہے - اس لئے جس سدھار سے مختلف صوبوں
میں صوبوں کا گہرا میل ہوسکتا ہے اسکی حمایت کرنا اچھا
ہے - اور یہ بھی نہ بھول جانا چاہئے کہ راشٹر کی اکثریت
آبادی بالکل ان پڑھ ہے اس پر طرح طرح کی لکھاوٹوں
کا بوجھ لادنا اور وہ بھی محض جھوٹے موہ اور دماغی
کاہلی کی وجہ سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا ہوگا -

(ہریجن - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۵ع)

ہندوستانی یا اردو

میں نے اپنے من میں کہا، گجراتی میری مادری زبان
ہے پر وہ راشٹری بھاشا نہیں ہوسکتی - دیش میں تیسویں
حصے سے زیادہ آبادی گجراتی بھاشا بولنے والی نہیں - اس
میں مجھے تلسی داس کی رامائن کہاں ملیگی - تو کیا مراٹھی
راشٹر بھاشا ہوسکتی ہے - مراٹھی بھاشا سے مجھے پریم
ہے، مراٹھی بولنے والے لوگوں میں میرے ساتھ کام کرنے

والے کچھ بڑے پکے اور سچے ساتھی ہیں - مہاراشٹر یوپی کی قابلیت، آتما بلیدان کی انکی شکتی اور لیاقت کا میں قائل ہوں - تو بھی جس مراٹھی بھاشا کو لوکمانیہ تلک نے بے مثل طریقہ سے استعمال کیا اسے راشٹر بھاشا بنانے کی خواہش میرے دل میں پیدا نہیں ہوئی - جس وقت اس سوال پر میں اپنے دل میں دلیلیں کررہا تھا میں آپکو بتاؤں کہ اس وقت مجھے هندی بھاشا بولنے والوں کی ٹھیک ٹھیک گنتی بھی معلوم نہیں تھی - اس وقت بھی مجھے خود بہ خود یہ معلوم ہوا تھا کہ راشٹر بھاشا کی جگہ ایک هندی هی لے سکتی هے دوسری کوئی زبان نہیں - کیا مین نے بنگلہ کی تعریف نہین کی - مین نے کی هے اور رام موهن رائے، رام کرشن، ویکا نند اور دویندر ناتھ ٹھاکر کی ماتری بھاشا ہونے کی وجہ سے مین نے اسے عزت کی نظر سے دیکھا هے - پھر بھی مجھے ایسا معلوم ہوتا هے کہ بنگلہ کو هم انتر صوبائی بیوهار کی بھاشا نہیں بنا سکتے تو کیا دکھن بھارت کی کوئی بھاشا بن سکتی هے - یہ بات نہیں کہ میں ان بھاشاؤں سے بالکل هی انجان تھا - پر تامل یا دوسری کوئی دکھن بھارتی بھاشا راشٹر بھاشا کیسے هوسکتی هے - تب هندی زبان بعد کو جسے هم هندوستانی یا اردو بھی کہنے لگے هین اور جو دیوناگری اور اردو لکھاوٹ

میں لکھی جاتی ہے وہی ہماری زبان ہو سکتی ہے اور ہے ۔

(ہریجن سیوک ۳ اپریل سنہ ۱۹۳۷ ع)

ہندوستانی کے بجائے ہندی ہندوستانی کیوں

میری اس بات سے آپ ڈریئے نہیں کہ ہندی سیکھنے والے ہر ایک آدمی کو اپنی ماتری بھاشا کے علاوہ کوئی ایک صوبائی بھاشا بھی سیکھنی چاہئے ۔ بھاشائیں سیکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ میسمولر ۱۴ بھاشائیں جانتا تھا اور میں ایک ایسی جرمن لڑکی کو جانتا ہوں جو ۵ سال پہلے جب یہاں آئی تھی تب ۱۱ بھاشائیں جانتی تھی اور اب دو تین بھارتی بھاشائیں بھی جانتی ہے ۔ لیکن آپ نے تو اپنے دل میں ایک ڈر سا بٹھالیا ہے اور کسی طرح یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ آپ ہندی میں اپنے خیال ظاہر نہیں کرسکتے ۔ یہ ہمارے خیال کی کاہلی ہے جس کی وجہ سے کانگرس و دھان میں ۱۱ برسوں سے ہندوستانی کو منظور کرلینے پر بھی ہم اس طرف کوئی ترقی نہیں کرپائے ہیں ۔ یعقوب حسین صاحب نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میں اس بھاشا کیلئے سیدھے سادے ہندوستانی شبد پر صبر نہ کرکے ہندی ۔ ہندوستانی پر کیوں اتنا

زور دیتا ہوں - اس کیلئے مجھے آپ کو سب باتوں کی تہہ میں لے جانا ہوگا - سن ۱۹۱۸ میں میں ہندی ساہیتہ سمیلن کا سبھا پتی ہوا تھا - تب ہی میں نے ہندی بولنے والے جگت کو سمجھایا تھا کہ وہ ہندی کی اپنی پھیلاوٹ کو اتنا کھولدے کہ اسمیں اردو کا بھی داخلہ ہوجائے - سن ۱۹۳۵ میں جب میں دوبارہ سمیلن کا سبھا پتی بنا تو میں نے ہندی شبد کی یہ تعریف کرائی کہ **ہندی وہ بھاشا ہے جسے ہندو مسلمان دونوں بول سکیں** اور جودیوناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جائے - ایسا کرنے میں میرا مقصد یہ تھا کہ میں ہندی میں مولانا شبلی کی اردو اور بابو شیام سندر داس کی ہندی کو شامل کردوں - ہندی کی جگہ یہ ہندی - ہندوستانی نام میری ہی تجویز سے مان لیا گیا تھا - عبدالحق صاحب نے وہاں زوروں سے میری مخالفت کی - میں انکا سمجھاؤ ماظور نہ کرسکا - جو شبد ہندی ساہیتہ سمیلن کا تھا اور جسکی یہ تعریف کرنے کے لئے میں نے سمیلن والوں کو منالیا تھا کہ اس میں اردو کو بھی شامل کرلیا جائے اس ہندی شبد کو میں چھوڑ دیتا تو میں خود اپنے دیش اور سمیلن کے ساتھ بھی ہنسا کرنے کا دوشی ہوتا - **یہاں ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہندی شبد ہندوؤں کا گڑھا ہوا نہیں ہے** - یہ تو اس ملک میں مسلمانوں کے آنے کے بعد اس بھاشا کو بتلانے کے لئے بنایا گیا جیسے اتر

ھندوستان کے ھندو بولتے اور لکھتے پڑھتے تھے بہت سے نامی
گرامی لکھنے والوں نے اپنی زبان کو ھندی یا ھندوی کہا ھے ۔
اور اب جب کہ ھندی کے اندر ان مختلف قسمونکو شامل کرلیا
گیا ھے جنہیں ھندو اور مسلمان دونوں بولتے اور لکھتے ھیں تب
یہ محض شبدونکا جھگڑا کیا ۔ پھر ایک دوسری بات بھی دھیان
میں رکھنی ھے ۔ جہاں تک دکھن بھارت کی بھاشاؤں کا معاملہ
ھے بہت زیادہ سنسکرت شبدوں سے بنی ھوئی ہندی ھی ایک
ایسی بھاشا ھے جو دکھن کے لوگونکو اپیل کرسکتی ھے کیونکہ
کچھ سنسکرت شبدوں اور سنسکرت آواز سے تو وہ پہلے سے
ھی واقف ھوتے ھیں ۔ جب یہ دونوں ھندی اور ھندوستانی
یا اردو گھل مل جائیں گی جب دراصل سارے ھندوستان
کی ایک بھاشا بن جائے گی اور صوبائی شبدوں کے داخل ھونے
سے وہ روز بہ روز ترقی کرتی جائے گی ۔ تب ھمارے
لفظوں کا خزانہ انگریزی ڈکشنری سے بھی زیادہ بھرپور
بن جائیگا ۔ میں آشا کرتا ھوں کہ اب آپ سمجھہ گئے ھوں گے
کہ ھندی ۔ ھندوستانی کے لئے میری اتنی ضد کیوں ھے ۔

(ھریجن سیوک ۔ یکم اپریل ۱۹۳۷ ع)

مسلمانوں کے خلاف نہیں

ھندی پریمیوں کو یہ تو معلوم ھی ھے کہ ھندی ساھتیہ
سمیلن کا اگلا جلسہ شملے میں ھوگا ۔ شملے سے ایک نامہ نگار

نے لکھا ہے کہ وہاں کچھ ایسا شک ہے کہ سمیلن ایک سیاسی جماعت ہے اور اس کے رحجانوں میں مسلم مخالفت کی بو آتی ہے میں دوبار کانفرنس کا سبھا پتی ہو چکا ہوں اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے میں کہہ سکتا ہوں کہ شدہ غیر سیاسی سنتھا ہے ـ راجے مہاراجے اس کے نگران ہیں ـ کتنے ہی آدمی جنکا کانگریس سے کوئی واسطہ نہیں ـ سمیلن کے ممبر ہیں ـ راجے مہاراجے اکثر اس کے جلسوں میں آتے ہیں ـ بڑودہ کے مہاراجہ گائیکوار اس کے سبھا پتی رہ چکے ہیں ـ مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ اسکی ذیک بھی چال ڈھال مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے اگر مجھے کوئی ایسا شک ہوتا ـ تو میں اسکا سبھا پتی بننا منظور نہ کرتا ـ میں امید کرتا ہوں کہ مسلم مخالفت کا مطلب یہاں اردو مخالفت نہیں لیا گیا ہے ـ اردو مخالفت اور مسلم مخالفت ان شبدوں کا استعمال بہت سے لوگ ایک ہی مضمون کی شکل میں کرتے ہیں ـ پر یہ تو ایک وہم ہے ـ پنجاب دھلی اور کشمیر میں اردو ہزارہا ہندوؤں اور مسلمانوں کی عام زبان ہے یہ چیز بھی دھیان میں رکھنے کے قابل ہے کہ

اندور کے پچھلے جلسے میں سمیلن نے ہندی کی تعریف یہ کی تھی کہ ہندی وہ بھاشا ہے ـ جسے اتر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان بولتے ہیں اور جو دیوناگری یا

فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے ۔ اسلئے مجھے آمید ہے کہ آردو مخالفت کے معنی میں بھی اگر مسلم مخالفت شبد لیا گیا ہے تو بھی نامہ نگار نے جس شک کا ذکر کیا ہے وہ دور ہوجائے گا اور شملے میں ہونے والی ہندی ساہتیہ سمیلن کے جلسے کی تیاریوں کا کام آسکے مقصد یا رخ کے بارے میں بغیر کسی طرح کا وہم کئے ویسا ہی جاری رہے گا ۔

ہندی بنام اردو

ہندی آردو کا یہ سوال بارہ ماسی بن گیا ہے ۔ حالانکہ اس کے بارے میں اکثر اپنے خیالات ظاہر کرچکا ہوں اور انہیں پھر سے ظاہر کرنا دھرانا ہی ہوگا پھر بھی اس بارے میں ۔ میں جو کچھ مانتا ہوں آسے بنا کسی دلیل کے سیدھے سادے روپ میں رکھ دینا ٹھیک ہوگا ۔ میرا وشواش ہے کہ ۔

(۱) ہندی ہندوستانی اور آردو شبد آس ایک ہی زبان کو ظاہر کرتے ہیں ۔ جسے اتر بھارت میں ہندو ۔ مسلمان ۔ دونوں بولتے ہیں اور جو دیوناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے ۔

(۲) آس بھاشا کیلئے آردو شبد شروع ہونے سے پہلے ہندو مسلمان دونوں آسے ہندی ہی کہتے تھے ۔

(٣) هندوستانی شبد بھی بعد میں (یہ میں نہیں جانتا کہ کب سے) اسی بھاشا کے لئے استعمال ہونے لگا ھے ۔

(٤) هندو ۔ مسلمان دونوں کو یہ بھاشا اسی شکل میں بولنے کی کوشش کرنی چاهئے ۔ جس میں اتر بھارت کے زیادہ تر لوگ اسے سمجھتے ھیں ۔

(٥) بہت سے هندو اور بہت سے مسلمان سنسکرت اور فارسی یا عربی کے هی لفظوں کا استعمال کرنے کی ضد کریں گے ۔ یہ حالت ھمیں تب تك برداشت کرنی پڑیگی جبتك ھمارے درمیان ایك دوسرے کے متعلق بےاعتباری اور علیحدگی کا خیال قائم ھے ۔ پر جو هندو کسی خاص طرح کے مسلم خیالات کو جاننا چاھیں گے ۔ وہ فارسی لکھاوٹ میں لکھی ہوئی اردو کا مطالعہ کریں گے اور اسی طرح جو مسلمان هندوؤں کی کسی خاص بات کا گیان حاصل کرنا چاھیں گے ۔ انہیں دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی ہوئی هندی کا مطالعہ کرنا ھوگا ۔

(٦) آخر میں جا کر جب ھمارے دل گھل مل جائیں گے اور ھم سب اپنے اپنے صوبے کی بجائے هندوستان پر فخر کا احساس کرنے لگیں گے اور مختلف دھرموں کو ایك هی درخت کے مختلف پھلوں کی شکل میں جاننے اور انہیں کے مطابق ان پر عمل کرنے لگیں گے ۔ تب ھم صوبائی بھاشاؤں کو صوبائی کام کاج کیلئے قائم رکھتے

ہوئے ایک ہی سب کو منظور لکھاوٹ والی اور سب کو منظور بھاشا پر پہنچ جائیں گے ۔

(۷) کسی صوبے یا ضلع یا جنتا پر ایک بھاشا یا ہندی کے ایک روپ کو لادنے کا جتن کرنا دیش کی سب سے بڑی بھلائی کے لئے زہر ہے ۔

(۸) عام بھاشا کے سوال پر غور کرتے وقت مذہبی فرقوں کا خیال نہیں کرنا چاہئے ۔

(۹) رومن لکھاوٹ نہ تو ہندوستان کی لکھاوٹ ہوسکتی ہے ۔ اور نہ ہونی چاہئے ۔ یہ برابری تو فارسی اور دیوناگری کے بیچ ہی ہوسکتی ہے اور اسکی اپنے بنیادی خوبیوں کو الگ رکھ دیں تو بھی دیوناگری ہی سارے ہندوستان کی سب کو منظور لکھاوٹ ہونی چاہئے کیونکہ مختلف صوبوں میں چالو زیادہ تر لکھاوٹیں بنیادی طور سے دیوگری سے ہی نکلی ہیں اور اسلئے اُن کیلئے اسے سیکھنا ہی سب سے زیادہ آسان ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر یا دوسرے ایسے لوگوں پر جو اس سے انجان ہیں اسے زبردستی لادنے کی ہمیں کسی طرح کی کوئی کوشش نہیں کرنی چاہئے ۔

(۱۰) اگر اردو کو ہم ہندی سے الگ مانیں ۔ تو میں کہونگا که اندور میں جب میرے کہنے پر ہندی ساہتیہ سمیلن نے دھارا نمبر ۱ میں دئے ہوئے بیان کو منظور کر لیا ۔ اور ناگپور میں میرے کہنے پر بھارتی ساہتیہ پریشد نے بھی اس کو منظور کرکے انتر صوبائی کاروبار کی سبکو منظور بھاشا کو ہندی یا ہندوستانی کہا ۔ تو اس طرح میں نے اردو کی سیوا ہی کی ہے ۔ کیونکہ اس سے ہندو مسلمان دونوں کو منظور بھاشا کو بنانے کی کوشش میں شامل ہوتے اور صوبائی بھاشاؤں کے سب سے اونچے وچاروں کو اس بھاشا میں لانے کا پورا پورا موقع مل گیا ہے ۔

(ہریجن سیوک ' ۳ جولائی سنه ۱۹۳۷ ع)

اسان ہندی ۔ ہندوستانی

راجندر بابو نے یہ کہہ کر کہ پرچارکوں کو کیرکٹر کا اونچا ہونا چاہئے ۔ میرا کام بہت ہلکا کر دیا ہے ۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں که جو پرچارک ادبی قابلیت نہیں رکھتے ان سے یہ کام نہیں ہو سکے گا ۔ پر یہ دھیان میں رکھنا ضروری ہے کہ جن میں کیرکٹر کی کمی ہوگی ۔ وہ کسی کام کے ثابت نہ ہوں گے ۔

اندور کے ہندی ساہتیہ سمیلن کے جلسے میں ہندی کی

جو تعریف کی گئی تھی ۔ یعنی وہ بھاشا جیسے آتر ہندوستان
کے ہندو اور مسلمان بولتے ہیں اور دیوناگری اور فارسی
دونوں ھی لکھاوٹوں میں لکھی جاتی ہے ۔ اس ہندی پر
ان کا اچھا ادھیکار ہونا چاھئے ۔ اس بھاشا پر قابو حاصل
کرنے کا مطلب بھی نہیں ہے کہ جنتا جس آسان ہندی ۔
ہندوستانی کو بولتی ہے اس پر ہم قابو پائیں بلکہ سنسکرت
شبدوں سے لدی بھری ٹھیٹھ ہندی اور فارسی اور عربی الفاظ
سے بھری ہوئی اردو زبان پر ھی ہم کمال حاصل کرائیں ۔
ان کے علم کے بنیر ہمارا بھاشا کا ادھیکار ادھورا ھی رہے
گا ۔ جس طرح چاسر سوفٹ اور جانسن کی انگریزی کے
گیان کے بنا کوئی انگریزی بھاشا کا یا بالمیکی اور کالیداس کی
ادبی سنسکرت سے کورا رہ کر کوئی یہ دعوی نہیں کرسکتا
کہ انگریزی اور سنسکرت پر انکا پورا پورا ادھیکار ہے ۔

پر میں ان کے دیوناگری یا فارسی لپی کے یا ہندی
گرامر کی لاعلمی کو برداشت کرلوں گا ۔ لیکن ان کے کیرکٹر
کی کمی کو تو میں ایک گھڑی کیلئے بھی برداشت نہیں کرسکتا ۔
ہمیں یہاں ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور اگر
ان امیدواروں میں یہاں کوئی ایسا آدمی ہو ۔ جو اس کسوٹی
پر کھرا نہ اتر سکتا ہو تو اسے ابھی چلا جانا چاھئے ۔ جس
کام کیلئے وہ بلائے گئے ہیں وہ کوئی آسان کام نہیں ہے ۔
ایسے انگریزی دان لوگونکا بھی دیش میں ایک مضبوط دل

ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایک انگریزی ہی ہندوستان کی راشٹر بھاشا ہو سکتی ۔

کاشی اور الہ آباد کے پنڈت تو سنسکرت سے بھری ہندی چاہتے ہیں اور دہلی اور لکھنؤ کے عالم فارسی لفظوں سے لدی ہوئی اردو کو ۔ ایک تیسرا دل بھی ہے جس سے ہمیں لڑنا پڑتا ہے ۔ یہ دل ہمیشہ یہ آواز اٹھاتا رہتا ہے کہ صوبائی بھاشائیں خطرے میں ہیں ۔

صرف علمیت سے ان طاقتوں کا ہم کامیابی سے مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ یہ کام عالموں کا نہیں ہے ۔ یہ تو فقیروں کا کام ہے ۔ جن کا کیرکٹر بالکل پاک ہو اور جو خود غرض طریقوں سے الگ ہوں ۔ اگر لوگ آپکو نہ چاہیں اور جن لوگوں کے بیچ جا کر آپ کام کر رہے ہوں ۔ وہ آپ پر ہاتھ تک چلا بیٹھیں تو میں انہیں دوش نہیں دونگا ۔ آنہوں نے اہنسا کا کوئی برت تو لیا نہیں ہے اسی طرح دھن سے بھی ہمکو زیادہ مدد نہیں ملیگی ۔ اکیلے دھن سے کیا ہو سکتا ہے ۔ روپیے سے بھی زیادہ ہم کیرکٹر کو ترجیح دیتے ہیں آج صبح میں آپ لوگوں سے یہی کہنے آیا ہوں کہ آپ اس طرح اس کام میں مدد دیں ۔

(ہریجن سیوک ، ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ سنہ ع)

تعریف کے قابل

مولوی عبدالحق صاحب اور شری راجیندر بابو نے ہندی

آردو بحث کے بارے میں جو اکھٹا بیان نکالا ھے ۔ اس سے یہ امید کی جاسکتی ھے کہ یہ بحث اب ختم ھوجائیگی ۔ اور جو لوگ انتر صوبائی بھاشا میں دلچسپی رکھتے ھیں، وہ اس سوال پر اسکی اچھائی برائی کی ھی نظر سے وچار کرسکیں گے اور سب ملکر کسی اچھی عملی بات پر بھی پہنچ سکیں گے بیان یہ ھے ''پٹنہ میں تاریخ ۲۸ اگست کو بہار آردو کمیٹی کی جو بیٹھک ھوئی تھی ۔ اس موقع پر ھمیں ھندوستانی بھاشا کے سوال کے بارے میں ایك دوسرے کے ساتھ، اور دوسرے بھی کچھ دوستوں کے ساتھ بحث کرنے کا موقع ملا ۔ آردو، ھندی ھندوستانی کی بحث کے بارے میں جو غلط فہمیاں بدقسمتی سے پیدا ھوگئی ھیں ۔ آنکو دور کرنے کی فکر ھمیں تھی ۔ ھمیں یہ کہتے ھوئے خوشی ھوتی ھے کہ اس سوال کے بہت سے حصوں پر ھم نے بحث کی اور ھم نے دیکھا کہ اس بات چیت میں آئے ھوئے بہت سے سوالوں میں ھم لوگوں کی ایك رائے ھے ۔ ھم اس بات پر اتفاق کرتے ھیں کہ ھندوستانی کو ھندوستان کی راشٹر بھاشا ھونی چاھئیے اور وہ آردو اور دیوناگری دونوں لکھاوٹوں میں لکھی جانی چاھئیے اور سرکاری دفتروں اور شکشا میں دونوں لکھاوٹوں کو قبول کرلینا چاھئیے ۔

ھندوستانی ۔ ھم اس زبان کو کہتے ھیں جسے اتر ھندوستان میں ادمیوں کا بہت

بڑا طبقہ بولتا ہے، اور ہم مانتے ہیں کہ جو شبد، عام کاروبار میں استعمال ہوتے ہیں انہیں چن کر ہندستانی کے ذخیرہ میں داخل کر لینا چاہئے۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اردو ہندی دونوں کو اور ادب میں استعمال ہونے والی بھاشاؤں کو ان کی ترقی کے لئے پورا موقع ملنا چاہئے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اردو اور ہندی کے عالموں کی مدد سے ہندستانی لفظوں کی ایک ڈکشنری تیار کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ ایسی لغت بنانے کے لئے اور لفظوں کے چناؤ اور ایسے دوسرے کاموں کے لئے ہندی اردو کے ماہرین کی ایک چھوٹی سی کمیٹی مقرر کرنی چاہئے۔ اردو اور ہندی کے ایسے وزن دار حامیوں کی یہ کمیٹی بنی چاہئے جو یہ مانتے ہوں کہ ان دونوں زبانوں کو ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک لایا جائے اور ہندستانی بھاشا کی ترقی کو آگے بڑھایا جائے اور اس طرح ان دونوں زبانوں کے بولنے والوں کے بیچ رواداری پیدا کی جائے۔ جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی یہ کمیٹی بلائی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ اس بیان کے نکالنے والے ایسے ہندستانی لفظوں کو تیار کرنے کا جنہیں سب پارٹیوں کے لوگ منظور کر سکیں جلدی ہی کام شروع کریں گے اور اس کام کیلئے اور بہت سے بڑے بڑے سوالوں کو حل کرنے کیلئے جس کمیٹی کا بنانا انہوں نے طے

کیا ہے آسے فوراً ھی مقرر کرین گے - اگر کام کو جلدی سے سلجھانا ھے تو میں اس بات پر زور دون گا کہ کمیٹی جہان تک ھو، چھوٹی ھونی چاھئے -

(ھریجن سیوک ' ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۷ ع)

کانگریس کی نیتی

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے حال کے جلسے مین ڈاکٹر اشرف نے ھندستانی زبان کے متعلق جو ریزولیوشن رکھا تھا آس کے بارے مین ورکنگ کمیٹی کو افسوس ھے کہ کئی طرح کی ترمیمون سے اتنی گڑبڑ ھوئی کہ وہ ریزولیوشن آڑ گیا - لیکن کانگریس کی جس حالت کا نیچے لکھی دھارا مین ذکر کیا گیا ھے آس مین اس رزولیوشن کے آڑ جانے سے کسی طرح کا فرق نہین پڑتا - دھارا ۱۹ (اے) یہ ھے کہ کانگریس آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور ورکنگ کمیٹی کا کام کاج عام طور پر ھندستانی مین ھوا کرے گا - بولنے والے اگر ھندستانی مین نہ بول سکین تب یا جب صدر اجازت دے تب انگریزی بھاشا کا یا کسی صوبائی بھاشا کا استعمال کیا جاسکے گا - (بی) صوبائی کمیٹی کا کام کاج عام طور پر صوبے کی بھاشا مین ھوا کرے گا مگر ھندستانی بھاشا کا استعمال بھی کیا جا سکے گا -

کانگریس کی رائے کے مطابق ھندستانی وہ بھاشا ھے جسے اتر بھارت کے لوگ استعمال مین لاتے ھین اور جو دیوناگری

یا اردو دونوں لپیوں میں لکھی جاتی ہے۔ در اصل کانگریس کی یہی نیتی چلی آ رہی ہے کہ تمام سبھاؤں میں اور کانگریس کمیٹیوں کے کام کاج میں ہندستانی کا استعمال کرنے کی ضد رکھی جائے۔ ورکنگ کمیٹی کو امید ہے کہ اس سال کے آخیر تک کانگریس کے لوگ راشٹریہ بھاشا ہندستان میں بولنے کی مشق کر لیں گے جس سے پھر کانگریس کی سبھاؤں میں یا کانگریس کمیٹیوں کے دفتروں میں انتر پرانتی کاروبار کے لئے انگریزی کا استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ صرف پریذیڈنٹ جب ضروری سمجھے تو انگریزی کا استعمال کرنے کی اجازت دے سکے۔

(کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ۱۹۳۸ کا ریزولیوشن)

ہماری راشٹر بھاشا

ہندستانی ہماری 'راشٹر بھاشا ہے یا ہوگی۔ اگر ایسے اعلان ہم نے سچائی کے ساتھ کئے ہیں تو پھر ہندستانی کا گیان حاصل کرنے میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ انگلینڈ کے سکولوں میں لاطینی سیکھنا لازمی تھا اور شاید اب بھی ہے۔ اس کے مطالعہ سے انگریزی کے مطالعہ میں کوی رکاوٹ نہیں پڑی بلکہ اسکے گیان سے انگریزی بھاشا اور پھلی پھولی۔ اسلئے 'ماتری بھاشا خطرے میں ہے' کا جو شور مچایا جاتا ہے وہ یا تو لاعلمی کی وجہ سے مچایا جا تا ہے

یا اس میں دھوکہ ہے ـ جو لوگ ایمانداری کے ساتھ ایسا سوچتے ہیں انکی اس دیش بھگتی پر ترس آتا ہے کہ ہمارے بچے ہندستانی سیکھنے کیلئے اپنا ایک گھنٹہ بھی نہ دیں ـ اگر ہمیں تمام بھارتی راشٹر یا حاصل کرنی ہے تو صوبائی تنگ دلی کو چھوڑنا ہی پڑے گا ـ سوال یہ ہے کہ ہندستان ایک دیش اور راشٹر ہے یا بہت سے دیشوں اور راشٹروں کا گٹھ جوڑ ہے ـ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ یہ ایک دیش ہے انہیں تو راجا جی کا پورا ساتھ دینا چاہئے ـ

(ہریجن سیوک ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ع)

ہندستانی ـ ہندی اور اردو

ہندی اردو کے سوال پر سخت بحث چل پڑی ہے اور ابھی چل رہی ہے ـ یہ بڑے افسوس کی بات ہے ـ جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے ہندستانی ہی وہ بھاشا ہے جسے اس نے انتر صوبائی تعلق کیلئے باضابطہ تمام بھارت کی بھاشا منظور کیا ہے ـ ورکنگ کمیٹی کے حال کے پرستاؤ سے اس نمبندہ کے سارے وہم دور ہوجانے چاہیں ـ جن کانگریس والوں کو سارے ہندستان میں کام کرنا پڑتا ہے وہ اگر دونوں لکھاوٹوں میں ہندستانی سیکھنے کی تکلیف اٹھائیں تو اپنی سبکی پسند کی بھاشا کی منزل کی طرف ہم بہت کچھ آگے بڑھ جائیں کیونکہ اصلی جھگڑا ہندی اور اردو میں نہیں

بلکہ ھندستانی اور انگریزی مین ھے ۔ وھی سخت مقابلہ ھے ۔ مین تو اسکے لئے یقینی طور پر بہت فکر مند ھون ۔

ھندی اردو بحث کی کوئی بنیاد نہیں ھے ۔ ھندستانی کے بارے مین کانگریس کی جو رائے ھے اسکو بہی اصلی شکل ملنی ھے اور ایسا تب تک نہ ھوگا جب تک کانگریس کی کاروائی صرف ھندستانی مین نہ ھونے لگے گی ۔ کانگریس والوں کے فایدے کے لئے کانگریس کو ھندستانی کے لغت بنانے پڑین گے اور ایک ایسا محکمہ کھولنا پڑیگا جو ان لغتوں کے علاوہ کام میں آنے والے نئے نئے شبد مہیا کریگا ۔ یہ کام بہت بڑا ھے لیکن اگر ھمیں درحقیقت سارے ھندستان میں چالو ایک زندہ اور بڑھتی ھوئی بھاشا کو پیدا کرنا ھے تو ایسا کرنا ھی چاھئے ۔ یہ محکمہ اس بات کا فیصلہ کریگا کہ آردو یا دیوناگری لپیوں میں لکھے ھوئے موجودہ ساھیتہ کے گرنتھوں اور ماھانہ ھفتہ واری اور روزانہ پرچوں میں سے کن کن کو ھندستانی کا سمجھا جائے ۔ یہ ایک پیچیدہ مسأۂ ھے جس میں کامیابی پانے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت ھے ۔

ھندستانی کو اصلی شکل دینے کیلئے ھندی اور اردو کو اسکی پالنے والی بھاشائیں سمجھنا چاھئے ۔ اس لئے کانگریس والونکو ان دونوں کی طرف اچھے وچار رکھنے

چاهیں اور جہاں تک بن سکے ان دونوں کے هی نزدیک رهنا چاهئے ۔

ایك ترقی یافتہ راشٹر کی هر ایك ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اس هندستانی کو بہت سے بول چال کے شبد مہیا کرنے پڑینگے ۔ بنگال یا دکہن کے سننے والون کے سامنے جو هندستانی بولی جائے گی اس میں قدرتی طور پر سنسکرت سے پیدا هوئے شبدون کا دخل هوگا ۔ وهی بات جب پنجاب مین کہی جائیگی تو اس میں عربی فارسی سے پیدا هوئے لفظون کی کافی ملاوٹ هوگی ۔ یہی حال ان سننے والون کے سامنے هوگا جن میں مسلمانون کی تعداد زیادہ هوگی جو سنسکرت سے بنے هوے بہت سے شبد نہیں سمجھ سکتے ۔ اس لئے جن لوگون کو سارے هندستان مین تقریرین کرنی پڑتی هیں ان کے پاس هندستانی لفظون کا ذخیرہ ایسا هونا چاهئے جس کی مدد سے بھارت کے سب هی حصوں کے سننے والون کے سامنے وہ بنا کسی هچکچاهٹ کے بول سکین ۔ پنڈت مالوی جی اس بات مین سب سے بڑہ چڑہ کر هیں ۔ میں جانتا هون سننے والون کو چاهئے هندی بولنے والے هون یا اردو بولنے والے اپنی طرف مخاطب کرنے میں انہیں کبھی مشکل نہیں پڑتی ۔ کسی ٹھیك لفظ کے لئے میں نے انہیں کبھی بھٹکتے نہ پایا ۔ یہی بات بابو بھگوان داس کی هے جو اپنی تقریرون مین هر طرح کے بول چال کے لفظون

کا استعمال کرتے ہیں اور اس بات کا دھیان رکھتے ہیں
کہ اُن میں سے کوئی ناموزون تو نہیں ـ یہ لکھتے وقت مسلمانوں
میں محمد علی کا خیال آتا ہے جن کے پاس دونوں ہی
طرح کے سننے والوں کے لئے کافی ہر طرح کے لفظوں کا
ذخیرہ تھا ـ اس سے انہیں کافی فائدہ ہوا ـ کانگریس سے
آزاد رہ کر ہندی اور اُردو برابر ترقی کرتی رہیں گی ہندی
زیادہ تر ہندوؤں میں اور اُردو مسلمانوں میں محدود رہیگی ـ
درحقیقت ہندی جاننے والے ایسے مسلمان بہت کم ہیں
جنہیں اُس کا پنڈت کہا جاسکے حالانکہ میں یقین
کرتا ہوں کہ ہندی بولنے والے حصوں میں پیدا ہونے
والے مسلمانوں کی مادری زبان ہندی ہی ہے ـ اسی طرح
ایسے ہزاروں ہندو ہیں جن کی ماتری بھاشا اُردو ہے ـ
اور اُن میں سے سینکڑوں ایسے بھی ہیں جنہیں اُردو
کا پنڈت کہا جا سکتا ہے ـ پنڈت موتی لال نہرو ایسے
ہی تھے ـ ڈاکٹر تیج بہادر سپرو کی نسبت بھی ہم یہی
کہہ سکتے ہیں ـ ایسی مثالیں اور بھی بہت سی مل
سکتی ہیں ـ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ان دو بہنوں میں
کوئی جھگڑا یا حسد ہو ـ ہاں پریم بھرا رشک تو ہمیشہ
ہونا ہی چاہئے ـ میرے پاس جو کچھ حالات آئے ہیں اُون سے
تو ایسا معلوم پڑتا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب کے زیر
اہتمام عثمانیہ یونیورسٹی اُردو کی بڑی سیوا کر رہی ہے

اس یونیورسٹی میں آردو کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے ـ سائینس کی بھی کتابین آردو مین تیار کی جارھی ھین ـ اور چونکہ آس یونیورسٹی مین ایمانداری کے ساتھ آردو کی تعلیم دی جا رھی ھے اس لئے آس کی ترقی ھونی چاھئے ـ بلا وجہ کسی تعصب کی وجہ سے اگر آج ھندی بولنے والے ھندو وھان کے پڑھتے ھوے ساھیتہ سے فائدہ نہ اٹھائین تو یہ آن کا قصور ھے ـ لیکن آس تعصب کا انت تو یقینی ھے کیونکہ دونون جاتیون کے بیچ کی موجودہ نا اتفاقی تمام بیماریون کی طرح کچھ تھوڑی دیر کی مہمان ھے ـ اچھا ھو یا برا پر یہ دونون جاتیان تو ھندستان کی ھو چکی ھیں ـ وہ ایک دوسرے کی پڑوسی ھین اور اسی دیش کی سنتان ھین ـ یہین وہ پیدا ھوئے ھین اور یہین مرینگے اس لئے اگر وہ خود بخود ھی من سے نہ رھنے لگے تو قدرت اس کے لئے انھیں مجبور کریگی ـ جو حال ھندؤن کا ھے وھی مسلمانون کا ھے ـ اگر مسلمان ھندو ساھیتہ سمیلن اور ناگری پرچارنی سبھا کی نرم کوششون کے نتیجے کا فائدہ نہ اٹھائین تو یہ آن کا قصور ھے ـ یہ بڑے دکھہ کی بات ھے کہ سمیلن نے ھندی کی یہ تعریف کر کے کہ وہ بھاشا جو اتر بھارت مین ھندو مسلمانون کے ذریعہ بولی جاتی ھے اور جو آردو یا ناگری لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھے

(اپنی طرف سے) جو بڑا قدم اٹھایا ہے مسلمانون نے فخر اور خوشی کے ساتھہ اُس کی داد نہین دی ہے ۔ اس طرح جہان تک اس بیان کا تعلق ہے کانگریس نے هندستانی کی جو تشریح کی هے اُس کے ساتھہ اس کا میل بیٹھہ جاتا ہے مین یہ جانتا هون کہ ایسے بھی کچھ لوگ هین جو اس بات کا سپنا دیکھتے هین کہ یہان خالی اردو یا خالی هندی هی رهے گی ۔ لیکن میرا خیال هے کہ یہ ناپاک سپنا هے اور همیشہ سپنا هی رهے گا ۔

(هریجن سیوک ۔ ۲۹ اکتوبر ۳۸ء)

راشٹر بھاشا کا نام

ایک مسلمان دوست جو اپنے کو پرانا کانگریسی کام کرنے والا کہتے هین مجھے لکھتے هین کہ جہان تک مجھے یاد هے اس بارے مین کانگریس کے پاس کئے هوئے ریزولیوشن مین هندی نہین بلکہ هندستانی نام رکھا گیا هے ۔ آپ خود بھی اپنی تمام تقریرون مین اور تحریرون مین همیشہ هندستانی لفظ کا هی استعمال کرتے رهے هین ایسی حالت مین یہ ایک افسوس کی بات هے کہ بہت

سے گاندگر یسی کانگریس کے پرستاو کی عزت
نہ کرتے ہوئے ' ہندی نام ہی استعمال کرتے
رہتے ہین ۔ اس غلط لفظ کے استعمال سے کانگریس کے
ماتحت کام کرنے والے مختلف فرقون یا منڈلون مین بہت
غلط فہمی پھیل گئی ہے ۔ میرے خیال مین ہر ایک
کانگریسی کو چاہئے کہ راشٹر بھاشا کا ذکر
کرتے وقت وہ ہندی یا اردو مین سے کسی
کو کہین استعمال نہ کرے بلکہ ہندستانی
لفظ کا استعمال کرے ۔
مین اس سمجھاؤ کو سچے دل سے منظور کرتا ہون ۔ راشٹر
بھاشا کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے ' ہندستانی '
(سیگاؤن ۔ ۲۵ دسمبر ۳۸ء)

سچی سیوا

جب تک آپ لوگ اردو ۔ ہندی دونون کے خاصے عالم نہین
بن جاتے تب تک راشٹر بھاشا کی سچی سیوا نہین کرسکتے
راشٹر بھاشا کے پرچارکون کو تو ٹھیک ٹھیک اسکا عالم بنا ہے
اس علم کو حاصل کئے بنا وہ کسی طرح سچے پرچارک نہین
ہو سکتے ۔ آپ لوگ پوچھہ سکتے ہین کہ جب اردو اور بنگلا
مین اچھا ادب موجود ہے آپ اسی کو راشٹر بھاشا کیون

نہ مانیں ـ ہاں یہ کہنا ٹھیک ھے لیکن میں دیکھتا ھون کہ ایسی کوئی بھاشا نہین ـ ھندی اردو کے میل کو چھوڑ کر ـ جو راشٹر بھاشا بن سکے ـ ھندی اردو کا ملاپ بہت آسان ھے ـ دھیرے دھیرے آپ لوگون کی محنت سے اس میل سے اونچا ادب بھی تیار ھو سکتا ھے ـ یہی آشا ھے اور اسی لئے مین نے ھندی اردو کے آسان میل کو راشٹر بھاشا بنانے پر زور دیا ھے ـ مجھے امید ھے کہ آگے چل کر ھندستان کے سب بھائی بہن ھندی اردو کے میل کو راشٹر بھاشا منظور کر لین گے ـ یہی عام جنتا کی بھاشا ھو سکتی ھے ـ اسی لئے اس کو چنا گیا ھے کہ اس کے بولنے والون کی تعداد سب سے زیادہ ھے ـ

(سب کی بولی ـ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

قومی زبان

سارے ھندستان کے ساتھہ بیوھار کرنے کے لئے ھم کو بھارتی بھاشاؤن مین سے ایک ایسی بھاشا یا زبان کی ضرورت ھے جسے آج زیادہ سے زیادہ تعداد مین لوگ جانتے اور سمجھتے ھون اور باقی لوگ جسے جلدی سیکھہ سکین ـ اس مین شک نہین کہ ھندی ایسی ھی بھاشا ھے ـ اتر کے ھندو اور مسلمان دونون اس بھاشا کو بولتے اور سمجھتے ھین ـ یہی بولی جب اردو لکھاوٹ مین لکھی جاتی
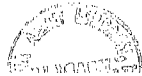
ہے تو آردو کہلاتی ہے - راشٹری مہا سبھا نے ۱۹۲۵ء کے اپنے کان پور والے جلسے مین منظور کئے ہوئے مشہور رزولیوشن مین سارے ہندستان کی اسی بولی کو ہندی کہا ہے - اور تب سے اصولاً ہی کیون نہ ہو ,, ہندستانی'' راشٹر بھاشا یا قومی زبان مانی گئی ہے - اصولاً مین نے جان بوجھہ کر کہا ہے کیونکہ خود کانگریس والون نے بھی اس کو جتنا استعمال کرنا چاہئے نہین کیا - ہندستان کی عام جنتا کی سیاسی تعلیم کے لئے ہندستان کی بھاشاون کی اہمیت کو پہچاننے اور ماننے کی ایك خاص کوشش ۱۹۲۰ مین شروع کی گئی تھی - اس خیال سے اس بات کی خاص کوشش کی گئی تھی کہ سارے ہندستان کے لئے ایك ایسی بھاشا کو جان اور مان لیا جائے جسے سیاسی نقط نظر سے جاگا ہوا ہندستان آسانی سے بول سکے اور تمام بھارتی راشٹری مہا سبھا کے عام جلسون مین اکٹھا ہونے والے ہندستان کے جدا جدا صوبون سے آئے ہوئے کانگریسی آوسے سمجھہ سکین - یہ راشٹر بھاشا ہمین اس طرح سیکھنی چاہئے کہ جس سے ہم سب اس کی دونون طرزون کو سمجھہ اور بول سکین اور اسے دونون لکھاوٹون مین لکھہ سکین - مجھے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے کانگریس والون نے اس ٹھراؤ پر عمل نہین کیا - میری سمجھہ مین اس کا ایك شرمناك نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج بھی

انگریزی بولنے کی ضد رکھنے والے اور اپنے سمجھنے کے لئے دوسرون کو انگریزی مین ھی بولنے کے لئے مجبور کرنے والے کانگریس والون کا بیہودہ نظارہ ھمین دیکھنا پڑتا ھے ۔ انگریزی زبان نے ھم پر جو جادو ڈالا ھے اس کے اثر سے ھم ابھی تک چھوٹے نہین ھین ۔ اس جادو کے جال مین پھنس کر ھم لوگ ھندستان کو اپنے مقصد کی طرف آگے بڑھنے سے روک رھے ھین ۔ جتنے سال ھم انگریزی سیکھنے مین برباد کرتے ھین اگر اتنے مہینے بھی ھم ھندستانی سیکھنے کی تکلیف نہ اٹھائین تو سچ مچ ھی کہنا ھوگا کہ ھم عام لوگون کی طرف اپنے پریم کی جو ڈینگین ھانکا کرتے ھین وہ نری ڈینگین ھی ھین ۔

(رچنا تمک کاریہ کرم)

ھندوستانی

دکھہ ھے کہ کانگریس کے پرستاؤ پر جتنا اور جیسا چاھئے عمل نہین کیا جاتا ۔ اس مین قصور کانگریس والون کا ھی ھے ۔ وہ ھندستانی سیکھنے کی تکلیف گوارا نہین کرتے ۔ معلوم ھوتا ھے کہ انگریز عالمون کے ٹکر کی انگریزی سیکھنے کی ناکام کوشش مین دوسری بھاشائین سیکھنے کی ان کی ساری طاقت چک جاتی ھے ۔ نتیجہ اس کا بہت ھی دردناک ھوا ھے ۔ ھماری صوبائی بھاشائین کنگال اور پھیکی بن گئی ھین ۔

اور راشٹر بھاشا ہندستانی اپنی جگہ سے گر گئی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ آج دیش کے لاکھوں کڑوڑوں لوگوں کے
ساتھہ مٹھی بھر انگریزی پڑھے لکھے لوگ ہی قدرتی طور
پر عام رعایا کے رہنما ہیں۔ سرکاری اسکولوں کو چھوڑ کر
دیش میں عام جنتا کی تعلیم کا اور کوئی خاص بندوبست
نہیں ہے۔ چنانچہ انگریزی کی جگہ ہندستانی کو عزت دلانے
کا مبارک کام کانگریس کے سامنے ہے۔ دراصل تو اس پرستاؤ
کو پاس کرنے کے ساتھہ ہی آسے اس پر عمل کرنے کے لئے
ایک خاص محکمہ کھولنا چاہئیے تھا۔ وہ چاہے تو اب بھی
کھول سکتی ہے لیکن اگر وہ نہیں کھولتی تو آن کانگریس
والوں کو اور دوسرے لوگوں کو جنہیں نجی طور پر راشٹر
بھاشا کی تعمیر میں دلچسپی ہے آگے آکر اس کام کو اٹھا
لینا چاہئیے۔ لیکن یہ ہندستانی ہے کیا چیز؟ آردو یا ہندی
سے الگ اس نام کی اور کوئی بھاشا نہیں۔

کبھی کبھی لوگ آردو کو ہی ہندستانی بھی کہتے ہیں۔
تو کیا کانگریس نے اپنے ودھان کی آوپر والی دھارا میں
آردو کو ہی ہندستانی مانا ہے۔ کیا اس میں ہندی کی
جو سب سے زیادہ بولی جاتی ہے کوی جگہ نہیں۔ یہ تو مطلب
کا ستیاناش کرنا ہوگا۔ صاف طور پر یہاں اس کا مطلب صرف
ہندی بھی نہیں ہوسکتا اس لئے اس کا صحیح صحیح مطلب تو
ہندی اور آردو ہی ہوسکتا ہے۔ ان دونوں کے میل

سے همین ایك ایسی زبان تیار کرنی ھے جو سب کے
کام آسکے ۔ ایسی کوئی زبان جو لکھی بھی جاتی ھو
آج رواج مین نہین ھے ۔ لیکن آتر بھارت مین آج بھی
کڑوڑون آن پڑھ هندو اور مسلمانون کی یہی ایك بولی ھے
چونکه یه لکھی نہین جاتی اس لئے ادھوری ھے ۔ اور
جو لکھی جاتی ھے آس کی دو الگ الگ دھارائین بن گئی
هین جو دن به دن ایك دوسرے سے دور هٹ رهی هین
اس لئے هندستانی کا مطلب هندی اور آردو هو گیا ھے ۔
یعنی هندی اور آردو دونون اپنے کو هندستانی کہه سکتی
هین بشرطکه وه ایك دوسری کا تیاگ نه کرین اور اپنی
اپنی خاصیت اور مٹھاس کو قایم رکھتے ھوئے باقاعده آپس
مین گھل مل جانے کی کوشش کرین ۔ آج هندستانی کا
اپنا ایسا کوئی سنگھٹن نہین جو ان ایك دوسری سے دور
بھاگتی هوئی دو دھاراؤن کو نزدیك لانے اور ملانے کی
کوشش مین لگا هو ۔ هندی ساهیته سمیلان اور انجمن ترقی آردو
کو یه کام کرنا ھے ۔ یه ایك کرنے کے لایق نیك کام ھے ۔
سمیلان کے ساتھه تو میرا تعلق ۱۹۱۸ سے ھے جب مین پہلی
بار آس کا سبھاپتی چنا گیا تھا ۔ آس وقت مین نے راشٹر
بھاشا کے متعلق اپنے وچار جنتا کے سامنے رکھے تھے ۔
۱۹۳۵ مین جب مین دوباره آس کا سبھاپتی چنا گیا
تو میرے سمجھانے پر سمیلان نے هندی کی میری اس تشریح کو

منظور کر لیا کہ ہندی سے مطلب اس زبان یا بولی سے
ہے جسے اتری ہندستان کے ہندو اور مسلمان عام طور پر
بولتے ہیں اور جو فارسی یا دیو ناگری میں لکھی جاتی ہے۔
قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئیے تھا کہ سمیلان کے
ممبر اس نئی تشریح کے مطابق ہندی کا اپنا علم بڑھاتے
اور اس طرح کا ساہتیہ تیار کرتے جسے ہندو اور مسلمان
دونوں پڑھ سکتے۔ اس کے لئے سمیلان کے ممبروں کو سہج
فارسی لکھاوٹ سیکھنی پڑتی مگر معلوم ہوتا ہے
انہوں نے اپنے کو اس عزت کے لائق حق سے محروم رکھنا
پسند کیا ہے۔ خیر اب بھی کچھ بگڑا نہیں۔ دیر آید درست
آید۔ کاش وہ اب بھی جاگیں۔ انہیں انجمن کی راہ نہیں
دیکھنی چاہئیے۔ اگر انجمن بھی جاگے اور کچھ کرے تو
بڑی بات ہو۔ کیا ہی اچھا ہو کہ دونوں سنستھائیں آپس
میں مل کر اور ایک دل ہو کر کام کریں۔ لیکن میں نے
تو دونوں کو اپنے اپنے ڈھنگ سے الگ الگ کام کرنے
کی بات بھی سجھائی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اس طرح جو
بھی سنستھا میرے بنائے ہوئے ڈھنگ پر کام کرے گی
وہ نہ صرف اپنی بھاشا کو امیر بنائے گی بلکہ اخر میں ایک
ایسی ملی جلی بھاشا کو پیدا بھی کرے گی جو سارے دیش
کے کام آیگی۔ کم نصیبی تو یہ ہے کہ آج ہندی اردو کا سوال
ایک قومی جھگڑے کا سوال بن گیا ہے۔ جھگڑے کی

هندی - اردو - هندستانی

نیچے لکھا خط ایک بھائی نے پچھلی ۲۹ جنوری لکھہ کر میرے نام رجسٹری سے بھیجا تھا جو مجھے سیوا گرام میں ۳۱ جنوری کو ملا - "کاشی یونیورسٹی والی آپ کی تقریر کا مجھہ پر گہرا اثر پڑا ھے - خاص طور پر ھمارے تعلیمی اداروں میں هندستانی کو پڑھائی کا ذریعہ بنانے کی بات اس موقع پر بہت موزون رھی - لیکن کیا سچ مچ ھی آپ یہ مانتے ھیں کہ هندستانی نام کی کوئی زبان آج ھمارے دیش میں موجود ھے - در اصل تو ایسی کوئی زبان ھے ھی نہیں - مجھے ڈر ھے کہ کاشی میں آپ نے هندستانی کی اتنی حمایت نہیں کی جتنی هندی کی اور یہی حال سب کانگریسیوں کا ھے - مجھے تعجب ھوتا ھے کہ آپ اپنے من کی بات کھلے طور پر کیوں نہیں کہتے - کہئے کہ آپ هندی چاھتے ھیں - اس هندی کو آپ هندستانی اور اس سے بھی بدتر "هندی - هندستانی" کیوں کہتے ھیں - کچھہ سال پہلے آپ نے اسے یہ نام دینا چاھا تھا لیکن کسی نے اسے اپنایا نہیں - مہاتما جی، آپ کہتے ھیں آپ کو اردو سے کوئی حسد نہیں - مگر آپ تو اسے کھلم کھلا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جانے والی مسلمانوں کی بھاشا کہہ چکے ھیں - آپ نے یہ بھی فرمایا

ھے کہ اگر مسلمان چاھین تو پہلے ھی اُس کی حفاظت
کریں ۔ دوسری طرف آپ کئی بار ھندستانی ساھتیہ
سمیلان کے سبھا پتی رہ چکے ھین ۔ اور ھندی کی حمایت
کرتے ھوئے اُس کے لئے لاکھوں کا چندہ جمع کر چکے
ھین ۔ کیا کبھی آپ نے اُردو کا پرچار کرنے والی
کسی سبھا کی صدارت کی ھے اور اب بھی آپ اس طرح
کی صدارت منظور کرین گے ؟ ۔ اور کیا کبھی اُردو کی
ترقی کے لئے آپ نے ایک پائی کا بھی چندہ اکھٹا کیا
ھے ؟ ۔ مین تو کانگریس والوں کے منہ سے یہ سنتے سنتے
دق آگیا ھوں کہ مسلم لیگیوں کو سنسکرت شبدوں کا
استعمال کرنے سے بچنا نہ چاھئے ۔ وہ کہتے ھین اس
طرح جو زبان بنیگی وہ ھندستانی ھوگی ۔ مہاتما جی
آپ خود ایک اچھے لیکھک ھین ۔ آپ کو تو پتا ھونا
چاھئے کہ منجھے ھوئے لیکھک جن کی اپنی ایک طرز
بن چکی ھے کبھی فارسی اور سنسکرت کے اُن شبدوں
کو چھوڑ نہ سکین گے جو اُن کی اپنی بھاشا کے حصے
بن چکے ھین ، اس لئے آپ کی یہ صلاح بالکل کام مین
آنے والی نہین ھے ۔ مگر ایک راستہ ھے وہ یہ کہ
یو پی جیسے کسی ایک صوبے مین ھائی سکول تک کی
پڑھائی کے لئے اُردو اور ھندی دونوں کو لازمی
بنا دیجیے ۔ اس طرح جس صوبے مین دونوں زبانین

لازمی طور پر پڑھائی جائینگی وہاں قریب پچاس سال کے اندر ایک عام فہم بھاشا تیار ہو جائیگی جو ہماری اپنی بھاشا ہوگی۔ وہ ہمارے ساتھ رہیگی۔ اور جس زبان کو ہم اپنے اوپر زبردستی لاد رہے ہین وہ ہمارے جیون سے ہٹ جائیگی۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب ہم دونون بھاشائین سیکھین گے تو اپنے آپ ہم آپسی مین اپنے وچار ظاہر کرنا پسند کرین گے جو زیادہ پھلی پھولی زیادہ خوبصورت۔ زیادہ لبھاوتی۔ زیادہ مختصر اور زیادہ بامعنی یعنی تھوڑے مین بہت کہنے والی ہوگی۔ اس سے نہ صرف دیشی بھاشاؤن کے پرچار کا راستہ آسان اور ہموار بنیگا بلکہ ہندو مسلمانون کے سماجک جیون کے بیچ پڑی ہوئی چوڑی کھائی کو پاٹنے مین بھی بڑی مدد ملے گی۔ ایک دوسرے کے ساہتیہ کو پڑھکر ہم ایک دوسرے کے خیالون اور وچارون کو سمجھہ سکین گے اور اُن کے لئے من مین ہمدردی رکھہ سکین گے۔ ہوسکتا ہے کہ اس طرح ہندی اور اُردو کے میل سے ایک نئی زبان سامنے آچاہے اور وہ ہندستانی کہلاے۔ چونکہ یہ زبان دونون زبانون کی جانکاری کا نتیجہ ہوگی اسی لئے وہ دونون قومون کی ایک قدرتی زبان بن جائیگی۔ مہاتما جی، اگر آپ سچ مچ اپنے اس ملک

کے لئے ایک عام فہم قومی زبان چاہتے ہین تو مجھے یقین ہے کہ آپ میرے اس سمجھاؤ کو منظور کرلین گے اور اپنی سفارش کے ساتھہ اسے دیش کے سامنے پیش کرین گے - مگر مین مانتا ہون کہ آپ ایسا نہین کرین گے کیونکہ آپ برابر ہندی کی حمایت کرتے آئے ہین - اور آسی کو ملک پر لادنے کی پوری کوشش کرتے رہے ہین - اور آپ یہ بھی جانتے ہون گے کہ اگر ہندی اور آردو دونون لازمی بنا دی گئین تو آردو ہندی کو میدان سے اکھیڑ دیگی کیونکہ ہندی کے مقابلہ مین آردو زیادہ صحیح زیادہ منجھی ہوی زیادہ بامعنی اور زیادہ خوبصورت ہے - مگر میری یہ تجویز دونون زبانون کو ایک موقع دیتی ہے - اگر آپ کا خیال ہے کہ ہندی ملک کی اپنی قدرتی بھاشا ہے تو آپ کو یہ وشواش ہونا چاہیے کہ وہ آردو کو میدان سے ہٹا دے گی جیسا کہ آپ نے پچھلے سال بھی مجھسے لکھا تھا - آپ کا یہ کہنا کہ دونون زبانون کو لازمی بنانے کی کوئی طاقت آپ کے ہاتھہ مین نہین ہے بے مطلب سا ہے - اگر آپ اس تجویز کو اپنی سفارش کے ساتھہ ملک کے سامنے رکھنا پسند کرین گے تو ضرور ہی آس کا اثر بھی ہوگا -"

انھون نے خط کے نیچے اپنے دستخط تو کئے ہین لیکن

ساتھ ھی اس پر «نجی» بھی لکھا ھے۔ اس لئے یہاں
مین ان کا نام نہین دیے رھا۔ نام کی کوئی خاص
اھمیت بھی نہین۔ مین جانتا ھون کہ جو خیالات ان بھائی
کے ھین وھی اور بھی بہتیرے مسلمانون کے ھین۔ میرے
ھزار انکار کرنے پر بھی یہ برائی دور نہین ھو پائی ھے۔
لیکن جہان تک مجھ سے تعلق ھے ان بھائی کو میرے اس
لکھے ھوے سے تسلی ھو جانی چاھیے جو اسی مضمون
پر ۲۳ جنوری کو لکھا گیا تھا اور یکم فروری کے
"ھریجن سیوک" مین چھپ چکا ھے۔ مین خط لکھنے والے
کی اس بات سے پوری طرح اتفاق کرتا ھون کہ جو لوگ
ایک راشٹر بھاشا کے حمایتی ھین انھین اس کی ھندی
اور اردو دونون شکلین سیکھنی چاھئین۔ ان ھی
لوگون کی کوشش سے ھین وہ بھاشا ملیگی جو سب کی
بھاشا یا لوک بھاشا کہلائیگی۔ بھاشا کی جو شکل لوگون کو
خواہ وہ ھندو ھون یا مسلمان زیادہ پسند آےگی اور
جسے لوگ زیادہ سمجھ سکینگے بلا شک وھی دیش
کی لوک بھاشا بنیگی۔ اگر لوگ میری اس تجویز کو عام
طور پر اپنا لین تو پھر بھاشا کا سوال نہ تو سیاسی
سوال رہ جائیگا اور نہ وہ کسی جھگڑے کی جڑ بن
سکیگا۔ مین خط لکھنے والے کی اس بات کو ماننے کو
تیار نہین کہ اردو زیادہ پھلی پھولی زیادہ خوبصورت

زیادہ لبھاونی۔ زیادہ مختصر اور زیادہ با معنی یعنی
تھوڑے میں بہت کہنے والی زبان ہے۔ یہ سب چیزیں
کسی ایک بھاشا کی اپنی وراثت نہیں ہوتیں۔ بھاشا تو
جیسی ہم بنانا چاہیں بن جاتی ہے۔ انگریزی کی جو
خوبیاں آج ہمیں معلوم ہوتی ہیں وہ انگریزوں کی
کوشش سے ہی اس میں آئی ہیں۔ دوسرے شبدوں
میں بھاشا ہماری ہی بنائی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اپنے بنانے
والے کے رنگ میں رنگی رہتی ہے۔ آج کل کی بنگلہ
کو بنانے والے بنکم اور رویندر ہی نہ تھے۔ اس لیے
اگر اردو آج ہندی سے ہر بات میں بڑھی چڑھی ہے
تو اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کے مالک ہندی
کے مالکوں سے زیادہ لایق رہے ہوں۔ مگر اس پر میں
اپنی کوئی رائے نہیں دے سکتا کیونکہ بھاشا شاستری
کی نظر سے میں نے دونوں میں سے کسی ایک کا بھی
مطالعہ نہیں کیا۔ تمام کام کے لئے جتنا ضروری ہے
اتنا ہی میں انہیں جانتا ہوں۔ لیکن کیا اردو ہندی سے
اتنی ہی مختلف ہے جتنی بنگلہ مراٹھی سے؟ کیا اردو
اس ہندی کا نام نہیں جو فارسی لیپی میں لکھی جاتی ہے
اور سنسکرت سے نئے شبد لینے کے بجائے فارسی یا عربی
سے نئے شبد لینے کی طبیعت رکھتی ہے۔ اگر ہندو اور
مسلمانوں کے بیچ کسی طرح کی ان بن نہ ہوتی تو لوگ

اس چیز کا خوشی سے سواگت کرتے۔ جب آپس کی یہ عداوت مٹ جائیگی اور ایک دن آسے مٹنا ہی ہے، تو ہماری اولاد ہمارے ان جھگڑوں پر ہنسیگی اور اپنی اس سب کو منظور بھاشا ہندستانی پر فخر کریگی جو ان گنت لکھنے والوں اور لوگوں کے ذریعے آن کی اپنی ضرورتوں رحجان اور قابلیت کے مطابق کئی بھاشاوں سے کھلے دل کے ساتھ لئے گئے شبدوں سے ٹھیک ٹھیک بنائی جائیگی۔ یہاں میں خط لکھنے والے کی ایک بھول کو درست کر دینا چاہتا ہوں۔ آن کا کچھ ایسا خیال معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار ہندستانی تمام صوبائی بھاشاؤں کی جگہ لے بیٹھیگی۔ یہ نہ تو میرا کبھی سپنا رہا اور نہ آن لوگوں کا جو دیش کے لیے ایک راشٹر بھاشا کی فکر کر رہے ہیں۔ ہم سب سپنا تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک میں ہندوستانی اس انگریزی کی جگہ لے لے جو آج پڑھے لکھے لوگوں کے بیچ بیوہار کا ایک ذریعہ بن گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پڑھے لکھوں کے اور عام رعایا کے بیچ ایک کھائی سی کھد گئی ہے۔ اس بدقسمتی کی روک تب ہی ہو سکتی ہے جب انتر صوبائی کاروبار کے لئے ہم اس بھاشا کو اپنائیں جو دیش کی لوک بھاشا ہو۔ یعنی جسے دیش کے زیادہ سے

زیادہ لوگ بولتے ہیں ۔ اس لئے دراصل جھگڑا ہندی اردو کا نہیں بلکہ ہندی اور اردو کا انگریزی سے ہے ۔ نتیجہ اس کا ایک ہی ہو سکتا ہے یعنی دونوں کی فتح ۔ حالانکہ آج یہ دونوں بہنیں بڑی بھاری اڑچنوں کے بیچ جا رہی ہیں اور فی الحال ان میں آپس کی ان بن بھی ہے ۔ خط لکھنے والے کو ہندی ساہتیہ سمیلن کے ساتھ میرے تعلق سے شکایت ہے مجھے اس کے ساتھ اپنے اس تعلق پر فخر ہے۔ اب تک کا اس کا عمل روشن رہا ہے ۔ ہندی شبد سے ہندو ۔ مسلمان دونوں کا برابر کے درجے کا تعلق رہا ہے ۔ دونوں نے ہندی میں لکھ کر اس کے شبد بھنڈار کو مالدار بنایا ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ خط لکھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہے کہ سمیلن کے ساتھ میرے تعلق کا کیا اثر ہوا ہے ۔ سمیلن نے میرے کہنے پر نہ صرف اپنی عقلمندی کا بلکہ دیش بھگتی اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے ہندی کی اس تشریح کو اپنایا جس میں اردو بھی شامل ہے ۔ وہ پوچھتے ہیں کہ کیا میں کسی اردو انجمن میں شامل ہوا ہوں؟ مجھ سے کسی نے کبھی اس کے لئے سنجیدگی سے کہا ہی نہیں ۔ اگر کوئی کہتا تو میں اس کے ساتھ بھی وہی شرط کرتا جو میں نے ان لوگوں سے کی جنہوں نے

مجھہ سے سمیلان کا سبھا پتی بننے کو کہا تھا - مین نے اپنے آردو بولنے والے دوستون سے جو مجھہ سے بلاواد پئے آئے، کہا کہ وہ مجھہ کو جنتا سے یہ کہنے دین کہ آردو کی ایسی تشریح کی جائے - جس مین دیوناگری لکھاوٹ مین لکھی هندی بھی شمار هو- لیکن مجھے ایسا کوئی موقع هی نہ ملا - مگر اب جیسا کہ مین اپنے پہلی فروری والے مضمون مین اشارہ کر چکا هون مین چاهتا هون کہ کسی ایسی مجلس یا کمیٹی کا سنگھٹن هو جو اپنے ممبرون کے لئے هندی اور آردو کا آن کی دونون شکلاؤن اور دونون لکھاوٹون کے ساتھہ مطالعہ کرنے کی حمایت کرے اور اس امید کے ساتھہ اس چیز کا پرچار کرے کہ آخر کار کسی دن یہ دونون قدرتی طور پر مل کر ایک سب کے لئے آسان انتر صوبائی بھاشا کا چولا پہن لے اور هندستانی کہلای جائے- اُس وقت ان کی بناوٹ هندی آردو هندستانی کے بجائے هندستانی هندی آردو هوگی -

(هریجن سیوک - ۸-۲-۴۲)

هندستانی سیکھو

"اچھے کام کی پہل گھر هی سے هونی چاهئے"- جب

میں نے اس دن مرحوم جمنا لال جی کے دوستوں کی سبھا میں یہ کہا کہ جو لوگ کانگریس کی سفارش کے مطابق ہندستانی کو راشٹر بھاشا مانتے ہیں ان کے لئے اردو سیکھلینا ضروری ہے۔ تب مجھے اویر کی انگریزی کہاوت یاد آئی۔ اس لئے سیوا گرام سے ہی میں نے اردو کے پرچار کا شبھ کام شروع کر دیا ہے اور مجھے اس کا بہت حوصلہ افزا اور جوشیلا جواب ملا ہے۔ پچھلے بدھ وار کو یعنی ۲۰ فروری کے دن آشرم میں اردو کی پڑھائی شروع ہوئی چھوٹے بڑے عورت مرد قریب قریب سب ہی اردو سیکھنے لگے ہیں۔ آدھ آدھ گھنٹے کی دو بیٹھکوں میں وہ اردو کی شبد مالا سیکھ چکے ہیں۔ اس مضمون کے چھپنے تک وہ اردو حروف اور ان کے لہجے وغیرہ بھی جان چکے ہوں گے۔ یعنی صرف تین گھنٹوں میں وہ لگ بھگ سارے حروف اور ملے ہوئے لفظ سیکھ چکے ہوں گے۔ ہاں آگے پڑھنے کا سوال ذرا ٹیڑھا ہے۔ لیکن محاورے سے یہ مشکل بھی حل ہوجائیگی۔ جہاں چاہ ہوتی ہے وہاں سب آسان معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا اپنے دیش سے پریم اتنا زبردست ہونا چاہئے کہ وہ ہم میں یہ چاہ پیدا کر سکے۔

(ہریجن سیوک۔ ۸ مارچ ۴۶ء)

ہندستانی بول چال

ڈاکٹر تاراچند جنہون نے راشٹر بھاشا کے سوال کا اچھا مطالعہ کیا ہے شری کاکا صاحب کو آن کے ایک سوال کے جواب مین اپنے دو فروری والے خط میں وہ لکھتے ہیں: ”ہندستانی اور برج دونون بول چال کی زبانین تھین پہلے یہ جب صرف بول چال کے کام آتی تہیں تو آن کی کیا حالت تھی یہہ کہنا مشکل ہے، تاریخ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بارھوین صدی میں سعد سلمان نے ایک دیون ہندی میں لکھا تھا پر آس دیوان کا ایک بھی شعر اب نہیں ملتا۔ تیرھوین صدی سے ہندی یا ہندستانی کا پتہ لگتا ہے۔ چودھوین اور پندرھوین صدی مین ہندستانی کا اچھا ساہیتہہ دکھن مین تیار ہو گیا تھا۔ اس ادب کی بھاشا وہی کھڑی بولی ہے جو آج کل کی ہندی کی بنیاد ہے۔ برج بھاشا کی کوئی تحریر ۱۶ وین صدی سے پہلے کی ابھی تک دیکھنے مین نہین آئی۔ پرتھی راج راسو مین کچھہ پد برج میں ہین۔ لیکن اس کے لکھے گئے زمانے کے بارے میں اور خاص کر اس کے آون حصون کے بارے میں جو برج زبان مین ہیں صحیح طور پر معلوم نہین ہے۔ زیادہ تر لوگ انہیں سولہوین صدی کا مانتے ہیں۔برج سے پہلے راجستھانی کا

ڈلنگل کا رواج تھا۔ راسو زیادہ تر ڈلنگل میں ہی لکھا ہوا ہے ۔ برج کا سب سے پہلا کوی سورداس ہے جو سولہوین صدی کا ہے ۔ ہندستانی کا سب سے پہلا ادب مسلمانون کا لکھا ہی ملتا ہے ۔ مسلمان ساد ہو۔ سنتون نے اس مین دھرم کی تشریح کی ہے، اور صوفی مت کے اصول بیان کئے ہین ۔ پھر کویون نے کویتائین لکھین ۔ مسلمانون کا لکھا ہونے کی وجہ سے اس ساہیتہ مین ہندی اور فارسی کے شبدون کا میل ہے اس کی آوازون مین فارسی عربی کی آوازین مثلاً ق۔ غ ۔ض مل گئی ہین ۔ یہ آوازین برج مین نہین ہین لیکن موجودہ ہندی مین ہین ۔ مسلمانون نے جس بول چال کی زبان کو اپنے کام مین لیا وہ میرٹھ اور دلی کے آس پاس کی بولی ہے ۔ وہ آج بھی دلی سے روہل کھنڈ کے بیچ کے علاقہ مین بولی جاتی ہے اس بولی کو کھڑی بولی (ہندستانی) کہتے ہین ۔ ہندستانی، موجودہ ہندی اور اردو ایک ہی بولی کے تین روپ ہین ۔ آج کل کی ہندی ہندستانی کی ادبی شکل ہے جس مین سنسکرت کے شبد آزادی کے ساتھ اور بہتات کے ساتھ استعمال ہوتے ہین ۔ اردو مین فارسی اور عربی کے شبد اصلی شکل مین بہت ملے ہوئے ہین ۔ ہندستانی سے میرا مطلب اس ادب کی بھاشا سے ہے جس کی

بنیاد کھڑی بولی ھے پر جو نہ تو صرف سنسکرت کے اصلی شبدون کو اپناتی ھے - نہ صرف عربی فارسی کے - بلکہ دونون کے شبدون کو اپناتی ھے - کسی کے لکھنے کی طرز ایسی ھے کہ جو سنسکرت کی طرف جھکتی ھے - کسی کی فارسی کی طرف - لیکن ھندستانی لکھنے والے جہان تک بن پڑتا ھے سنسکرت اور عربی فارسی دونون کے لفظون کی بھرمار سے پرھیز کرتے ھین -

میرا کہنا یہ ھے کہ ھمیں نہ ھندی کو جس میں عربی فارسی سے پرھیز اور سنسکرت سے زیادہ میل ھے اور نہ آردو کو جس میں سنسکرت سے پرھیز اور فارسی عربی سے میل ھے دیش کی عام بھاشا ماننا چاھئیے - یا تو ھندوؤن کو ھندی اور مسلمانون کو آردو مان کر دونون کو ایك سا درجہ دے دینا چاھئیے یا کوشش یہ کرنی چاھئے کہ ھندستانی جو دونون کے بیچ کی بھاشا ھے عام بھاشا کل ھند کی بھاشا مان لی جاے - جب تك ھم یہ کہتے رھینگے کہ ھندی ھماری راشٹر بھاشا ھے تب تك جھگڑے میں کمی نہیں ھو سکتی - یا تو آردو کو بھی راشٹر بھاشا مان لیجئے یا ایسی بھاشا منظور کیجئے جو دونون زبانون کی جڑ کے خزانون سے لفظ ادھار لے سکے - مجھے تو وشواس ھے کہ میرا یہ کہنا سچ پر مبنی ھے - پر میں جانتا ھون کہ وچارون کے جھگڑے

کے سامنے سچ کی لو جھلملانے لگتی ہے اور اس کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے - میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس جھگڑے کی آندھی سے دیش کو بچانے میں مدد کریں - زبان کا سوال سماج کا اور سماج کا سوال آزادی کا سوال ہے - زبان کے سوال کے حال پر تھوڑا بہت آزادی کا دارومدار ضرور ہے - اسی سے میں دلچسپی لیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کی مدد کی خوش قسمتی حاصل کروں -

(ہریجن سیوک - ۱۰ مارچ ۴۲ء)

ڈاکٹر تاراچند کیا کہتے ہیں

شری مرلی دھر - شری واستو ایم اے نے "ڈاک کے تھیلے" کے لئے نیچے لکھا سوال بھیجا تھا - جب من میں کسی چیز کے لئے طرفداری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو انسان اتہاس کو بھی غلط بنا نے بیٹھ جاتا ہے - آپ کی طرح ڈاکٹر بھی ہندستانی کے چست حمایتی ہیں - انہیں اپنے وچار رکھنے کا اتنا ہی ادھیکار ہے جتنا آپ کو یا مجھے اپنے وچار رکھنے کا ہے - انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندستان (کھڑی بولی) کا ساہتیہ برج بھاشا کے ادب سے پرانا ہے اور اس کے ثبوت میں انہوں نے یہ کہہ کر کہ ۱۶ ویں صدی سے پہلے برج میں کوئی چیز لکھی ہی نہیں گئی

برج بھاشا کے اتہاس کو بہت غلط طریقے سے پیش کیا ھے ـ آن کے کہنے کے مطابق ۱۶ وین صدی مین سورداس ھی ایسے کوی تھے - جنھون نے برج مین اپنی چیزین لکھیں چونکہ پچھلے ۲۹ مارچ کے ھریجن مین آپ نے ان ودوان ڈاکٹر صاحب کے ایك خط کا حصہ دیا ھے اور چونکہ ھریجن کی عزت اور آس کا پرچار دور تك پھیلا ھوا ھے اس لئے یہ ضروری ھو جاتا ھے کہ اس غلطی کی طرف دھیان دلایا جائے ـ سورداس کے پہلے کے برج ساھیتہ کے لئے صرف کبیر کی رچنا ئین ھی پڑھ لینا کافی ھوگا ـ امیر خسرو کی تو بات ھی کیا جن کی کچھہ کویتائین برج بھاشا مین بھی ملتی ھیں ـ سورداس کے پہلے کے کئی سنتون اور بھگتون کی کئی ایك چھوٹی چھوٹی رچنائیں برج مین پائی جاتی ھین اور وہ ھندی ادب کے کسی بھی سچے اور اصلی اتہاس مین دیکھی جا سکتی ھین ـ خط لیکھك کے اس خط کا جو حصہ اوپر کے سوال سے تعلق نہین رکھتا تھا آسے مین نے نکال دیا ھے - یہ خط مین نے کاکا صاحب کا لیلکر کے پاس بھیج دیا تھا انھون نے آسے ڈاکٹر تارا چند کے پاس بھیجا تھا ـ ڈاکٹر تارا چند نے اس کا نیچے لکھا جواب بھیجا ھے جو اپنی کتھا آپ کہتا ھے ـ میں نے اپنی جو راے دی

تھی کہ برج بھاشا کا ادب سولھویں صدی سے زیادہ پرانا نہیں ھے اس کے کارن اس طرح ھیں -
(۱) برج بھاشا ایك موجودہ زمانے کی بھاشا ھے جو تیسری پراکرت یا مڈل انڈو آرین طبقے کی مانی جاتی ھے اس طبقے کا جنم درمیانی پراکرت یا مڈل انڈو آرین سے ھوا ھے - بد قسمتی سے درمیان کے اور تیسرے حصے کے بیچ کی حالتوں کا پکے طور پر کوئی پتہ نہین لگایا جاسکتا - لیکن زیادہ تر عالم اس بات میں ایك رائے ھیں کہ درمیانی پراکرت کا زمانہ قبل از مسیح ۶۰۰ سے سن ۱۰۰۰ تك رھا -
(۲) درمیانی پراکرت کو جو ایك زمانے مین صرف بولی جاتی تھی - مہاویر اور بدھ کے ذریعے چلایا گیا - مذھبی تحریکون کی وجہ سے ادبی ترقی کرنے کی شہ ملی - ان پرانی بھاشاؤن مین پالی کو سب سے زیادہ اھمیت ملی - کیونکہ وہ بودھوں کے پوتر دھرم گرنتھو د کو لکھنے کے لئے مادھیم کی شکل مین اپنائی گئی تھی - اھمیت کے نقطۂ نظر سے دوسرا نمبر اردہ ماگدھی کا رھا جس مین جینیون کے دھرم گرنتھ لکھے گئے - ان کے علاوہ بھی کچھہ اور پرانی بھاشائین آن دنون رواج مین تھین مثلاً مہاراشٹری جس مین گیت اور کویتا لکھی جاتی تھی اور شورسینی

جس کا استعمال ناٹکون مین استری کردارون کی بھاشا کی شکل مین کیا جاتا تھا وغیرہ ۔

(۳) عیسوی سن کی چھٹی صدی مین آتے آتے پرانی بھاشائین بے جان اور مردہ بھاشائین بن گئی تھین ساھتیہ تو تب بھی اُن مین لکھا جاتا تھا ۔ لیکن اُن کی ترقی بند ھو چکی تھی ۔ اسی صدی مین معمولی بول چال کی بھاشاون کا جن مین سے پرانے ادب کا جنم ھوا تھا ۔ ادبی نظر سے استعمال ھونے لگا پرانی بھاشاون کی اس ادبی ترقی کو ''اپ بھرنش'' کے نام سے پہچانا جاتا ھے ۔ اس کا زمانہ عیسوی مین ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ تک رھا ۔ ان اپ بھرنش بھاشاون مین ایک ناگر بھاشا نے اھمیت کی جگہ حاصل کی اتر ھندستان کے زیادہ تر حصون مین اسی ناگر کی مختلف شکلین ادبی خیالون کے ظاھر کرنے کے ذرائع بن کر کام مین آنے لگی تھین ۔ لیکن ناگر اور اُس کی مختلف شکلون کے علاوہ شورسینی جیسی کچھہ دوسری پرانی بھاشاون کے بھی اپ بھرنشون کی ترقی ھوئی تھی

(۴) ھندستان کی آجکل کی بھاشاون کا یا تیسری پراکرت زبانون کی ترقی انھین اپ بھرنش بھاشاؤن سے ھوئی ھے ۔ ناگر خود ایک طرح سے راجستھان اور گجراتی بھاشاؤن کی مان بنی جیسے ٹیسی ٹوری نے پرانی پچھمی راجستھانی کا نام دیا ھے ۔ شورسینی اپ بھرنش کا روپ ھیم چندر

گی (سن ۱۱۴۲ع) پرانی گرامر میں ظاہر ہوا ہے - لیکن شورسینی اپ بھرنش کا ناگر کے ساتھہ کوئی تعلق طے کرنا مشکل ہے - معلوم ہوتا ہے کہ شورسینی اپ بھرنش کی شکل میں اور بھی تبدیلیاں ہوئین - اور وہ پرانی پچھمی ہندی - اودھتھہ - کاو یہ بھاشا مختلف نامون سے پکاری گئیں -

(۵) اس بھاشا کے سامنے آنے پر درمیانی پراکیرت بھاشائیں بیچ سے ہٹ جاتی ہیں اور تیسری پرانی یا "نیو انڈوآرین" بھاشاؤن کا زمانہ شروع ہوتا ہے - پرانی پچھمی ہندی جو موجودہ مدھیہ دیشون کی بھاشا کا بہت پہلا روپ ہے - ۱۱ وین صدی میں پختہ شکل اختیار کرتی معلوم ہوتی ہے - اسی پرانی پچھمی ہندی سے اتر مدھیہ دیش کی ہندستانی (کھڑی) نکلی مدھیہ دیش کی برج نکلی اور دکھن کی بندیلی نکلی - ۱۲ وین صدی مین یہ سب بولیان تھیں - آگے کی کچھہ صدیون میں انہون نے ادبی شکل اختیار کی -

(۶) ان بھاشاؤن کی ترقی کا جو مطالعہ مین نے کیا ہے اس سے مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ ہندستانی (کھڑی بولی) ہی وہ بھاشا تھی جس کی ادبی بھاشا کی شکل مین سب سے پہلے ترقی ہوئی چودھوین صدی کے آخری پچیس سالون سے لے کر اب تک ہمین ہندستانی (دکھنی اردو)

کا سلسلے وار اتہاس ملتا ھے - دوسری طرف سولہویں صدی سے پہلے کی برج بھاشا کا اتہاس بہت ھی شك پیدا کرنے والا ھے -

(ہ) آیئے سولہویں صدی سے پہلے کے لکھے گئے برج بھاشا ساھتیہ کا کچھ وچار کیا جائے -

(الف) پرتھوی راج راسو کا لکھنے والا چند بروائی وہ پہلا کوی ھے - جس نے کہا جاتا ھے کہ برج (ڈِنگل) کا استعمال کیا تھا - یہ چند بروائی پرتھوی راج (بارھویں صدی) کے ھی زمانے کا مانا جاتا ھے - راسو سے متعلق ایك زوردار رائے یہ ھے کہ یہ ایك نقلی دیوان ھے - بوھلر - گوری شنکر ھیرا چند اوجھا - گرئیرسن اور دوسرے عالم اس کی سچائی میں شك کرتے ھیں - اس کی بھاشائیں موجودہ اور غیر رواجی بھاشا کی عجیب ملاوٹ ھے اس کی کہی کہانی تواریخ کے خلاف جاتی ھے - اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں بھی شك ھے - ان ثبوتوں کی بناء پر پنڈت رام چندر شکل اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ یہ گرنتھہ ادب کے یا اتہاس کے ودیارتھی کے کسی کام کا نہیں ھے -

(ب) امیر خسرو دوسرا گرنتھہ کار ھے - جس کے لئے دعوی کیا جاتا ھے - کہ برج کا لیکھك تھا - سن ۱۳۲۵ میں اس کی موت ھوئی - ھندی میں اسکی کویتاؤں

پہیلیون، اور دوہون کا کوئی ہاتہہ سے لکھا ہوا گرنتھہ ثبوت مین نہین ملا ہے ۔ لاہور کے پروفیسر محمود شیرانی نے اس بات کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ خالق باری (ہندی اور فارسی شبدون کا نظم مین کوش) جو خسرو کی رچنا کہی جاتی ہے ۔ اُس کی رچنا نہین ہوسکتی اُس کی ہندی کویتا کی بھاشا اتنے نئے رنگ مین ہے ۔ کہ بھاشا شاستر کا ایک معمولی جان کار بہی یہ تاڑے بنا نہین رہ سکتا کہ یہ ۱۳ وین یا ۱۴ صدی کی نہین ہوسکتی اُس کی زیادہ تر رچنائین بالکل آج کل کی ہندستانی یا کہڑی بولی مین ہین ۔ اور کچہہ پر برج کی چھاپ ہے ۔ ڈاکٹر ہدایت حسین نے خسرو کی رچناؤن کی ایک ثبوتی فہرست تیار کی ہے جس مین وہ اس کی کویتاؤن کو کوئی جگہ نہین دے سکے ہین ۔ کچہہ ہندی لیکہکون نے خسرو کے خضر خان اور دیول رانی نام کے دیوان کا وہ حصہ پڑھا ہے ۔ جس مین ہندی کی تعریف کی گئی ہے ۔ اس پر سے انہون نے یہ نتیجہ نکالا کہ خسرو ہندی کی تعریف کرنے والا اور ہندی کا کوی تہا ۔ لیکن اُس حصے کو دھیان سے پڑھنے سے یہ بالکل صاف ہو جاتا ہے ۔ کہ وہان خسرو کا مطلب برج یا ہندستانی سے نہین تہا اس معمولی ثبوت کی بناء پر برج کے اتہاس کا ٹہیٹھہ خسرو سے سمبندھ جوڑنا عقل کی بات تو نہین کہا جاسکتا ۔

(ج) آگے چل کر یہہ کہا گیا ہے کہ نام دیو ، ریداس ، دھنا ، پیپا ، سین ، کبیر وغیرہ سنت اور بھگت برج کے کوی تھے ۔ ان کی بانی اور پد گرو گرنتھہ میں دیے گئے ہیں وہ کہاں تک ثبوت میں پیش کئے جاسکتے ہیں ۔ سو یہہ ایک دن سلجھی گتھی ہے ۔ نام دیو ایک مراٹھا سنت تھے ۔ جو ۱۳ وین صدی میں گذرے ۔ انہوں نے هندی میں کچھہ لکھا تھا یا نہیں ۔ سو دعوی کے ساتھہ نہیں کہا جاسکتا ۔ کیونکہ گرو گرنتھہ کو اکٹھا کرنے کا کام ۱۷ وین صدی میں شروع هوا تھا ۔ دوسرے سنتوں اور بھگتوں کی رچناؤں کی کوئی هاتھہ سے لکھی ثبوتی چیزین بھی نہیں مل رهی هیں ۔ ان سنتوں اور بھگتوں میں ۱۵ وین صدی کے کبیر هی سب سے زیادہ مشہور هیں ۔ گرو گرنتھہ میں آن کی بہت سی رچنائیں پائی جاتی هیں ۔ آن کی بھاشا پر پنجابی کا زبردست اثر هے ۔ کاشی کی ناگری پرچارنی سبھانے رائے بہادر شیام سندر داس جی کی اکٹھی کی هوئی کبیر کی گرنتھاولی چھاپی هے کہا جاتا هے کہ سنہ ۱۵۰۴ع کے ایک هاتھہ کی لکھی کاپی کی بناء پر تیار کی گئی ۔ لیکن اس تاریخ کے ثبوت کے سمبندہ میں بھی سخت قسم کے شك اٹھائے گئے هیں ۔ (دیکھئے ۔ ڈاکٹر پیتامبر دت بڑتھوال کی لکھی هندی کاویہ میں نرگن واد) بہر حال

اس کتاب کی بھاشا بھی گروگرنتھہ میں پائے جانے والے پدون کی بھاشا سے ملتی جلتی ھے - اور بہت زیادہ پنجابی پن لئے ھے - کبیر نے خود کہا ھے کہ انہوں نے پوربی بولی کا استعمال کیا ھے اور آنکی کئی ایسی رچنائین ھیں - جنکی بھاشا پر راجستھان کا بہت اثر معلوم ہوتا ھے ایسی حالت میں کبیر کے گرنتھون کی بھاشا کے بارے میں پکے طور پر کچھہ کہنا مشکل ھے پنڈت رام چندر شکل نے اس سوال کو یہہ کہہ کر حل کرنے کی کوشش کی ھے کہ کبیر نے اپنی ساکھیون میں سادھوکری کا اور رمینی اور شبدون میں کاویہ بھاشا یا برج کا استعمال کیا ھے لیکن آن کا یہہ حل شاید ھی آسلی دہ ھو - کیونکہ اس سے کبیر کی اپنی بات غلط ھوجاتی ھے دوسرے ثبوتی دستاویزون کی کمی میں اسکو ثابت کرنا بھی ممکن نہین ھے -

(۸) اس طرح جتنی ھی آپ ان ادبی رچناؤن کی جانچ پرتال کرتے ھیں - اتنی ھی مضبوطی کے ساتھہ آپکو اس نتیجے پر پہنچنا پڑتا ھے - کہ ان رچناؤنکی بھاشاؤن کے بارے میں عام طور پر لوگون کی جو رائے بنی ھوئی ھے - دراصل آسکے لئے بہت کم ادھار ھے - کچھہ دوسری باتین بھی اس نتیجے کو ثابت کرتی ھیں - یہہ تو ایک جانی ھوئی بات ھے کوئی بھی بولی یا زبان

تب تک ادبی رتبہ اور عزت کو حاصل نہیں کرسکتی
جب تک پیچھے کوئی مضبوط سماجی طاقت نہ ہو - یہہ
طاقت یا تو دھارمک ہوسکتی ہے یا سیاسی - پالی اور
اردہ ماگدھی کی جو عزت بڑھی - سو اس لئے کہ یہہ
دونوں بودھ اور جین سدھاروں کی ترجمان بنی تھیں -
ہندستانی نے جو ادبی درجہ حاصل کیا - سو اس لئے
کہ آسے مسلم پرچارکوں اور بادشاہوں کا سہارا مل گیا
تھا - راجستھانی جو ۱۴ وین و ۱۵ وین اور ۱۶ وین
صدیوں میں آتری ہندستان کے ایک بڑے حصے کی ادبی
زبان تھی - اس لئے بڑھی اور لوگوں میں پیاری ہوئی
کہ آس کے پیچھے میواڑ کے بڑے بڑے سیسودیوں کی
طاقت تھی - جب مغلوں نے میواڑ راناؤں کو ہرادیا
تو راجستھانی بھی ایک علاقائی بھاشا بنکر رہ گئی - اسی
طرح جب ہم بھاشا کا وچار کرتے ہیں تو ہمیں ۱۶ وین
صدی تک آسکی تائید کرنے والی کسی سیاسی یا دھارمک
هلچل کا پتہ نہیں چلتا - برج کبھی کسی طاقت کا سیاسی
مرکز نہیں رہا - شری ولبھا چاریہ کے برج میں آکر
بسنے اور وہاں کرشن بھگتی کی مت کا پرچار شروع
کرنے سے پہلے ایک دھارمک مرکز کی حیثیت سے برج
کی کوئی اہمیت نہ تھی - صاف ہے کہ ولبھا چاریہ کے
اس اندولن نے برج کی بولی کو وہ بڑھاوا دیا جس
سے وہ ایک ادبی بھاشا کی شکل اختیار کرسکی آتری

هندستان میں سور داس نے اور ولبھا چاریہ کے دوسرے شاگردوں نے (اشٹپہ چھاپ) برج بھاشا کے اثر کو اس قدر بڑھایا کہ آسکا ایک روپ بہت دور بنگال میں بھی کرشن بھگتی کو بیان کرنے کے روپ میں اپنایا گیا -

(۹) کبیر کی اور دوسرے بھگتوں کی رچنائیں - پھر آنکی اصل بھاشا کچھہ ھی کیوں نہ رھی ھو - خاص طور پر یہہ زبانی یاد کرلی جاتی تھیں اور اس طرح آنکا زبانی پرچار ھی زیادہ ھوتا تھا - جب برج کی باڑہ زور دار بنی - تو بڑی آسانی سے آنکی رچناؤں پر بھی برج کا اثر پڑا اور آن میں برجپنا آ گیا -

(۱۰) جن وجھوں سے میں یہہ مانتا ھوں کہ برج بھاشا میں ایسا کوئی اصلی ادب نہیں ھے - جو ۱۶ ویں صدی سے پہلے کا کہا جاسکے - وہ وجہہ اوپر میں مختصر دے چکا ھوں - لیکن اس طرح کے وچار صرف میرے ھی نہیں ھیں - آلہ آباد یونیورسٹی کے ھندی و بھاگ کے نگران ڈاکٹر دھیریندر ورما نے بھی جو سچ مچ ھی ھندستانی کے خاص طرف دار نہیں ھیں - ھندی ادب کے اپنے اتہاس میں اور برج بھاشا کی گرامر میں - انہیں خیالوں کو ظاھر کیا ھے - جو آنکی ان کتابوں میں دیکھے جا سکتے ھیں -

[ھریجن سیوک ۲۸ جون سنہ ۱۹۴۲ ع

چند سوال اور ان کے جواب

سوال (۱) فارسی لپی کا جنم ہندستان میں نہیں ہوا مغلوں کے راج میں یہہ ہندستان میں آئی ۔ جیسے انگریزوں کے راج میں رومن لپی ۔ راشٹر بھاشا کے لئے ہم رومن لپی کا پرچار نہیں کرتے تو پھر فارسی لپی کا پرچار کیوں کرنا چاھئے ۔

(جواب) ۔ اگر رومن لپی نے فارسی لپی کی طرح ھی گھر کیا ہوتا تو جو آپ کہتے ھیں وھی ہوتا ۔ مگر رومن لپی تو صرف مٹھی بھر انگریزی پڑھے لکھے لوگوں تك محدود رھی ھے جب کہ فارسی تو کڑوروں ہندو مسلمان لکھتے ھیں ۔ آپ کو فارسی اور رومن لپی لکھنے والوں کی تعداد ڈھونڈھ نکالنی چاھئے ۔

سوال (۲) اگر آپ ہندو مسلمان ایکتا کے لئے اردو سیکھنے کو کہتے ہوں تو ہندستان کے بہت سے مسلمان اردو نہیں جانتے ۔ بنگال کے مسلمان بنگلا بولتے ھیں ۔ اور مہاراشٹر کے مراٹھی ۔ گجرات میں بھی دیہات میں تو وہ گجراتی ھی بولتے ھیں ۔ دکھن بھارت میں تامل وغیرہ بولتے ہونگے ۔ یہہ سب مسلمان اپنی صوبائی بھاشاؤں سے ملتے جلتے شبدوں کو زیادہ آسانی سے سمجھہ سکتے ھیں ۔ آخر بھارت کی تمام بھاشائیں سنسکرت سے نکلتی ھیں ۔ اس لئے ان میں آپس میں بہت ھی برابری ھے ۔

دکھن بھارت کی بھاشاؤں میں بھی سنسکرت کے بہت شبد آگئے ھیں۔ تو پھر ان سب بھاشاؤں کے بولنے والوں میں عربی فارسی جیسی اجنبی بھاشاؤں کے شبدوں کا پرچار کیوں کیا جائے؟ ۔

(جواب) آپ کے سوال میں سچائی ضرور ھے۔ مگر میں آپ سے کچھہ زیادہ وچار کروانا چاھتا ھوں۔ مجھے قبول کرنا چاھئے کہ فارسی لپی سیکھنے کے لئے جو ضد میں کرتا ھوں اُس میں ھندو مسلم ایکتا کا خیال رھا ھے ۔ دیوناگری اور فارسی لپی کی طرح ھندی اور اُردو کے بیچ بھی برسوں سے جھگڑا چلا آ رھا ھے ۔ اس جھگڑے نے اب زھریلی صورت اختیار کرلی ھے۔ سنہ ۱۹۳۵ع میں ھندی ساھتیہ سمیلن نے اندور میں ھندی کی تشریح میں فارسی لپی کو جگہ دی ۔ سنہ ۱۹۲۵ع میں کانگرس نے کان پور میں راشٹر بھاشا کو ھندستانی نام دیا ۔ دونوں لپیوں کی اجازت دی گئی ۔ اس لئے ھندی اور اُردو کو راشٹر بھاشا مانا گیا ۔ اس سب میں ھندو مسلم ایکتا کا خیال تو رھا ھی تھا ۔ یہہ سوال میں نے نیا نہیں اُٹھایا ۔ میں نے اُسے ایک ایسی شکل دی جو تعریف کے قابل ھی تھی ۔ اس لئے اگر راشٹر بھاشا کی پوری ترقی چاھیں تو ھمیں ھندی اور اُردو کو اور دیوناگری اور فارسی لپی کو ایک جیسی جگہ دینی

ہو گی ۔ آخر میں تو جسے لوگ زیادہ چاہئیں گے وہی زیادہ پھیلے گی ۔ بہتیری صوبائی بھاشائیں سنسکرت سے نزدیکی سمبندھ رکھتی ہیں ۔ اور یہہ بھی سچ ہے کہ الگ الگ صوبوں کے مسلمان اپنے اپنے صوبے کی ہی بھاشائیں بولتے ہیں اس لئے یہہ ٹھیک ہی ہے کہ انکے لئے دیوناگری لپی اور ہندی آسان رہے گی ۔ یہہ قدرتی فائدہ میری یوجنا سے چلا نہیں جاتا ۔ بلکہ میں یہہ کہونگا کہ اس کے ساتھہ میری اسکیم میں فارسی لپی سیکھنے کا فائدہ اور ملتا ہے ۔ آپ اس کو بوجھہ مانتے ہیں ۔ فائدہ ماننا یا بوجھہ یہہ تو سیکھنے والے کی طبعیت پر منحصر ہے ۔ اگر اس میں امنڈتا ہوا دیش پریم ہوگا تو وہ فارسی لپی اور اردو بھاشا کو اپنے لئے کبھی غیر نہ سمجھے گا ۔ اور زبردستی کی تو میری اسکیم میں جگہ ہی نہیں ہے، جو اس میں فائدہ سمجھے گا وہی دونوں لپی اور دونوں بھاشا سیکھیگا ۔

سوال (۳) ہندستان کا بہت بڑا حصہ ناگری لپی جانتا ہے کیونکہ بہت سی صوبائی بھاشاؤں کی لپی ناگری سے ملتی جلتی ہے ۔ پنجاب، سندھ اور سرحد صوبوں میں ناگری کا پرچار کم ہے کیا یہہ لوگ آسانی سے ناگری سیکھہ نہیں سکتے؟ ۔

(جواب) اس کا جواب اوپر دیا جاچکا ہے ۔ سرحدی

صوبے والوں کو اور دوسروں کو دیوناگری تو سیکھنی ہی ہوگی ۔

سوال (۴) بھاشا زیادہ تر تو بولنے کے لئے ہے ۔ بولنے اور بات چیت کرنے کے لئے لپی کی ضرورت نہیں۔ لپی بہت قیمتی چیز ہے ۔ اگر راشٹر بھاشا ماتری بھاشا کی لپی کے ذریعہ سکھائی جائے تو کیا وہ زیادہ آسانی سے نہیں سیکھی جاسکتی؟ اگر ایسا کیا جائے تو راشٹری خیال سے اس میں کیا نقصان ہے؟ ۔

(جواب) آپ کا کہنا سچ ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ اگر ہندی اور اردو صوبائی بھاشاؤں کے ذریعہ ہی سکھائی جائیں تو وہ آسانی سے سیکھی جاسکتی ہیں ۔ میں جانتا ہوں کہ اس قسم کی کوشش دکھن کے صوبوں میں ہو رہی ہے ۔ پر وہ کامیاب نہیں ہو رہی ۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی ساری مخالفت اس اصول کی بنا پر ہے کہ لپی کی تعلیم بوجھ کی شکل میں ہے ۔ میں لپی کی تعلیم کو اتنا مشکل نہیں مانتا لیکن صوبائی لپی کے ذریعے راشٹر بھاشا کا پرچار کیا جائے تو اس میں میری کوئی مخالفت ہو ہی نہیں سکتی ۔ جہاں لوگوں میں شوق ہوگا وہاں بہت طریقے نکل آتے ہیں ۔

سوال (۵) اگر ہم مان بھی لیں ۔ کہ جب تک پنجاب، سندھ اور سرحدی صوبے کے لوگ ناگری نہیں سیکھ

لیتے تب تک اُن کے ساتھہ ملنے جلنے کے لئے اُردو جاننے کی ضرورت ھے تو اس کے لئے کچھہ لوگ اُردو سیکھہ لیں ۔ مثلاً پرچارک لوگ ۔ سارے ھندستان کو اُردو سیکھنے کی کیا ضرورت ھے؟ ۔

(جواب) سارے ھندستان کے سیکھنے کا یہاں سوال ھی نہیں ۔ میں مانتا ھی نہیں کہ سارا ھندستان راشٹر بھاشا سیکھے گا ۔ ھاں جنہیں راشٹر میں گھومنا پھرتا ھے اور سیوا کرنی ھوتی ھے اُن کے لئے یہ سوال ضرور ھے ۔ اگر آپ یہ منظور کرلیں کہ دو بھاشا اور دو لپی سیکھنے سے سیوا کی طاقت بڑھتی ھے تو آپ کی مخالفت اور آپ کا یہ وھم مٹ جائیگا ۔

سوال (٦) آج کل راشٹر بھاشا ناگری اور فارسی دو لپیوں میں لکھی جاتی ھے ۔ جس لپی میں سیکھنا ھو ۔ ھر ایک شخص کو لازمی طور پر دونوں لپیاں سیکھنی ھی چاھئیں ۔ یہ ضد کیوں کی جاتی ھے ۔

(جواب) اس کا بھی ایک ھی جواب ھے ۔ میری ضد کے باوجود صرف وھی لوگ اسے منظور کریں گے جو اس میں فائدہ دیکھیں گے ۔ جو لوگ ایک ھی بھاشا اور ایک ھی لپی کو کافی سمجھیں گے وہ میرے خیال میں آدھی راشٹر بھاشا جاننے والے کہلا لیں گے ۔ جنہیں پورا سرٹیفیکٹ چاھئے وہ دونوں لپیاں اور دونوں

بھاشائیں سیکھیں کے ۔ اس سے تو آپ بھی انکار نہ کریں
گے کہ دیش میں ایسے لوگوں کی بھی کافی تعداد میں
ضرورت ھے ۔ اگر ان کی تعداد بڑھتی نہ رھی تو ھندی
اور اردو کا ملاپ نہ ھو پائے گا ۔ اور نہ کانگریس کی
تشریح والی ایک ھندستانی بھاشا کبھی تیار ھو سکے گی ۔
ایک ایسی بھاشا کے بڑھنے کی تو ھمیشہ خواھش ھے
جسکی مدد سے ھندو اور مسلمان دونوں ایک دوسرے
کی بات آسانی سے سمجھہ سکیں ۔ ایسا سپنا تو ھم میں سے
بہت دیکھہ رھے ھیں ۔ کسی دن وہ سچا بھی ثابت
ھو گا ۔

سوال (۷) ھندی نہ بولنے والے صوبوں کے لوگوں
کے لئے جو راشٹر بھاشا نہیں جانتے ایک ساتھہ دو لپیوں
میں راشٹر سیکھنا کیا ضرورت سے زیادہ بوجھل نہ ھوگا؟
پہلے ایک لپی کے ذریعے وہ اچھی طرح سیکھہ لی جائے
تو پھر دوسری لپی تو بڑی آسانی سے سیکھہ لی جاسکے گی

(جواب) اس کا پتہ تو تجربے سے لگے گا ۔ میں
مانتا ھوں کہ جو کوئی ایک بھی لپی نہیں جانتا وہ
دونوں لپیاں ایک ساتھہ نہیں سیکھے گا ۔ وہ آزاد رائے
سے پہلی یا دوسری لپی پہلے سیکھے گا ۔ اور بعد میں
دوسری ۔ شروع کی پڑھنے والی کتابوں میں شبد دونوں
لگ بھگ ایک ھی ھوں گے ۔ میرے خیال میں یہ

سنگم ایک بھاری اور ضروری کام ھے - یہ راشٹر کو طاقت دینے والا ثابت ھوگا - اور کانگریس کے ٹھراؤ کو عملی جامعہ پہنانے میں اس کا بہت بڑا حصہ رھے گا اس لئے مجھے امید ھے کہ لاکھوں سیوک اور سیوکائیں اس اسکیم کا سواگت کرینگی -

سوال (۸) بھاشا کی شکل میں دیش اور زمانے کی حالت کے مطابق تبدیلیاں ھوتی ھی رھینگی اسے کوئی روک نہیں سکتا - اس سے راشٹر بھاشا میں ودیسی بھاشا کے جو بہت سے شبد آگئے ھیں اور پکے ھوگئے ھیں وہ اب نکالے نہیں جاسکتے - لیکن پہلے سے راشٹر بھاشا کی لپی توناگری ھی چلی آتی ھے - بیچ میں مغل راج کے وقت فارسی لپی آگئی اب مغلوں کا راج نہیں ھے - اس لئے اسی طرح گجراتی اور مراٹھی میں بہت سے عربی اور انگریزی شبد ھوتے ھوئے ان بھاشاؤں نے اپنی لپی نہیں چھوڑی - اسی طرح راشٹر بھاشا بھی ودیشی شبدوں کو قائم رکھتے ھوئے اپنی روایتی ناگری لپی کو ھی کیوں نہ اپنائے رھے -

(جواب) یہاں روائتی چیز کو چھوڑنے کی نہیں بلکہ اس میں کچھہ اضافہ کرنے کی بات ھے - اگر میں سنسکرت جانتا ھوں اور ساتھہ ھی فارسی عربی بھی سیکھہ لیتا ھوں تو اس میں برائی کیا ھے - ممکن ھے کہ اس سے

نہ سنسکرت کو طاقت ملے نہ عربی کو ۔ پھر بھی عربی سے میری واقفیت تو بڑھیگی نا ۔ کیا علم جیسی اچھی چیز کے پڑھنے سے بھی کبھی حسد کیا جاسکتا ھے ۔

سوال (۹) بھارتی بھاشاؤں کے تلفظ کو بیان کرنے کی سب سے زیادہ قابلیت ناگری لپی میں ھے اور آج کل کی فارسی لپی اس کام کے لئے بہت ھی نقصان دہ ھے ۔ کیا یہہ سچ نہیں؟ ۔

(جواب) آپ ٹھیک کہتے ھیں ۔ لیکن آپ کی مخالفت میں اس سوال کے لئے جگہ نہیں ھے کیونکہ جو چیز یہاں ھے اُس کی تو مخالفت ھے بھی نہیں ۔ اُسے تو ترقی دینے کی بات ھے ۔

سوال (۱۰) راشٹر بھاشا کی ضرورت کیا ھے ۔ کیا ایک ماتری بھاشا اور ایک دوسری انگریزی بھاشا کافی نہ ھوگی ان دونوں بھاشاؤں کے لئے ایک رومن لپی ھو تو کیا برا ھے ۔

(جواب) آپ کا یہہ سوال حیرانی میں ڈالنے والا ھے ۔ انگریزی تو جگت بھاشا ھے ھی ۔ مگر کیا وہ ھندستان کی راشٹر بھاشا بن سکتی ھے ۔ راشٹر بھاشا تو لاکھوں لوگوں کو جاننی چاھئے ۔ وہ انگریزی بھاشا کا بوجھہ کیسے اُٹھا سکیں گے ۔ ھندستانی فطرت کے مطابق ھماری راشٹر بھاشا ھے کیونکہ وہ لگ بھگ ۲۱ کڑور کی ماتری بھاشا ھے ۔

ممکن ھے کہ ۲۱ کڑور کی اس بھاشا کو باقی کے زیادہ تر لوگ آسانی سے سمجھہ سکیں - لیکن انگریزی تو ایک لاکھہ کی بھی ماتری بھاشا شائد ھی کہی جا سکے - اگر ھندستان کو ایک راشٹر بننا ھے - یا وہ ایک راشٹر ھے تو ھمیں ایک راشٹر بھاشا تو ضرور چاھئے اس لئے میرے خیال سے انگریزی جگت بھاشا کی شکل میں ھی رھے - اور عزت پائے - اسی طرح رومن لپی بھی جگت لپی کی شکل میں رھے اور عزت پائے - مگر ھندستان کی راشٹر بھاشا کی لپی کے روپ میں کبھی ایسا نہ ھوگا -

(ھریجن سیوک ۲۶ اپریل ۴۲ع)

ھندستانی پرچار سبھا

جس ھندستانی پرچار سبھا کا ذکر میں نے ھریجن سیوک میں کیا تھا - وہ اب بننے جارھی ھے - اس کا کچا ڈھانچا بن گیا ھے - وہ کچھہ دوستوں کے پاس بھیجا گیا ھے - تھوڑے ھی دنوں میں سبھا کی سکیم وغیرہ جنتا کے سامنے رکھی جائے گی - بعض لوگوں کا یہہ خیال بن گیا ھے کہ یہہ سبھا ھندی ساھیتہ سمیلن کی مخالف ھوگی - جس سمیلن کے ساتھہ ۱۹۱۸ع سے میرا تعلق بنا ھوا ھے - اس کی مخالفت میں جان بوجھہ کر کیسے کرسکتا ھوں - مخالفت کرنے کا کوئی مضبوط سبب بھی تو

ہونا چاہئے ۔ لیکن ویسا کچھہ ہے نہیں ہاں یہہ صحیح ہے ۔ کہ آردو کے بارے میں ۔ میں سمیلان کے چند ممبرون سے اگے جاتا ہون وہ مانتے ہیں میں پیچھے جارہا ہون ۔ اس کا فیصلہ تو وقت ہی کرے گا ۔ یہہ صاف کرنے کے لئے کہ سمیلان کے لئے میرے من میں کوئی مخالفت کا خیال نہیں ہے ۔ میں نے شری پرشوتم داس ٹنڈن سے چٹھی پتری کی تھی ۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سمیلان نے نیچے لکھا فیصلہ کیا ہے ۔

ہندی ساہیتہ سمیلان شروع سے ہی ہندی کو راشٹر بھاشا مانتا آیا ۔ اور مانتا ہے آردو ہندی سے پیدا ہوئی عربی فارسی ملی ایک خاص ادبی شکل ہے ۔ سمیلان ہندی کا پرچار کرتا ہے آس کا آردو سے بیر نہیں ہے ۔ اس کمیٹی کے وچار میں مہاتما گاندھی کی بنائی ہندستانی پرچار سبھا کے ممبر ہندی ساہیتہ سمیلان اور آس کی نائب کمیٹیوں کے ممبر رہ سکتے ہیں لیکن بیوہارک نقطہ نظر سے موزوں یہہ ہوگا ۔ کہ راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے عہدے دار نیچے ٹھرائی گئی ۔ ہندستانی پرچار سبھا کے عہدے دار نہ ہون ۔ میں اس سے زیادہ فراخ دلی کی آشا نہیں کرسکتا تھا میری یہہ رائے رہی ہے اور اب بھی ہے کہ اگر عہدے دار ایک ہی رہ سکتے تو جھگڑے کا سوال

هی نہ اٹھہ پاتا اس مین کچھہ اٹھہ سکتا ہے ۔ لیکن دونون طرف سے سمجھوتہ کی خواهش هوگی تو پھر جھگڑا هو هی نہین سکتا هندستانی پرچار سبھا کی کامیابی سے راشٹر بھاشا کا سوال سیاسی میدان سے باهر نکل آئیگا سیاست سے تو اس کا کبھی سمبندھ هونا هی نہ چاهئے تھا ۔

سیواگرام ۲۲ اپریل ۴۲ ع   م ـ ک ـ گاندھی

مہاتما جی اور راجندر بابو

دونون کا یہہ بیان ۲۰ مئی ۱۹۴۲ کو شائع هوا:-

"لوگون مین راشٹر بھاشا کو پھیلانے کا کام کرنے سے یہہ پتہ چلا ہے ۔ کہ جس بھاشا کو کانگریس نے هندستانی کا نام دیا هے وہ ملی جلی اردو هندی کا اسان روپ هے ۔ یہی زبان هے جو اتر هندستان مین بولی اور سمجھی جاتی هے ۔ اور هندستان کے دوسرے حصون مین بھی لوگ اسے بہت کچھہ سمجھتے اور برتتے هین" ۔

اسی کے ادبی روپ هندی اور اردو ایک دوسرے سے دور هوتے چلے جارهے هیں ۔ ضرورت اس بات

گی ہے کہ ان دونون روپون کو بہی ایک دوسرے کے نزدیک لایا جائے ۔ اور دیش کے ان حصون مین جہان دوسری زبانین بولی جاتی ہین ہندستانی کو راشٹر بھاشا کے طور پر پھیلایا جائے ۔ اس لئے ہم ایک ایسی سبھا بنانا چاہتے ہین جو آسان ہندی اور آسان اردو دونون کا ساتھہ ساتھہ پرچار کرے اور جس کا ہر ممبر ہندستانی کی ان دونون شکلون اور لپیون کو جانے اور ضرورت کے وقت استعمال کر سکے اس سے ایک تو یہہ ہوگا کہ سارے دیش مین ایک آسان اور صاف زبان چل جائے گی ۔ اور دوسرے ہوتے ہوتے اسی آسان زبان مین ایسا ادب یا ساہتیہ پیدا ہونے لگے گا جس مین اونچے خیالون اور بھاوون کو بہی ظاہر کیا جا سکے گا ۔ اس کام کو پورا کرنے کے لئے ہم لوگ ہندستانی پرچار سبھا کے نام سے آج ۳ مئی ۱۹۴۲ ع کو ایک سبھا بناتے ہین ۔

ہندی اردو

ہندستانی پرچار سبھا نے اپنا کام زورون سے شروع کر دیا ہے ۔ وہ صرف ایسے کام کرنے والے لوگون کی ٹولی ہے ۔ جو سبھا کے آدرش کو دل سے مانتے ہین آدرش یہہ ہے کہ ہندستان کی راشٹر بھاشا انگریزی نہین بلکہ ہندستانی ہے یعنی ہندی ۔ اردو ۔ شری پرشوتم

داس ٹنڈن جو هندی ساهیته سمیلن کی آتما هیں هندستان کے بارے میں کانگریس رائے کے بنانے والے تھے انهوں هی نے مجهه پر یه بات ائینه کی طرح کهول دی که هندستانی کے معنی اس وقت هندی اردو هونے چاهیں -

جو شخص بهی کانگریس کے جلسون میں شریك هوتا هے - وه اس بات کو محسوس کرتا هے - که اس لئے جب کانگریسی هندی مین بولتے هیں تو آردو بولنے والے آن کی بات (اگر کچهه سمجهتے بهی هین تو) پوری طرح نهیں سمجهه سکتے - اور یهی صورت آردو میں بولنے والون کی هوتی هے اس لئیے اگر اپ چاهتے هین که سب اپ کی بات سمجهین تو اپ کو ان دونون زبانون کو ملا جلا بولنا هوگا جس طرح که میں نے مالوی جی اور بابو بهگوان داس کو بولتے سنا هے - لهذا هندستان کے دیش بهگتون کے لئے ضروری هے - که هندستانی زبان کو دونون صورتون میں بولیں کسی شخص کے بارے مین یهه نه کها جائے که وه هندستانی زبان بولتا هے جب تك که وه آسکی دونون صورتون سے پوری طرح واقف نه هو - اسی لئے یهه بهی ضروری هے که وه دونون

لکھاوٹین جانتے ھون اس ضرورت کو جو محسوس کی جاتی ھے ۔ پورا کرنے ھی کے لئے ہندستانی پرچار سبھا قایم کی گئی ھے اسکے بنانے والے ہندی ساھیتہ سمیلان میں بھی شریك ھین ۔ لیکن ان صاحبون کی یہہ اچھا محض ہندی کے پرچار سے پوری نہ ہوتی تھی ۔ اس لئے سمیلان کی منظوری سے اونھون نے ہندستانی پرچار سبھا بنائی بس تو سبھا کا پہلا کام یہی ہونا چاھئے کہ وہ تمام ہندی جاننے والون کو آردو کی طرف رجھائے اور آن کے لئے آسانیان پیدا کرے اسی کے لئے میں انجمن ترقی آردو کے سکریڑی مولانا عبدالحق صاحب سے مدد اور رھنمای کے متعلق لکھت پڑھت کر رھا ہون ۔ سبھا کی کونسل نے فیصلہ کیا ھے کہ آردو زبان کا پہلا امتحان ۲۲ نومبر کو شروع کرے .... کسی زبان کا بھی علم ھر وقت خیالات کو مالا مال کرتا ھے ۔ اور ھر شخص کو اس قابل بناتا ھے کہ وہ آن لوگون سے گہرا لگاؤ پیدا کر سکے جو آس زبان کے بولنے والے ھیں ۔ ایسے شخص کے لئے جو صرف ہندی ہی جانتا ہو آردو سے جانکاری اور ایسے شخص کے لئے جو صرف آردو جانتا ہو ہندی سے واقفیت کسقدر انمول ہوسکتی ھے اگر زندہ ہندستانی زبان جنم لینے والی ھے تو وہ بس ان ھی دو زبانون کے قدرتی اور خوشگوار میل سے پیدا

ہو سکتی ہے ۔ یہہ میل ناممکن ہے جب تک کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں زبانوں سے جو آپس میں بہنیں ہیں پوری طرح واقف نہ ہوں ۔

"اردو امتحانات"

(ہریجن ۔ ۲ اگست ۴۲ ع)

ہندستانی پرچار

اب تک گجرات میں ہندستانی کے پرچار کا کام کاکا صاحب کے ذریعہ میری صلاح لیکر تیار کی ہوئی اسکیم کے مطابق ' بھائی امرت لال ناناوٹی چلا رہے ہیں اور ہندی پرچار کا دوسرا کام ہندی ساہیتہ سمیلن کی طرف سے بنی ہوئی واردھا کی راشٹر بھاشا ۔ پرچار سمیتی کرتی ہے ۔ یہہ دونوں کام راشٹر بھاشا کے پرچار کے لئے مانے جاتے ہیں ۔ ہندستانی پرچار سبھا کا تو میں بنانے والا کہا جاؤنگا ۔ سنہ ۱۹۲۵ع میں کانپور کی کانگریس نے ہندستانی کے بارے میں پرستاؤ پاس کیا ۔ لیکن اُس پر عمل کرنے کے لئے ضروری ترکیبیں نہیں برتی گئیں ۔ اس لئے سنہ ۱۹۴۲ع کی دوسری مئی کو ہندستانی کے پرچار کے لئے واردھا میں ہندستانی پرچار سبھا قائم ہوئی ۔ سبھا نے ہندستانی کی تشریح اس طرح کی ہے ۔ **ہندستانی وہ بھاشا ہے ۔ جسے اتر ہندستان کے شہروں اور گاوں**

کے هندو - مسلمان و غیرہ سب لوگ بولتے
هیں - اور اپس کے کار و بار میں برتتے هیں -
او ر جسے ناگری اور فارسی دونوں لکھاوٹوں
میں لکھا پڑھا جاتا هے - لیکن اس سے پہلے کہ سبھا
کا کام جمایا جاسکے - کانگریس کے اگست پرستاؤ کے سلسلہ
میں سرکار نے بہتوں کو جیل کے اندر بند کر دیا - آن
میں سبھا کے بڑے بڑے سنستھاپك بھی تھے - شری نا ناوٹی
دھر تھے - انہوں نے محسوس کیا کہ هندستانی پرچار کا
کام انہیں شروع کر دینا چاهئے - میں مانتا هوں کہ اس کام
کو هاتھہ میں لیکر انہوں نے دیش کی سیوا کی هے -
هندی اور آردو ایك هی راشٹر بھاشا کی دو ادبی طرزیں
هیں - یہہ دونوں آج تو ایك دوسری سے دور هوتی
جارهی هیں - راشٹر بھاشا هندستان کے خیال سے ان دونوں
کو ایك دوسری کے نزدیك لانا ضروری هے - دونوں لیپوں
اور کی جانکاری کے بنا یہہ ممکن نہیں هندو مسلم جھگڑا
بھاشا میں بھی آٹھا هے - مجھے بچپن هی سے هندو مسلم
ایکتا کی دھن رهی هے بھاشا میں گھسے هوئے جھگڑے
کو مٹانے کے لئے بھی دونوں لیپوں اور شیلیوں کا علم
ضروری هے اگر کانگریس کا کام انگریزی کے بنا چلانا
هو - اور چلاهی چاهئے - تو بھی هر ایك کانگریسی کا
دھرم هے کہ وہ دونوں شیلیوں اور لیپوں کی جانکاری

حاصل کرنے۔ اس سے ھندی۔آردو ایک دوسری میں شامل
هو جائینگی ۔ اور اس طرح جو بھاشا پھیلے گی وہ قدرتی
هندستانی هوگی ۔ یہہ پوچھا گیا ھے ۔ کہ دونوں شیلی اور
دونوں لپی سیکھنے کی لگن هندو مسلمان دونوں کو هونی
چاهئے ۔ یا ایک هی کو ۔ میں دیکھتا هوں کہ اس سوال کی
جڑ میں غلط فہمی ھے ۔ جو بھائی بہن بھاشا کے علم کو
بڑھائینگے ۔ وہ اس سے کچھہ پائینگے ۔ جو نہیں بڑھائینگے وہ
کھوئینگے ۔ پھر جنہیں ایکتا پیاری ھے وہ تو زیادہ محنت
کرکے بھی دونوں کو سیکھینگے یہہ بھی یاد رھے ۔ کہ
پنجاب وغیرہ صوبوں یا علاقوں میں هندو مسلمان وغیرہ سب
کوئی آردو هی جانتے هیں ۔ هر ایک دیش پریمی کا دھرم
ھے ۔ کہ وہ ان سب تک پہنچے هندستان کی طرح لمبے
چوڑے ملک میں تو هم جتنی هی بھاشائیں سیکھتے هیں ۔
اتنے هی دیش سیوا کے لئے زیادہ لائق بنتے هیں ۔ یہہ
دونوں شیلیاں صرف سیوک یا کانگریسی هی سیکھیں یا
سب کوئی ۔ میرا جواب ھے کہ تمام هندستانیوں کو
کانگریسی هونا چاهئے یعنی سبکو دونوں لپی اور شیلی سیکھنی
چاهئے ۔ دراصل تو یہہ سوال هی غیر موزوں ھے کیونکہ
راشٹر بھاشا سیکھنے کا شوق بہت هی کم بھائی بہنوں
میں پایا گیا ھے ۔ کوئی وجہ نہیں ۔ کہ هزار دو هزار یا
لاکھہ دو لاکھہ لوگوں کے امتحانوں میں شامل هونے

سے ہم بھول جائیں - صرف ہندی یا صرف اُردو سیکھنے والے بھی جتنے ہم چاہتے ہیں اتنے ہندی یا اُردو نہ جاننے والے علاقوں میں نہیں ملے - کیا یہہ کافی نہ ہوگا کہ جسے اُردو سیکھنا ہو انجمنوں سے سیکھے - اور ہندی سیکھنا ہو - وہ ہندی ساہتیہ سمیلان سے سیکھے - ہاں یہہ کافی نہیں ہے - اسی لئے تو کانگریس کو ٹھہرنا پڑا اور ہندستانی پرچار سبھا کی ضرورت پیدا ہوئی - دونوں کے میدان میرے خیال سے تنگ یا محدود ہیں - میں یہہ ضرور چاہونگا - کہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کو اپنا لیں - جب وہ مبارک دن آئے گا - تب ہندستانی پرچار سبھا کا کام ختم مانا جائیگا - جب تک یہہ حالت پیدا نہیں ہوتی ہندستانی پرچار سبھا کو اپنا فرض ادا کرنا ہی ہے - میں یہہ اُمید ضرور رکھونگا کہ دونوں بہنیں اس میل کرنے والی بہن کو نہ صرف نباہ لیں - بلکہ اس کا سواگت بھی کریں -

(سیوا گرام - ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۴۴ع)

سوال جواب

(واردھا کمیٹی کے منتری شری بھدنت آنند کو سلیان نے ۸ نومبر کو لکھکر یہہ سوال پوچھے - اور گاندھی جی نے لکھکر جواب دئے) -

سوال (۱) سنہ ۱۹۴۲ع میں جس وقت ھندستانی پرچار سبھا قائم ھوئی تھی ایسا لگتا ھے کہ اُس وقت آپ کی مرضی اور کوشش تھی کہ جو لوگ ھندستانی سبھا کے ممبر ھوں وہ راشٹر بھاشا کی دونوں شیلیاں اور لپیاں ضروری طور پر سیکھیں کیا آج بھی آپ صرف ممبروں سے ھی اس علم کی آمید رکھتے ھیں ـ یا چاھتے ھیں کہ دیش کے سب ھی بچے بوڑھے دونوں ـ شیلیاں اور لپیاں ضرور ھی سیکھیں ـ

جواب (۱) ظاھر ھے کہ سبھا کے ممبر کے لئے کم سے کم وھی قید ھو ـ جو آپ نے بتائی ھے سبھا کا مقصد تو ودھان سے صاف ظاھر ھے ـ میری خواھش ضرور ھے کہ سب ھندستانی دونوں لپی سیکھیں ـ اور ایسی بھاشا بولیں جس کو دونوں ھندو مسلم سمجھہ سکیں ـ

سوال (۲) ھندستانی پرچار سبھا کے پروگرام کے بارے میں کچھہ لوگ سمجھتے ھیں ـ کہ اس کا مقصد صرف دونوں شیلیوں کا پرچار کرنا ھی ھے ـ لیکن کچھہ لوگ کہتے ھیں کہ نہیں دونوں طرزوں کے پرچار کے علاوہ ایک تیسری شیلی ـ جو نہ آردو کہلائیگی ـ نہ ھندی بلکہ ھندستانی ـ آس کا بھی پرچار کرنا بھی ھے سنہ ۱۹۴۲ع میں آپکا کہنا تھا کہ ھندستانی شکل کی سرسوتی تو ظاھر ھی نہیں ھوئی ـ کیا آج آس وقت سے کچھہ مختلف حالت

ہے - اگر آج بھی وہ چھپی ہوئی ہے - تو ہندستانی پرچار سبھا پرچار کس چیز کا کریگی -

(جواب (۲) ہندی اردو شیلی گنگا جمنا ہیں - ہندستانی سر سوتی ہے - وہ چھپی ہوئی بھی ہے اور ظاہر بھی - سبھا کی کوشش یہہ ہونی چاہئے کہ اوسے پوری طرح ظاہر کرے -

سوال (۳) ہندی ساہتیہ سمیلن کی طرف سے بہت سی سنستھائیں دیو ناگری لپی اور ہندی کا پرچار کر رہی ہیں - انجمن ترقی اردو فارسی لپی اور اردو کا - کیا ہندستانی سبھا ان دونوں سنستھاؤں کے کام کو ایک ساتھہ ملا کر کرنے والی صرف تیسری سبھا ہوگی - یا ان کے کام کے علاوہ کوئی دونوں سنستھاؤں کے کام کو پورا کرنے والی سنستھا ہوگی - یا دونوں کے کام کو فضول کر کے اپنی ہی تیسرا کام چلانے والی سنستھا بنے گی -

جواب (۳) ہندستانی پرچار سبھا دونوں کے کام کو پورا کرے گی - دونوں سے مدد مانگے گی لیکن اس سبھا کا کام دونوں سے مختلف ہوگا - اور سمجھیں تو ملتا جلتا بھی وہ اگر دونوں کے کام کو ضائع کرے - تو خود ضائع ہوجائیگی - سنگم کے بغیر سرسوتی کیسی -

سوال (۴) کیا دکھن بھارت اور دوسرے هندی نه جاننے والے صوبون کے لئے هندستانی پرچار سبھا کی نیتی اور پروگرام وهی رهے گا - جو دوسرے صوبون کے لئے - یعنی دونون لپیون اور شیلاون کا ضروری پرچار -

جواب (۴) اس سبھا کا کام تو سارے دیش کے لئے هوگا - هونا چاهئے - صوبے صوبے کے فرق کے لئے طریقه میں فرق آسکتا هے -

سوال (۵) کیا دکھنی بھارت اور دوسرے هندی نه جاننے والے صوبون میں پچھلے کئی سالون سے راشٹر بھاشا پرچار کا جو کام چل رها هے - هندستانی پرچار سبھا کے اس نئی رحجان سے اس کام کو ویسے هی چالو رکھنے میں کوئی رکاوٹ تو پیدا نه هوگی -

جواب (۵) رکاوٹ هونی نہیں چاهئے - اگر دونون ملکر کام کرین -

یہه تین تقریرین گاندھی جی نے سبھا پتی کی حیثیت سے کی تھیں - (تاریخ ۹ نومبر سنه ۴۴ ۱۹ ع

کل بھارتی پرچار سمیلن

(۱) مکھیه استاد شری شری من نارائن کی دعوت سے آپ لوگ یہاں جمع هوئے هیں - اس سے میں خوش هوتا هون - ڈاکٹر عبدالحق صاحب آج هی آنے والے تھے -

آمید ہے کہ کل ضرور آجائینگے اُن کی مدد ہندستانی پرچار سبھا اور میں لینا چاھتا ھون - اسی طرح شری ٹنڈن جی آنے والے تھے اور میں خوش ہورہا تھا کہ وہ آئینگے - بھائی شری من نارائن نے اُن کو تار بھی دیا تھا - دکھہ ہے کہ وہ بیمار پڑ گئے ہیں - اور اس وجہ سے نہیں آسکتے ہیں - ہم آمید کرین کہ وہ جلدی اچھے ہوجائینگے - آپکے سامنے کام ایک طرح سے چھوٹا ہے - اور دوسری طرح اتنا ہی بڑا ہے جتنا چھوٹا - ہمیں جو کرنا ہے - وہ چھوٹا ہے - لیکن سچ کے حساب سے بہت بڑا ہے - ڈاکٹر تارا چند ہمیں کہتے ہیں کہ اصل میں جسے ہم بہت ناموں سے آج پکارتے ہیں - وہ ایک ہی بھاشا تھی - جو آتر میں ہندو مسلمان بولتے تھے - دکھہ ہے

کہ جو ایک تھے وہ دو ہوگئے ہیں اور اون کی بھاشا بھی دو جیسی ہوگئی ہے یا ہو رہی ہے

ہے - ہندی اور اُردو - ٹنڈن جی کی محنت سے کانگریس نے کان پور میں ایسی بھاشا کو جو دونوں بول سکیں "ہندستانی" نام دیا اور لپیان دو رکھیں ناگری اور اُردو - لیکن کانگریس اپنی ٹھہراؤ کے مطابق کام نہ کرسکی اسکام کو جمنا لال جی کی کوشش سے اس سبھا نے سنہ ۱۹۴۲ع میں آٹھا تو لیا - پر جمنا لال جی چل دئے - سنہ ۱۹۴۲ع میں کانگریس کے نیتا لوگ گرفتار ہوگئے -

اُن میں - میں بھی تھا بیماری کی بناء پر میں چھوٹا - بیماری میں بھی میں نے - بھائی ناناوٹی جی کا ھندستانی کے بارے میں کام دیکھا - مجھے خوشی ہوئی اور میں نے پایا کہ اُس کام میں کامیابی حاصل ہو سکتی ھے جو ایک بھاشا بہائے دونوں بولتے تھے - وہ آج کیوں ایک بن نہیں سکتی - میں نہیں جانتا آخر میں ھندو مسلمان ایک نسل ھیں - جو ایک بولی بولتے تھے اور لکھتے تھے - ھندی اُردو الگ بنانے میں جو محنت پڑتی ھے - اُس سے آدھی بھی پرانی بولی کو زندہ کرنے میں نہیں پڑنی چاھئے - آخر کے دیہاتوں میں رھنے والے ھندو مسلمان ایک ھی بولی بولتے ھیں اور لکھتے بھی ھیں - اپنی یہہ محنت ھم کیسے کامیاب بنا سکتے ھیں - اس کا وچار کرنا آپ کا کام ھے اور اس وچار کے مطابق کام کرنا ھندستانی پرچار سبھا کا کام ھے - مجھے افسوس ھے کہ میں کمزوری کی وجہ سے دن کے وقت جہاں تک ہو سکے - خاموش رہتا ہوں - ان تین مہینوں میں شائد تین بار دن میں بولنا پڑا تھا - آج تو سوموار کا ھی دن ھے - لیکن مجھے اُمید ھے کہ میری خاموشی سے ھمارے کام میں کچھہ اڑچن نہ آئیگی -

(۲) مجھے اس کا دکھہ ھے کہ آپ لوگوں کو میں جتنا وقت دینا چاھتا ہوں نہیں دے سکتا - اس کے لئے

مجھے معاف کریں ۔ میری خاموشی سارے دن چلتی ہے ۔ وہ ایسی نہیں ہے کہ ٹوٹ ہی نہ سکے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جتنے دن چپ رہ سکوں رہوں اور میرا کام ٹھیک سے چلے اس لئے خاموشی رکھتا ہوں اگر میں اپنی طاقت ایک دم خرچ کر ڈالوں ۔ تو ایک مہینے میں ٹوٹ جاؤں پر میرا ستیا گرہ اور میری اھنسا یہہ نہیں سکھاتی اگر ضرورت ہو تو اس طاقت کو دونوں ہاتھوں سے لٹادوں نہیں تو کنجوس بھی ہو سکتا ہوں آج کل تو کنجوسی ہی سے کام لیتا ہوں ۔ ہندستانی پرچار کیا ہے یہہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ ہندستانی پرچار سبھا کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ہندی اور اردو شیلیاں اور ناگری اور اردو لپیاں سیکھیں ایک دن تھا جب اتر میں رہنے والے ایک ہی زبان بولتے تھے ۔ اون کی اولاد ہم ہیں آج ہم یہہ محسوس کر رہے ہیں ۔ کہ ہندی اور اردو ایک دوسری سے دور دور ہوتی جا رہی ہیں ۔ ہندی والے مشکل سنسکرت کے اور اردو والے مشکل عربی فارسی کے لفظ چن چن کر استعمال کر رہے ہیں میں مانتا ہوں کہ یہ چیز چلنے والی نہیں ہے دیہات کے لوگوں کو تو روٹی

گئی پڑی ھے۔ وہ جو زبان اج تک بولتے ائے ھین وھی اگے بہی بولتے رھین گے ھندی اور اردو کے جو الگ الگ فرقے پیدا ھو گے ھین انہین روکنے کا کام میرے جیسے لوگون کا ھے۔ مین دونون سے کہونگا کہ آپ کا یہہ طریقہ ٹہیک نہین ھے آپ کے ان بڑے بڑے لفظون کو دیہاتی لوگ سمجہنگے بہی نہین اگر ھم دونون لکہوٹون کو سیکہہ جائین تو اخر مین دونون بہاشائین ایک ھو جائین گی۔ لکہاوٹون کا سوال اتنا ٹیڑھا نہین ھے۔ پہلے ھی ھمیشہ کے لئے دو لپیان رھیں یا دونون کو چھوڑ کر ھر ایک صوبہ اپنی اپنی لپی میں راشٹر بہاشا لکہنے لگے تو بہی کوئی ھرج نہین۔ مگر زبان تو ایک ھی ھو جانی چاھئے۔ آج ھم بیکار بن گئے ھیں۔ انگریزی کا بوجہہ آج ھمارے سر پر ھے۔

دو لپیاں سیکھنے سے ڈرنا نہ چاھئیے کوئی کہے کہ اٹھہ دس دوسری اچھی لپیاں ھیں تو کیوں نہ سیکھیں۔ میں تو کہتا ھوں کہ دکھن کی بھی ایک لپی تو سیکھہ ھی لو۔ زبانین بھی وھاں چار ھیں۔ اس سے آپ بھڑکین نہیں آپ ھندستان میں رھتے ھوئے ھندستانیون کی سیوا خدمت کرنا چاھتے ھیں تو اس کے لئے دو لپیان سیکھنے کی محنت سے ڈرنا کیا۔ زبان تو ایک ھی سیکھنی ھے۔ ھماری بد نصیبی ھے کہ ھمیں دو لپیاں لینی پڑتی ھیں مگر مین تو ھند کی سب زبانیں خوشی سے سیکھہ لون۔ دل میں شوق ھو تو محنت کم

پڑتی ھے ۔ آپ کی تعداد آج بہت ھی کم ھے آپ سب
تو دو لپیاں سیکھہ ھی لین اُس کا نتیجہ کتنا بڑا ھوگا
یہہ بحث میں اسوقت نہیں کرنا چاھتا ۔

(۳) تارا چند جی سے مین جلدی ختم کرنے کو نہین کہہ سکتا تھا کیونکہ مین خود اُن کی باتون مین گرفتار ھو گیا تھا ۔ انھون نے ایسی باتین کہین جو وہ پنڈتون کے مجمع مین بھی کہہ سکتے ھیں ۔ ھم تو پنڈت (عالم) نہین ھین پھر بھی سب لوگون کے ساتھہ مین بھی شوق سے سن رھا تھا ۔ انھون نے کوئی بات دھرائی بھی نہین اس لئے مین نے انہیں نہین روکا ۔ شری آنند کو سلیائن نے جو کہا وہ مین سمجھا ۔ وہ دب دب کر بولے ھین ۔ ھندی ساھیتہ سمیلان کی طرف سے انھون نے یہہ کہا کہ دو لپیون کا بوجھہ ھو سکے تو نکال دیا جائے ۔ مین آج بھی ھندی ساھیتہ سمیلان مین ھون اُس مین مین اپنے آپ نہین گیا تھا ۔ جمنا لال جی جس کام مین جاتے اُس مین اپنے ساتھہ مجھے گھسیٹ لے جاتے تھے وہ مجھے اندور لے گئے ۔ وھان مین نے سمیلان کو ایک نئی چیز دی اُسے سب ھضم کر گئے مین نے کہا تھا **ھندی وہ زبان ھے جسے ھندو مسلمان دونون بولتے ھین اور جسے لوگ دونوں لپیوں مین لکھتے ھین ۔** میرا ٹھہراؤ منظور ھو گیا ۔ مین نے اُسے سمیلان کے قاعدون مین شامل کر دیا ۔ بعد مین پھر قاعدہ بدل دیا گیا سو دوسری بات ھے ۔ اس لئے اب اگر مین سمیلان مین سے نکل جاؤن

تو کیا مجھے دکھہ نہ ہوگا۔ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو
ہندی اور آردو کو ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی
کہتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سچی
جمہوریت (ڈیموکریسی) چاہتا ہوں۔ صرف ہاں میں ہاں
ملانے سے "ڈیموکریسی" دھوکہ بن جاتی ہے۔ اسی لئے
میں نے کہا کہ صرف ہاں میں ہاں نہ ملائے۔ اپنی
سچی رائے بتائے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہندی مٹ جائے یا
آردو تباہ ہو جائے۔ میں صرف یہہ چاہتا ہوں کہ دونوں
ہمارے کام کی ہو جائیں۔ ستیا گرہ کا قانون ہے کہ ایک
ہاتھہ کی تالی بھی ہو سکتی ہے ۔ وہ بجتی نہیں ۔ پر
آس سے کیا آپ ایک ہاتھہ بڑھاوینگے تو دوسرا
اپنے آپ بڑھ جاوے گا۔ عبدالحق صاحب نے ناگپور میں
جو بات کہی تھی آسے آس وقت میں نہ سمجھہ سکا ۔
ہندی یعنی آردو اسے میں نے مانا نہیں تھا ۔ آس وقت
آن کی بات مان لیتا تو اچھا ہوتا ۔ دوست بنے آئے
تھے مگر مخالف اور دشمن سے بن گئے ۔ پر میرا
دشمن تو کوئی ہے ہی نہیں ۔ پھر حق صاحب ہی میرے
دشمن کیسے بن سکتے ہیں ۔ اس لئے آج پھر ہم ایک
اسٹیج پر کھڑے ہوگئے ہیں ۔ ناگپور میں بھارتی ساھتیہ
سمیلن کیا تھا لیکن وہ وہیں شروع اور وہیں ختم ہوا ۔
ہم لوگ ملنے آئے تھے اور پھر الگ الگ ہوگئے ۔ ایسے

سمیلن سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا ۔ وہ ہندستانی نہیں بلکہ بھارتی ساھتیہ سمیلن تھا ۔ اس لئے اُس وقت کے بھاشن میں میں نے سنسکرت کے شبد بھی دئے تھے ۔ اگر اُن کے سامنے بولنا پڑے تو آج بھی وہی کہونگا ۔ آنند جی کہتے ہیں کہ سب کو دو لپیاں سیکھنے میں بڑی مصیبت پڑیگی ۔ میں کہتا ہوں کہ اسمیں کچھہ بھی مصیبت نہیں ۔ اور اگر ہو بھی تو اُسے پار کرنا ہی ہوگا کیونکہ اگر اُسے پار نہ کیا تو اُس سے بھی بڑی مصیبت کا مقابلہ ہم کیسے کر سکیں گے ۔ میں ہندو مسلم ایکتا کے لئے جیتا ہوں ۔ میں جانتا ہوں کہ ہندستانی کے پرچار سے ہندو مسلم ایکتا ہوگی ۔ مگر اس وقت میں آپ کو یہہ لالچ نہیں دے رہا ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ ہندی اور اُردو دونوں کا بھلا ہو ۔ ان دونوں سے مجھے کام لینا ہے ۔ ہندستانی آج بھی موجود ہے ۔ مگر ہم اُسے کام میں نہیں لاتے ۔

یہہ زمانہ ہندی کا اور اردو کا ہے ۔ وہ دو ندیاں ہیں ۔ اون میں سے ہندستانی کی تیسری ندی ظاہر ہونے والی ہے ۔

اس لئے وہ دونوں سوکھہ جائینگی ۔ تو ہمارا کام نہیں چل سکتا ۔ دیہاتی لوگ میری زبان سمجھہ لینگے ۔ ٹھوس ٹھوس کر سنسکرت یا عربی فارسی کے شبد جس میں بھرے ہوئے ہوں ۔ ایسی بھاشا وہ نہیں سمجھہ سکینگے ۔

اگر ہندی ساہتیہ سمیلان والے کہیں کہ ہم تو سنسکرت بھری ہندی ہی چلائیں گے تو میرے لئے سمیلان مرجاتا ہے ۔ دیہاتی زبان تو ایک ہی ہے وہ دو نہیں ہوسکتیں ۔ ہندی والے چاہتے ہیں کہ میں ہندی کی ہی نوبت بجاتا رہوں اردو کا نام نہ لوں ۔ مگر میں تو اہنسا کو ماننے والا ستیاگرہی ہوں ۔ میں یہہ کیسے کرسکتا ہوں ۔ میں اکیلا یہہ کام نہیں کرسکتا ۔ اس میں سب کی مدد چاہئے ۔ میں مہاتما ہوں تو اس کا سبب یہی ہے کہ میں اپنی حدوں کو سمجھہ کر ان سے باہر نہیں جاتا ۔ اسی لئے مولوی عبدالحق صاحب آئے ہیں ۔ میرے پاس پنکھہ نہیں ۔ بڑے بڑے بزرگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ وہ مجھے پنکھہ دیں ۔ دینگے تو میں اڑونگا اور کہونگا دیکھو کام تو اچھا ہوگیا نا ، نہیں تو میں خاک میں پڑا ہوا خاکسار ہی رہ جاونگا ۔ ہندی ساہتیہ سمیلان میں ایک بڑا آدمی سمجھا جاتا ہوں ۔ اس حیثیت سے نہیں بلکہ عام طور پر میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندی ساہتیہ سمیلن کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا پر دونوں لپیاں سیکھنے کی تکلیف تو گوارا کرنی ہوگی ۔ میں تو انندجی سے بھی کام لینا چاہتا ہوں ۔ مجھہ سے کہا گیا ہے کہ مسلم لڑکے تو ناگری لپی نہیں سیکھتے ۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا ہے

تو تم نے کچھہ نہیں کھویا انھوں نے کھویا ھے ۔
ایك اور لپی دیکھہ لی تو اس سے نقصان کیا ھوا ۔ اتنی
سی بات سے اتنا بڑا فائدہ جو ھوتا ھے ۔ یہی بات میں
نے حسرت موھانی صاحب سے بھی کہی تھی لیکن اس
وقت وہ کام نہ چلا کیونکہ اس وقت ستیاگرہ شروع
ھو گیا ۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ آپ سب لوگ جیل جائیں
مگر میں جیل گیا ۔ دوسرے جو جیلوں میں پڑے ھیں سو
بھی کوئی بیوقوفی کی بات نہیں ھے ۔ جواھر والبھہ بھائی
مولانا صاحب جیل میں بیٹھے ھیں، وہ کوئی پاگل نہیں
ھیں ۔ اگر وہ خوشامد کر کے باھر آجائیں تو میری نظر
میں وہ مرجائینگے ۔ اگر وہ اندر ھی مرجائیں گے تو میں ایك
بھی آنسو نہیں بہاؤں گا، کہونگا اچھے مرے کیونکہ، وھاں
بیٹھے بیٹھے بھی وہ ھندی کی خدمت کر رھے ھیں ۔

اگر ھندی اور اردو مل جائیں تو گنگا جمنا سے بڑی سرسوتی ھگلی کی طرح بن جائیگی ۔ ھگلی تو گندی ھے میں اوسکا پانی نہیں پتیا ۔ لیکن اگر یہہ ھگلی بن گئی تو یہہ بڑی خوبصورت ھوگی ۔ اب رھی پیسے کی بات ۔
آپ میں سے جو لوگ پیسہ دینا چاھیں گے وہ میرے
پاس یا شری نارائن کے پاس دے دیں ۔ ھر ایك کو

اپنی حیثیت کے مطابق پیسہ دینا چاهئے' جو لوگ پیسہ دین
کام کے لئے دین ' نام کے لئے کوئی پیسہ نہ دے۔

(وردها - ۲۷ فروری سنہ ۱۹۴۵ع

سمیلن کے رزولیوشن

(۱) اس کانفرنس کی رائے میں هندوستانی زبان کو پھیلانے اور ترقی دینے کے لئے اس بات کی ضرورت هے کہ هندی جانے والے آردو لکھاوٹ کو اور آردو جاننے والے ناگری لکھاوٹ کو جلدی سے جلدی سیکھہ لین - اور جو لوگ ان دونون میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے وہ بھی دونوں کو هی سیکھیں - تاکہ سب لوگ هندستانی کے روپوں هندی اور آردو کو پڑھ اور سمجھہ سکین اور اور اس طریقہ سے هندستانی کی ترقی اور پرچار هو سکے -

(۲) دیش کے سب لوگ اس بات کو مانتے اور سمجھتے هین کہ همارے قومی جیون کو مضبوط کرنے اور الگ الگ صوبوں کے لوگون میں میل جول اور بیوهار کی ایك بھاشا بنانے کے لئے ضروری یہہ هے کہ هندستانی زبان کو ترقی دی جائے اور آس کی روپ ریکھا ٹھیك کی جائے کیونکہ اس بات کے لئے یہی بھاشا سب سے زیادہ کام کی هے - یہہ کانفرنس فیصلہ کرتی

ہے - کہ پندرہ کی تعداد تک ممبروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ہندستانی بھاشا کی ڈکشنریاں تیار کرے بھاشا کے قاعدے تیار کرے اُس کے لفظوں کا بھنڈار بڑھاوے اُن کے روپ باندھے اور اچھی اچھی اور کام کی کتابیں لکھوائے - کسی ممبر کی جگہہ خالی ہوگی تو اُسے باقی ممبر بھر سکیں گے - کمیٹی کا ایک کنوینر ہوگا جو مناسب وقت اور جگہہ پر کمیٹی کی میٹنگ بلایا کریگا یہہ کمیٹی اپنے کام کا ایک ڈھانچا تیار کریگی - خرچ کا بیورا بنائیگی - اُسے مہاتما گاندھی جی کے پاس منظوری کے لئے بھیجے گی اور مہاتما جی کو وقت وقت پر اپنے کام کی رپورٹ دیتی رہے گی - اس کمیٹی کے ممبروں کے نام مہاتما گاندھی ڈاکٹر تارا چند اور سلیمان ندوی شائع کرینگے -

راشٹر بھاشا

(گاندھی جی اور ٹنڈن جی کی خط و کتابت) -

۲ مہابلیشور - ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۸ع

"بھائی ٹنڈن جی"

میرے پاس اُردو خط آتے ہیں اور گجراتی - سب پوچھتے ہیں میں کیسے ہندی ساہتیہ سمیلن میں رہ سکتا ہوں اور ہندستانی سبھا میں بھی - وہ کہتے ہیں سمیلن کے خیال سے ہندی راشٹر بھاشا ہو سکتی ہے - جس

میں ناگری لپی ہی کو راشٹری جگہ دی جاتی ہے۔ جب
کہ میرے خیال سے ناگری اور آردولپی کو یہہ جگہ دی
جاتی ہے اور آس بھاشا کو جو نہ فارسی سے لدی ہوئی
ہے نہ سنسکرت سے۔ اگر میں سمیلن کی بھاشا اور ناگری
لپی کو پوری راشٹری اہمیت نہیں دیتا ہوں تو مجھے
سمیلان میں سے ہٹ جانا چاہئے۔ ایسی دلیل مجھے ٹھیک
لگتی ہے۔ اس حالت میں کیا سمیلان سے ہٹنا میرا فرض
نہیں ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے لوگوں کو پریشانی نہ
رہیگی اور مجھے پتہ چلیگا کہ میں کہاں ہوں۔ مہربانی کر کے
جلدی جواب دیں برت کی وجہ سے میں نے اپنے قلم سے
نہیں لکھا ہے میرے شبد پڑھنے میں سب کو مصیبت
ہوتی ہے۔ اس لئے اسے لکھوا کر بھیجتا ہوں آمید ہے کہ
آپ اچھے ہوں گے۔

آپ کا
(م ۔ ک ۔ گاندھی)

۱۔کراستھہ ویٹ روڈ۔ الہ اباد

۸ جون سنہ ۱۹۴۵ ع

پوجیہ باپو جی، پر نام ۔ آپ کا ۲۸ مئی کا
خط مجھے ملا۔ ہندی ساہیتہ سمیلان اور ہندستانی پرچار سبھا
کے کاموں میں کوئی بنیادی اختلاف میرے خیال میں
نہیں ہے۔ آپ کو خود ہندی ساہیتہ سمیلان کا ممبر رہتے

ہوئے تقریباً ۲۷ سال ہو گئے۔ اس بیچ آپ نے ہندی پرچار کا کام ملکی نظر سے کیا؟ کیا وہ سب کام غلط تھا۔ یہہ تو آپ نہین مانتے ہون گے۔ راشٹری خیال سے ہندی کا پرچار تعریف کے قابل ہے' یہہ تو آپ کا اصول ہے ہی' آپ کے نئے نقطہ نگاہ کے مطابق آردو سکھانے کا بھی پرچار ہونا چاہئے۔ یہہ پہلے کام سے مختلف ایک نیا کام ہے جس کا پچھلے کام سے کوئی اختلاف نہین ہے۔ سمیلن ہندی کو راشٹر بھاشا مانتا ہے۔ اردو کو وہ ہندی کی ایک شیلی مانتا ہے جس کا لایق ادمیون مین رواج ہے۔ وہ خود ہندی کی تمام شیلی کا کام کرتا ہے گو کہ آردو شیلی کا نہین۔ آپ ہندی کے ساتھہ آردو کو بھی چلاتے ہین۔ سمیلن آس کی ذرا بھی مخالفت نہین کرتا بلکہ راشٹری کامون سے انگریزی کو ہٹانے مین وہ آس کی مدد کا سواگت کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ دونون چلانا چاہتے ہین سمیلن شروع سے صرف ہندی چلاتا آیا ہے۔ ہندی ساہیتہ سمیلن کی طرف سے چنے ہوئے پرتی ندھی ہندستانی اکیڈیمی کے ممبر ہین اور ہندستانی اکیڈیمی ہندی اور آردو دونون سیلیان اور لپیان چلاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے میری عرض ہے کہ مجھے اس بات کا کوئی موقع نہین معلوم ہوتا کہ آپ سمیلن چھوڑین۔ ایک بات اس سمبندہ مین اور بھی ہے۔ اگر آپ ہندی ساہیتہ

سمیلن کے اب تک ممبر نہ ہوتے تو ممکن ہے آپ کے لئے
یہہ ٹھیک ہوتا کہ آپ ہندستانی پرچار سبھا کا کام کرتے
ہوئے ہندی ساہیتہ سمیلن میں آنے کی ضرورت نہ دیکھتے '
لیکن جب آپ اتنی دیر سے سمیلن میں ہیں ہیں تب اُسے
چھوڑنا ایسی حالت میں مناسب ہو سکتا ہے جب پکے
طور پر اُس کا کام آپ کے نئے کام کے خلاف ہوتا
اگر آپ نے اپنے پہلے کام کو رکھتے ہوئے اُس میں
ایک شاخ بڑھای ہے تو مخالفت کی کوئی بات نہیں ہے۔
مجھے جو بات ٹھیک لگی اوپر عرض کردی ہے۔ بلکہ اگر
آپ کو میرے نقطہ نظر سے اتفاق نہین ہے اور اپ کا
اتما یہی کہتا ہے کہ سمیلن سے الگ ہو جاؤں تو اپ کے الگ
ہونے کی بات پر بہت افسوس ہوتے ہوئے بھی سر جھکا
کر اپ کے فیصلے کو منظور کرونگا۔ حال مین ہندی اور
اُردو کے بارے مین ایک بیان مین نے دیا تھا۔ اُس کی ایک
نقل سیوا مین بھیجتا ہون۔ عرض ہے کہ اُسے پڑھ لیجئیگا۔

" داس "

پرشوتم داس ٹنڈن

پھر۔ اس وقت نہ صرف آپ بلکہ ہندستانی پرچار
سبھا کے منتری شری من نارائن جی اور کئی دوسرے ممبر
سمیلن کی راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی کے ممبر ھین۔ ایک صاف
فائدہ اس سے یہہ ہے کہ راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی اور

ہندستانی پرچار سبھا کے کاموں میں اختلاف نہ ہو سکے گا ۔ کچھہ رائے میں فرق ہوتے ہوئے بھی ساتھہ کام کرنا مناسب ھے ۔

(پ ۔ د ۔ ٹنڈن)

پنچ گنی

۱۳ جون سنہ ۱۹۴۵ ع

"بھائی پرشوتم داس ٹنڈن جی"

آپ کا خط کل ملا ۔ آپ جو لکھتے ھیں آسے میں برابر سمجھا ھوں ۔ تو نتیجہ یہہ ھونا چاھئے کہ آپ اور سب ہندی پریمی میرے نئے نقطہ نظر کا سواگت کریں ' اور مجھے مدد دیں ۔ ایسا ھوتا نہیں ھے اور گجرات میں لوگوں کے من میں اڑچن پیدا ھوگئی ھے اور وہ مجھہ سے پوچھہ رھے ھیں کہ کیا کرنا ھے ۔ میرے ھی بھتیجے کا لڑکا اور ایسے دوسرے ھندی کا کام کر رھے ھیں اور ھندستانی کا بھی ۔ اس سے مصیبت پیدا ھوتی ھے ۔ پیرین بہن کو آپ جانتے ھیں ' وہ دونوں کام کرنا چاھتی ھیں ۔ لیکن اب موقع آگیا ھے کہ ایک یا دوسرے کو چھوڑیں ۔ آپ جو کہتے ھیں وہ صحیح ھے کہ ایسا موقعہ آنا ھی نہ چاھئے ۔ میرے خیال سے ایک ھی آدمی ھندستانی پرچار سبھا اور ھندی ساھتیہ سمیلن کا منتری یا

بڑا بن سکتا ہے - بہت کام ہونے کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو وہ دوسری بات ہے - اور جو میں کہتا ہوں وہی مطلب آپ کے خط کا ہے ' اور ہونا چاہئے - تب تو کوئی اختلاف رائے کی وجہہ ہی نہیں رہتی اور مجھکو بڑی خوشی ہوگی - آپ کا جو بیان آپ نے بھیجا ہے میں پڑھ گیا ہوں - میرے خیال سے ہندستانی پرچار سبھا بالکل آپ ہی کا کام کر رہی ہے - اس لئے وہ آپ کے شکریہ کی مستحق ہے - اور کم سے کم اس مین آپ کو ممبر ہونا چاہئے - میں نے تو آپ سے عرض بھی کی کہ آپ اسکے ممبر بنیں لیکن آپ نے انکار کیا ہے ایسا کہہ کر کہ جب تک ڈاکٹر عبدالحق نہ بنیں تب تک آپ باہر رہیں گے - اب میری درخواست یہہ ہے کہہ اگر مین ٹھیک لکھتا ہوں اور ہم دونوں ایک ہی وچار کے ہیں تو ہندی ساھتیہ سمیلن کی طرف سے یہہ بات صاف ہونی چاہئے - اگر اس کی ضرورت نہیں ہے تو میرا کچھہ زور نہیں ہے - کم سے کم ہم دونوں میں تو اس بارے مین اختلاف رائے نہیں ہے ' یہہ بات صاف ہو جانی چاہئے - ہندی ساھتیہ سمیلن مین سے نکلنا میرے لئے کوئی مذاق کی بات نہیں ہے لیکن جیسے مین کانگریس میں سے نکلا تو کانگریس کی زیادہ سیوا کرنے کے لئے ' اسی طرح اگر سمیلن سے نکلا تو بھی سمیلن کی یعنی ہندی کی زیادہ

سیوا کرنے کے لئے نکلونگا جس کو آپ میرے نئے وچار کہتے ھیں ۔ سچ مچ تو نئے نہیں ھیں لیکن جب ھیں سمیلن کا پہلا پریذیڈنٹ ھوا تب جو کچھہ کہا تھا اور دوبارہ سبھا پتی ھوا تب اسے زیادہ صاف کیا اسی خیال پر میں اب صاف طرح سے عمل کر رھا ھوں ۔ ایسا کہا جاسکتا ھے ۔ آپ کا جواب آنے پر میں آخری فیصلہ کر لونگا ۔

آپ کا

(م ۔ ک ۔ گاندھی)

---

۱۰ ، کراستھہ ویٹ روڈ ۔ الہ آباد

۱۱ جولائی ۱۹۴۵ع

پوجیہ باپو جی ، پرنام

آپ کا پنچ گنی سے لکھا ھوا ۱۳ جون کا خط ملا تھا ۔ اس کے جلد بعد ھی سیاسی تبدیلیوں اور پنچ گنی سے ھٹنے کی بات سامنے آئی ۔ میرے من میں یہہ آیا تھا کہ سیاسی کاموں کی بھیڑ سے تھوڑی فرصت جب آپ کے پاس دیکھوں تب میں لکھوں ۔ آج ھی میرے من میں آیا کہ اس وقت آپ کو فرصت ھوگی ۔ اس کے بعد شری پیارے لال جی کا ۹ تاریخ کا خط آج ھی ملا جس میں انھوں نے خبر دی ھے کہ آپ میرے جواب کی راہ دیکھہ رھے ھیں ۔ آپ نے اپنے ۲۸ مئی کے خط میں مجھہ سے

پوچھا تھا کہ میں کیسے ہندی ساہتیہ سمیلان میں رہ سکتا ہوں اور ہندستانی پرچار سبھا میں بھی - اس سوال کا جواب میں نے اپنے ۸ جون کے خط میں آپ کو دیا - میری عقل میں جو کام ہندی ساہتیہ سمیلان کر رہا ہے اُس سے آپ کے اگلے کام کی کوئی مخالفت نہیں ہوتی - اس ۱۳ جون کے خط میں آپ نے ایک دوسرے مضمون پر بحث کی ہے - آپ نے لکھا ہے کہ آپ اور سب ہندی پریمی آپ کے نئے نقطہ نظر کا سواگت کریں اور مجھے مدد دیں - میں نے زبانی آپ کو سمجھانے کی کوشش کی تھی - اور جس بیان کی نقل میں نے آپ کو بھیجی تھی اُس میں بھی میں نے صاف کہا ہے کہ میں آپ کے اس وچار سے کہ ہر ایک دیش واسی ہندی اور اُردو دونوں سیکھے اتفاق نہیں کرتا - میری عقل منظور نہیں کرتی کہ آپ کا یہہ نیا پروگرام عمل میں آسکتا ہے - مجھے تو دکھائی دیتا ہے کہ بنگالی ، گجراتی ، مراٹھی ، اڑیا وغیرہ بولنے والے اس پروگرام کو منظور نہیں کرینگے - ہندی اور اُردو کا ملاپ ہو ، اس اصول میں پوری طرح سے میں آپ کے ساتھہ ہوں بلکہ یہہ سمجھوتہ ، جیسا میں نے آپ سے بمبئی میں عرض کیا تھا ، اور جیسا میں نے بیان میں بھی لکھا ہے ، تب ہی ممکن ہے جب ہندی اور اُردو کے لیکھک اور اُن کی سنستھائیں اس سوال

میں شردھان دکھائیں ۔ میں نے اس سوال کو الہ آباد میں
صوبائی ہندی ساہیتہ سمیلن کے سامنے تھوڑے دن ہوئے
رکھا تھا ۔ میرے مجبور کرنے پر وہاں یہہ فیصلہ ہوا ہے
کہ اس طرح کے ملاپ کا ہندی والے سواگت کریں ۔
ضرورت اس بات کی ہے کہ آردو کی سنستھائیں بھی اس
سمجھوتے کے اصول کو منظور کریں ۔ آردو کے لیکھک نہ
چاہیں اور آپ اور ہم سمجھوتہ کر لیں یہہ ناممکن ہے ۔
اس کام کے کرنے کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہندی
ساہیتہ سمیلن، ناگری پرچارنی سبھا، کاشی ودیا پیٹھہ، انجمن
ترقی اردو، جامعہ ملیہ، اور اس طرح کی دو ایک دوسری
سنستھاؤں کے پرتی ندھیوں سے نجی بات کی جائے اور
اگر آن کے سنچالکوں کا رجحان سمجھوتے کی طرف ہو
تو آن پرتی ندھیوں کی ایک بیٹھک کی جائے اور اس
سوال کے پہلوؤں پر وچار ہو۔ بھاشا اور لپی دونوں ہی
کے ملاپ کا سوال ہے کیونکہ تجربہ سے دکھائی پڑ
رہا ہے کہ تمام کاموں میں تو ہم ایک بھاشا چلا کر دو
لپی میں آسے لکھہ لیں لیکن گہرے اور ادبی کاموں میں
ایک بھاشا اور دولپی کا اصول چلے گا نہیں ۔ بھاشا کا پکا
سمجھوتہ تب ہی ہوگا جب ہم دیش کے لئے ایک عام
لپی کو ترقی دے سکیں ۔ کام بہت بڑا ضرور ہے لیکن
راشٹر کی بھلائی کی نظر سے بالکل صاف ہے ۔ میرے

سامنے یہہ سوال سنہ ۱۹۲۰ع سے رہا ہے - لیکن یہہ دیکھکر کہ اُس کے اٹھانے کے لئے جو سیاسی فضا ہونی چاہئے وہ نہیں ہے میں اُس میں نہیں پڑا اور صرف راشٹر بھاشا کے ہندی روپ کی طرف میں نے دھیان دیا- یہہ سمجھکر کہ اس کے ذریعہ صوبائی بھاشاؤں کو ہم ایک راشٹر بھاشا کی طرف لگا سکینگے - میں مانتا ہوں کہ پورا کام تب ہی کیا جاسکتا ہے کہ جب ہم اردو والوں کو بھی اپنے ساتھہ لے سکیں - لیکن اُس کام کو بیوہارک نہ دیکھکر دیش کی دوسری بھاشا بولنے والی بڑی جنتا کو ہندی کے حق میں کرنا ایک بہت بڑا کام قومیت کی ترقی کے لئے ہے - اس طرح اس خیال سے میں نے کام کیا ہے- اردو کی مخالفت کا تو میرے سامنے سوال ہو ہی نہیں سکتا - میں تو اردو والوں کو بھی ایسی بھاشا کی طرف کھینچنا چاہونگا- جسے میں راشٹر بھاشا کہوں اور اُس کھینچنے کے جوابی کام میں قدرتی طور پر اردو والوں کی صلاح لیکر بھاشا میں تبدیلی کے لئے بھی بہت دور تک کچھہ طے شدہ اصولوں کی بناء پر جانے کو تیار ہوں - لیکن جب تک وہ کام نہیں ہوتا تب تک اسی کو بہتر سمجھتا ہوں کہ ہندی کے ذریعہ راشٹر کے بہت بڑے حصوں میں ایکتا قائم ہو - آپ نے جس طرح کام اٹھایا ہے وہ اوپر میرے عرض کئے ہوئے کام سے بالکل

الگ ہے ۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن آپ اپنا کام نہیں بنا سکتا ۔ آپ نے گجرات کے لوگوں میں پریشانی پیدا ہونے کی بات لکھی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو آپ مہربانی کر کے سوچیں کہ اس کی وجہ کیا ہے ۔ مجھے یہہ دکھائی دیتا ہے کہ گجرات کے لوگوں (اور دوسرے صوبوں کے لوگوں) کے دلوں میں دونوں لپیوں کے سیکھنے کا اصول گھس نہیں رہا ہے ۔ لیکن آپ کی شخصیت اس طرح کی ہے کہ جب آپ کوئی بات کہتے ہیں تو قدرتاً طبیعت چاہتی ہے کہ اس کو پورا کیا جائے ۔ میری بھی تو ایسی ہی خواہش ہوتی ہے ۔ لیکن عقل آپ کے بتائے راستے کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور اسے منظور نہیں کرتی ۔ آپ نے پیرین بہن کے بارے میں لکھا ہے ۔ یہہ سچ ہے کہ وہ دونوں کام کرنا چاہتی ہیں ۔ اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔ راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی اور ہندوستانی پرچار سبھا کے کام کرنے والوں میں اختلاف نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے کاموں کو فراخ دلی سے دیکھیں اس میں یہہ بات مدد گار ہوگی کہ ہندوستانی پرچار سبھا اور راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی کا کام الگ الگ سنستھاوں کے ذریعہ ہو، ایک ہی سنستھا کے ذریعہ نہ چلے ۔ ایک کے ممبر دوسرے کے ممبر ہوں لیکن ایک ہی عہدے دار دونوں سنستھاوں

کے ہونے سے بیوہارک مشکلات اور خیالوں میں فرق ہوگا ۔ اس لئے عہدے دار الگ الگ ہوں ۔ آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اس اصول پر آپ سے سنہ ۱۹۴۲ع میں باتیں ہوئی تھیں ۔ جب ہندستانی پرچار سبھا بننے لگی اس وقت میں نے عرض کی تھی کہ راشٹر بھاشا پرچار سمتی کا منتری اور ہندستانی پرچار سبھا کا منتری ایک ہونا مناسب نہیں۔آپ نے اسے منظور بھی کیا تھا ۔ اور جب آپ نے شری من نارائن جی کے لئے ہندستانی پرچار سبھا کا منتری بننا ضروری بتایا تب ھی آپ کی صلاح سے یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے منتری پد کے لئے بھیجا جائے ۔ اور اس کے کچھہ دن بعد آنند کو سلیاین جی بھیجے گئے تھے ۔ یہی اصول پیرین بہن کے سمبندھ میں لاگو ہے ۔ جس طرح شری من نارائن جی ہندستانی پرچار سبھا کے منتری ہوتے ہوئے راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے کرتا دھرتا بھی رہے ہیں اسی طرح پیرین بہن دونوں سنستھاؤں میں سے ایک کی سکریٹری ہوں اور دوسری میں کھل کر کام کریں ۔ اس میں تو کوئی مشکل نہیں ھے ۔ یہی اصول سب صوبوں کے حق میں قائم رہے گا ۔ شاید شری من نارائن جی ان سب جگہوں میں جہاں راشٹر بھاشا پرچار سمتی کا کام ہو رہا ہے ہندستانی پرچار

سبھا کی شاخین کھولنے کی کوشش کرینگے - انہون نے راشٹر بھاشا پر چار سمتی کے کچھہ عہدے دارون سے هندستانی پرچار سبھا کا کام کرنے کے لئے چھٹی پتری بھی کی هے - آپس مین اختلاف نه هو اس کے لئے یہه راسته مناسب هے که دونون سنستھاؤن کی شاخین الگ الگ هون اور آن کے بڑے بڑے عہدے دار الگ هون - ساتھه هی میل اور سمجھوته رکھنے کے لئے دونون کی ممبری سب کے لئے کھلی رهی هے - یہه تو میری عقل مین ایسا کام هے جس کا سواگت هونا چاهئے - آپ نے میرے بیان کو پڑھنے کی مہربانی کی اور اس سے آپ نے یہه نتیجه نکالا که هندستانی پرچار سبھا بالکل میرا هی کام کریگی اور مجھے آسکا ممبر هونا چاهئے - آپ نے یہه بھی لکھا هے که آپ نے مجھے ممبر هونے کے لئے کہا تھا لیکن مین نے یہه کہه کر انکار کیا که جب تک عبدالحق صاحب آس کے ممبر نه بنینگے مین بھی باهر رهونگا - یہه سچ هے که مین هندستانی پرچار سبھا کا ممبر نہین بنا هون، اس سمبندھ مین سنه ۴۲ مین کاکا کالیلکر جی نے مجھه سے کہا تھا اور حال مین ڈاکٹر تارا چند نے - آپ نے بمبئی پنچ گنی جانے سے پہلے ایک لفافه مین دو خط مجھے بھیجے تھے - آن مین سے ایک مین آپ نے اس بارے مین لکھا تھا - لیکن مجھے بالکل یاد نہین هے که کبھی آپ نے

زبانی مجھہ سے ھندستانی پرچار سبھا کا ممبر بننے کے لئے
کہا ھو اور میں نے عبدالحق صاحب کا حوالہ دے کر انکار
کیا ھو۔ مجھے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ آپ نے ایك سنی ھوئی
بات کو اپنے سامنے کی بات میں یادداشت کی غلطی سے
بدل دیا ھے۔ سنہ ۴۲ میں کاکا جی نے جب چرچا کی اس وقت
میں نے ان سے مولوی عبدالحق اور اردو والوں کو لانے
کی بات ضرور کہی تھی۔ مطلب وھی تھا جو آج بھی ھے۔
یعنی یہہ کہ جب تك اردو اور ھندی کے لیکھك ھندی اور
اردو کے ملاپ میں شریك نہیں ھوتے تب تك یہہ کوشش
کامیاب نہیں ھو سکتی۔ ھندستانی پرچار سبھا اگر اس کام
میں کچھہ بھی کامیابی حاصل کرے گی تو وہ ضرور میری
مبارك باد کی مستحق ھوگی۔ آج تو ھندستانی پرچار سبھا
میں شامل ھونے میں میری مشکل اس لئے بڑھ گئی ھے
کہ وہ ھندی اور اردو دونوں کو ملانے کے سوا ھندی اور
اردو دونوں شیلوں اور لپیوں کو الگ الگ ھر ایك دیش
داسی کو سکھانے کی بات کرتی ھے۔ یہہ میں نے آپ
کے خط کی باتوں کا جواب دیا۔ اب میری عرض ھے کہ ان
باتوں سے یہہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ یا ھندستانی پرچار
سبھا کے دوسرے ممبر سمیلن سے الگ ھوں۔ سمیلن دل سے
آپ سب کو اپنے اندر رکھنا چاھتا ھے۔ آپ کے رھنے سے
وہ اپنی شان سمجھتا ھے۔ آپ آج جو کام کرنا چاھتے

ہیں وہ سمیلن کا اپنا کام نہیں ہے لیکن سمیلن جتنا کرتا ہے وہ آپ کا کام ہے۔ اپ آس سے الگ جو کرنا چاہتے ہیں اسے سمیلن میں رہتے ہوئے بھی ازادی سے کرسکتے ہیں۔

داس
(پرشوتم داس ٹنڈن)

سیوا گرام
۱۵ - ۷ - ۴۵

بھائی ٹنڈن جی

اپکا تاریخ ۴۵ - ۷ - ۱۱ کا خط ملا۔ میں نے دوبارہ پڑھا۔ بعد میں بھائی کشور لال بھائی کو دیا۔ وہ ازاد خیال کے ہیں اپ جانتے ہوں گے۔ انہوں نے لکھا ہے سو بھی بھیجتا ہوں۔ میں تو اتنا ہی کہوں گا کہ جہاں تک ہوسکا میں اپ کے پریم میں بندھا رہا ہوں۔ اب وقت ایا ہے کہ وہ ہی پریم مجھے اپ سے علیحدہ کرائے گا۔ میں اپنی بات نہیں سمجھا سکا ہوں۔ یہی خط اپ سمیلن کی مستقل کمیٹی کے سامنے رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ سمیلن نے ہندی کی میری تشریح اپنائی نہیں ہے۔ اب تو میرے وچار اسی سمت میں اگے بڑھے ہیں۔ راشٹر بھاشا کی میری تشریح میں ہندی اور اردو لپی اور

دو نوں شیلی کا گیان اتنا ہے ایسا ہونے ہی سے دونوں کا ملاپ ہو سکیگا۔ مجھے ڈر ہے کہ میری بات سمیلن کو چبھیگی اس لئے میرا استعفی قبول کیا جائے۔ ہندستانی پرچار کا مشکل کام کرتے ہوئے میں ہندی کی سیوا کرونگا اور اردو کی بھی —

آپ کا

(م ـ ک ـ گاندھی)

کراستھہ ویسٹ روڈ الہ اباد

۳۵ — ۸ — ۲

پوجیہ باپو جی' پرنام'

اپ کا ۱۵ جولائی کا خط ملا میں اپ کے حکم کے مطابق افسوس کے ساتھہ اپ کا خط مستقل کیٹی کے سامنے رکھہ دونگا۔ مجھے تو جو عرض کرنا تھا اپنے پچھلے دو خطوں میں کر چکا۔ آپ کے خط کے ساتھہ بھائی کشورلال مشروالا جی کا خط ملا ہے ان کو میں الگ جواب لکھا رہا ہوں وہ اس کے ساتھہ ہے مہربانی کر کے انہیں دے دیجیئے گا۔

داس

(پرشوتم داس ٹنڈن)

ہندستانی کیوں؟

مجھے اج دو گرنتھہ دئے گئے ہیں۔ وہ دونوں اونچی زبان میں لکھے گئے ہیں لیکن ایک ہی لپی میں — ہمارا

کاروبار دونون لپیون مین هونا چاهئے کیونکہ هندستانی کی دو لپیان هین - اتنا تو همین کرنا هی چاهئے ....
اپ سب لوگ هندستانی سیکهہ لین؛ کوئی ادمی یہان اتر سے اور اتر سے هی کیون، اندهرا دیس سے، تامل دیش مین چلا اے تو اس سے کہنا کہ یہان کی چارون زبانین سیکھو، چار هی کیون، دس بارہ زبان سیکهہ لو، یہہ کوی نئی بات نہین هے - لیکن جتنی طاقت اپ کو اس مین خرچ کرنی پڑتی هے اس مین سے اگر کچهہ بهی اپ هندستانی کے لئے خرچ کرین تو اسانی سے اپ هندستانی سیکهہ سکتے هین - هندستانی هندستان کی بهاشا هے - وہ سب صوبون کی بهاشا هونی چاهئے، اس کے یہہ معنی نہین هین کہ تامل ناڈ مین تامل کا، اندهر دیش مین تیلگو کا، ملابار مین ملیالم کا، اور کرناٹک مین کنٹری کا، کوئی استهان نہین هے - صوبون کی اپنی اپنی بهاشائین هین اور هونی چاهین - لیکن جب هم ایک دوسرے صوبے مین چلے جاتے هین تو هماری ایک ایسی عام بهاشا هونی چاهئے جو سب لوگ سمجهہ سکین - هو سکتا هے کہ سب کے سب نہ سمجهین لیکن اتنا تو هو سکتا هے کہ زیادہ سے زیادہ سمجهین - یہہ تبهی هو سکتا هے جب لوگ جان بوجهہ کر اور دهیان سے هندستانی سمجهہ لین اور سیکهہ لین - تب لوگون مین ایک طرح کی هندستانی فضا بن جاتی هے -

اس میں ضرور تھوڑی سی محنت ہوگی، لیکن جب ایک بار ماحول بن جائے گا تو اسے سمجھانے کے لئے کسی کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑیگی - اس فضا میں سے وہ اپنی ضرورت کی چیز کھینچ لئے گا - ہندستانی کا جب ماحول پھیل جاتا ہے تب ہم اس میں سے اپنی ضرورت کی چیز کو لے لیں گے جیسے کہیں سنگیت چلتا ہے، وہ بھی مدھر سنگیت، تو آپ اس کو سمجھہ لیتے ہیں، محسوس کر لیتے ہیں، وہ مجھہ کو سکھانے کی ضرورت ہی کیا ؟ ایسے ہی اگر ہندستانی کو کڑوروں آدمی سمجھنے لگ جائیں تو دیش میں ایک ہندستانی فضا بن جائے گی اور اس سے ہندستانی عام ہوگی اور آسان ہوگی- مجھہ کو دکھہ ہے کہ اپ لوگ وہ سب جو میں کہہ رہا ہوں پوری طرح سمجھتے نہیں - اپ مجھہ سے بڑی محبت کرتے ہیں کیونکہ اپ جانتے ہیں کہ میں کنگالوں کی اور، غریب لوگوں کی سیوا کرتا ہوں - اگر میں ہندستانی میں بولوں تو بھی اپ اسے شانتی سے سن لیتے ہیں، وجہ یہہ کہ میری اواز اپ لوگوں کو مدھر لگتی ہے - میں اج تو یہاں سیدھی کام کی بات کہہ رہا ہوں - کام کی بات کہوں تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپ سمجھہ سکتے ہیں میں اپ کو ایک اور گر، بھید، اور رھس بتاتا ہوں - ہندستانی میں پریم بھی ہے؛ وہ یہہ ہے کہ جب ایک ادمی

کے دل میں ہندستانی کا پریم جاگ جائے گا تب وہ اپنی لڑکی سے، پتنی سے، اسی زبان میں بولنے لگے گا۔ اگر وہ نوکر رکھتا ہے تو اس سے اور اپنے دوستوں سے بھی اسی میں بولیگا۔ لیکن آج تو گھر گھر میں انگریزی زبان کا پرچار ہے۔ انگریزی زبان کی شراب لوگوں نے پی لی، اور آج کلبوں میں، گھروں میں، سب جگہ وہ انگریزی زبان ہی بولتے ہیں۔ ہندستانی تہذیب اُن میں نہیں رہتی۔ ایسی حالت اور کہیں نہیں ہے۔ صرف ہمارے غلام ملک ہندستان میں یہہ حالت ہے۔ ہم نے اپنے کو غلامی کی زنجیر میں باندہ لیا ہے۔ آپ کو محنت کر کے، ہمت کر کے، اپنے گھروں میں بھی یہی بھاشا بولنی چاہئے، باہر تو آپ بولیں گے ہی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سب کے سب ہندستانی سیکھہ لیں۔

۲۷ برس کی محنت کے بعد آج اپنا کام ہوا ہے کہ ہندستانی میں جب میں بولتا ہوں تو میری زبان سامنے والے جو یہاں ہیں کچھہ تو سمجھتے ہیں۔ ہندستانی کوئی مشکل زبان نہیں ہے۔ آپ دکھن کے لوگوں میں عقل ہے اور سمجھہ بھی، دکھن کے لوگ سارے ہندستان میں پھیلے ہوئے ہیں، وہ وہاں کیوں جاتے ہیں؟ ۔ اس لئے کہ وہاں کے لوگوں کو اُن کی ضرورت ہے۔ اُن کی چترائی کی اور سمجھہ بوجھہ کی ضرورت ہے۔ ابھی

ابھی آپ نے سنا ھے کہ نئی ھندستانی کے سبق چھہ ھفتوں میں سکھانے کا انتظام کیا گیا ھے ۔ اس میں زیادہ کوئی محنت نہیں ھے ۔ جہاں پریم ہے وہاں محنت کی کوئی جگہ نہیں رھیگی ۔ ھماری سبھا کا نام ھندی پرچار سبھا ھے ، اب اسکا نام ھندی پرچار سبھا نہیں رھے گا ۔ ھندی شبد کے بدلے اب ھمیں ھندستانی شبد لینا ھے ۔ ھندستانی سب لوگوں کو سمجھنا چاھئے ۔ یہاں میں عقل سے کام کرنے کے لئے آیا ھوں شبہ کی یہاں گنجائش نہیں ۔ یہاں عقل سے کام لینا ھے ۔ اس وقت شبہ کا نام میں لینا نہیں چاھتا ورنہ وہ پاگل پن ھوگا یہاں میں صرف عقل کو استعمال کرنا چاھتا ھوں ۔ ھندستان کی ۴۰ کڑوڑ کی آبادی ھے ۔ جب میں آردو کی بات کرتا ھوں تو ایسا سمجھا جاتا ھے کہ یہہ مسلمانوں کی بھاشا ھے ۔ ویسے ھی ھندی کی بات کرتا ھوں ، تو وہ ھندؤں کی بھاشا ھے ۔ اب یہاں تو آپکو ایک قوم کی بھاشا سکھانے کی بات نہیں ھے ، ایک دھرم کی بھاشا سکھانے کی بات نہیں ھے ۔ آپ میں سے کچھہ جانتے ھونگے کہ پنجاب میں سب پڑھے لکھے ھندو اور مسلم آردو جانتے ھیں ، وہ ھندی بول نہیں سکتے ۔ کشمیر میں بھی اسی طرح اچھی آردو لکھنے والے ھندو ھیں ۔ سنسکرت بھری ھندی وہ نہیں سمجھتے ، آردو سمجھتے ھیں ۔ اس لئے میں آپ سے کہونگا کہ آپ کا

یہہ دھرم ہے کہ آپ آردو لپی بھی سیکھیں - یہہ کوئی نئی بات میں آپ کو نہیں کہہ رہا ہوں - جب میں پہلے اندور کے ہندی ساہتیہ سمیلن میں گیا ' تب جمنا لال جی کی مدد سے دکھن میں ہندی پرچار کا کام شروع ہوا - اس کام کی جڑ وہ ہے - اسی وقت یہہ کہا گیا تھا کہ ہندی وہ بھاشا ہے جو آنر کے مسلمان اور ہندو دونوں بولتے ہیں اور جسے دونوں لپیوں میں لکھتے ہیں - آردو اور دیوناگری لپی کے بارے میں اس وقت میں نے جو کہا تھا وہی اب میں دھرا رہا ہوں - راشٹر بھاشا کا پرچار کرتے ہوئے ہم اس طرف چلے جائیں اور ہمارا کام برابر ہوتا رہے تو ہم کہہ سکتے ہیں اور تب ہی ہمیں یہہ کہنے کا حق ہوگا کہ یہہ ہندستان ہمارا ہے .... ہم اپنے کو ہندستانی کہتے ہیں - ہندستانی بننا اور رہنا چاہتے ہیں - تو آپ کا پورا فرض ہو جاتا ہے کہ دونوں لپیوں میں ہندستانی بھاشا سیکھیں -

(تقریر - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۶ع کو ہندی پرچار سبھا کے جلسہ میں)

کروڑوں کی راشٹر بھاشا

آج کا کام ایک نیک کام ہے - کئی برس کے بعد میں یہاں خاص اس میلے میں حصہ لینے کے لئے آیا ہوں -

ہمارے سامنے کام تو کافی پڑا ہے تھوڑا تھوڑا کرکے ہم پورا کر لینگے جبکہ ہم یہاں ایک نیک کام کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں - یہاں جن جن لڑکے لڑکیوں کو ڈگریاں دینے کے لئے میں آیا ہوں انہیں خبردار کرکے سمجھاتا ہوں کہ ہمارا جو کام ہے وہ انہیں سمجھکر کرنا ہے - عقل سے خالی انسان اور پشو تو ایک سے ہیں - آج جنہیں ڈگریاں ملیں گی وہ بعد میں تو ہمارا ہی کام کرینگے، ہندستانی کا پرچار کرینگے - اس لئے آپ سب کے پاس یہہ سمجھہ کی دولت تو ضرور ہونی چاهئے- یہہ دولت اگر آپ کے پاس نہ ہو تو آپ یہہ کام کیسے کر سکینگے- دوسری بات جو میں آج کہنے والا ہوں وہ یہہ ہے کہ آج آپ لوگ جو قسم لینگے اس میں ہماری راشٹر بھاشا کا نام ہندی کے بجائے ہندستانی رہیگا - ہماری راشٹر بھاشا ایک لپی میں نہیں بلکہ دولپیوں میں لکھی جائیگی - راشٹر بھاشا پرچار کام کے لئے پیسہ دینے والوں کو بھی یہہ بات پہلے سمجھا دینی چاهئے - ہمارا کام انہیں پسند ہے یا نہیں، یہہ دیکھکر مدد دیں - کام جو چلتا ہے، وہ کوڑی سے ہی چلتا ہے - لیکن کوڑی بھی کام کے پیچھے پیچھے چلتی ہے - اگر ہم اس چیز کو ٹھیک نہیں سمجھتے جس کا کہ ہم پرچار کرتے ہیں تب تو وہ سب فضول ہے - یہہ ایک

اصول نہیں بلکہ پختہ تجربہ ہے ۔ ہماری راشٹر بھاشا انگریزی نہیں ہوسکتی ہے ۔ ہمارے دل سے ہندی شبد کے بدلے میں ہندستانی شبد نکلنا چاہتا ہے ۔

اور ایسے ہی بھارت کے چالیس کروڑ کے دل ہوجائیں، وہ بھی ازاد بھارت کے، تو ہماری راشٹر بھاشا سوائے ہندستانی کے دوسری کیسے رہ سکتی ہے اس ہندستانی کو آپ اچھی طرح سمجھہ لیں ۔ ہندستانی تو ہندو اور مسلمان دونوں بولتے ہیں لیکن آس میں اج کل دو قسمیں ہو گئی ہیں۔ سنسکرت سے لدی ہندی اور اور فارسی ملی مشکل اردو ۔ سنسکرت لدی ہندی میں سنسکرت شبدوں کی باڑہ ائی ہے اور فارسی ملی اردو میں فارسی اور عربی شبدوں کی باڑہ اگئی ہے ....

.... ہندی اور اردو دوندیاں ہیں اور ہندستانی ساگر ہے ۔ ان دونوں مین سے ہمیں کسی سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں تو دونوں کو اپنانا ہے۔ ہندستانی کا پیٹ اتنا بڑا ہے کہ وہ دونوں کو اپنا لیگی ۔

اس کا نتیجه کیا هوگا؟ - وه ایك بهارتی اور اونچی بهاشا بن جائیگی جیسے همارے اور دنیا کے لوگ سیکهیں کے - هندستان میں کڑوروں لوگوں کی آبادی هے، هندستانی آن کڑوڑوں آدمیوں کی، اور وه بهی آزاد آدمیوں کی، بهاشا بن جائیگی - تو سچ مچ وه ایك بڑی بات هوگی - آج جو لڑکے ڈگریاں لینے آئے هیں وه اس بات کو کسی طرح سمجهه لیں اور اس کے مطابق کام کریں -

(تقریر - ۲۷ جنوری سنه ۱۹۴۶ع - مدراس کے " دکهن بهارت هندی پرچار سبها " کے جلسه میں)

هندستانی بنام انگریزی

هندستانی سے کسی هند میں رهنے والے کو نفرت کیسے هوسکتی هے؟ سنسکرت لدی بهاشا چاهنے والے ڈرتے هیں که هندی کو نقصان پهنچے گا، اردو بولنے والے ڈرتے هیں که فارسی عربی ملی اردو کا نقصان هوگا، دونوں کا ڈر نکما هے -

پرچار سے کوی بهاشا نهیں پهیلتی - ایسا هوتا تو "وولا پك" یا ایسپیرینٹو، کو جنتا میں جگه ملتی - لیکن ایسا نهیں هوا چند لوگوں کی ضد سے بهی کسی بهاشا کو جگه نهیں ملا کرتی - لیکن جو لوگ طاقت ور، محنتی، مخلص بهادر، بیوپاری هیں آن کی بهاشا چلتی هے اور طاقت ور بنتی

ہے - کوشش کرنا ہمارا کام ہے - لوگ جسے اپنا لینگے
وہی آن کی بھاشا بن سکتی ہے- گو کہ انگریزی طاقت ور
بھاشا ہے تو بھی وہ راشٹر بھاشا تو بن ہی نہیں سکتی
اگر انگریزون کا راج جب تک سورج اور چاند ہیں
تب تک رہنے والا ہے تو وہ آن کے عملون کی بھاشا
ضرور ہوگی - لیکن عام جنتا کی کبھی نہیں - اب تو ہم
یہہ جانتے ہیں کہ انگریزی راج ٹوٹنے والا ہے، شائد
اسی برس میں وہ ختم ہو جائے گا - وہ خود یہہ کہتے
ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں- ایسی حالت مین ہماری راشٹر
بھاشا ہندستانی کے سوائے اور کوئی ہو ھی نہیں سکتی -

آج کی ہندستانی کی دو شکلین ہین ، ہندی اور آردو،
ہندی ناگری لپی میں لکھی جاتی ہے ، آردو ، آردو لپی
میں- ایک کی سینچائی ہوتی ہے سنسکرت سے، دوسری کی
عربی فارسی سے، اس لئے اج تو دونون کو رہنا ہے-
دونون ہی کے ملنے سے ہندستانی بنیگی - آئندہ آس کی
کیا شکل ہوگی ہم نہیں جانتے نہ کوئی کہہ سکتا ہے -
جاننے کی ضرورت ھی نہین - ۲۳ کڑور سے زیادہ
لوگ آج ہندستانی بولتے ہیں جب آبادی تیس کڑور
کی تھی تب ہندستانی بھاشا بولنے والون کی تعداد ۲۳
کڑور تھی - اگر ہم چالیس کڑور ہوگئے ہیں تو دونون
شکلون میں بولنے والے زیادہ ہونے چاہین - سو کچھہ
بھی ہو راشٹر بھاشا اسی میں ہے- دونون بہنون کو آپس

اختیار کرین گے ؟ مین کہتا ہون کہ جو میری دیوانگی کہی
جاتی ہے اُس کا یہی ایك خاص مقصد ہے ۔ کسی خاص
کام کی اہمیت کو جانچنے کا حقیقی معیار یہہ ہے کہ اگر
کوئی شخص بہی اُس کو اختیار نہ کرے تب بہی وہ
مبلغ کے لئے اسطرح بیکار نہ ہو جیسے ریتے کی
رسی بٹنا ۔ ہندستانی کے متعلق مین اپنی تحریك کو
اس معیار سے جانچتا ہون تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر
تنہا مین ہی ہندستان مین ایك شخص ہون جو دونون
رسم الخط جانتا ہو اور اُردو ہندی کو یکسان اسانی سے
سمجہتا ہو تو ایسا شخص ایك قابل قدر جانکار کی حثیت
سے دیکہا جائے گا اور پاکستان اور ہندستان دونون مین
اسکی ضرورت محسوس ہو گی .... یہہ ایك نتنہ
انگیز اشارا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے آخری زمانہ
مین صرف مقبول عام مقاصد ہی کی تائید کیا کرے ۔ مقبول
عام مقاصد کو کسی مزید تائید کی ضرورت نہین ہوا
کرتی اور اکثر مقبول عام مقاصد کا عام توہمات کی
طرح پوری طاقت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ' خواہ طاقت
کتنی ہی کم ہو ۔ مین حاضرین سے کہتا ہون کہ وہ دیوانگی
کے اس طوفان کا مقابلہ کرین جو تمام ملك پر چہارہا ہے
کوئی مقصد جو فی الاصل مبنی بر انصاف ہو موہوم
یا تائید سے محروم نہین کہا جاسکتا ۔

(پراتہنا ۔ ہریجن ۔ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۵۰)

قومی زبان

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قومی زبان کے متعلق یہہ جھگڑا کھڑا
ہو گیا ہے کہ قومی زبان کیا ہو - مجھہ سے کہا گیا
ہے کہ وہ ہندی ہوگی جو دیوناگری حروف
مین لکھی جائے گی - مین تو کبھی اس پر
رضامند نہین ہو سکتا - مین دو دفعہ ہندی ساہتیہ
سمیلن کا صدر رہ چکا ہون - مین ہندی یا آردو کا دشمن
نہین ہو سکتا - لیکن مین یہہ سمجھہ چکا ہون
کہ عوام کی زبان اور ہندستان کی قومی
زبان صرف وہی ہو سکتی ہے جو اردو
ہندی کا مرکب ہو اور دیوناگری اور آردو دونون
رسم الخط مین لکھی جائے، یعنی ہندستان مین بہت
سے ہندوؤن کو جانتا ہون، قطع نظر مسلمانون کے، جو
سنسکرت ملی ہوئی ہندی کو نہین سمجھہ سکتے اور نہ
دیوناگری رسم الخط مین لکھہ سکتے ہین - لہذا مین تو
ہندستانی ہی زبان پر زور دیتا رہون گا چاہے مین
اوسکی تائید مین بالکل تنہا رہون - آج مسلمان اپنے
کو ہندوؤن کا دشمن سمجھین مگر ہندستان کو انہین اپنے
ساتھہ متفق کرنا ہے، نہ تو چاپلوسی سے، نہ خوشامد سے

اور نہ دشمنی کے ذریعہ سے - یہہ تو صرف دوستی ہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جو بہادروں کا عدم تشدد ہے۔ میں تو کبھی بزدلی کا سبق نہیں دے سکتا، میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں لیکن میرا مذہب مجھے تمام مذاہب کے ساتھہ یکساں رواداری سکھاتا ہے -

(هریجن - ۲ اگست سنه ۱۹۴۷ ع)

ایک خط اور اوس کا جواب

"شری متی پیرین بین کیپٹن لکھتی ہیں" -

"دلی ریڈیو پر مجھے یہہ سنکر بڑا درد اور شرم معلوم ہوئی کہ وردھان سبھا کے کچھہ اپنے ہی لوگ ہماری اس راشٹر بھاشا کو گدی سے اتارنا چاہتے ہیں جس کے لئے ہم برسوں سے لڑتے رہے ہیں - سب سے زیادہ چوٹ لگانے والی بات تو یہہ ہے کہ کانگریس کے کئی پرانے لوگ بھی آج اس طرح اپنا دماغ کھو بیٹھے ہیں کہ جس چیز کو انہوں نے محنت سے بنایا، جسے پیار سے اپنایا، اسی کو توڑنے پر تیار ہو گئے ہیں - مجھے آشا تھی کہ ہمارے بڑے بڑے نیتا تو عقلمندی اور راج نیتی سے کام لیں گے - مہربانی کر کے صاف صاف لکھئے کہ آپ اس بارے میں کیا چاہتے ہیں -

(۱) ہماری ہندستانی کمیٹی کیا کرے -

(۲) ہمارے ایماندار اور تیاگ کا جذبہ رکھنے والے ہندستانی پر چار کیا کریں -

(۳) ہمارے دیش کے رہنے والے جو ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی اور یہودی کانگریس کے ذریعہ مانی ہوئی ہندستانی کو منظور کر چکے ہیں اور اسے پیار کرتے ہیں وہ کیا کریں -

میں جانتی ہوں کہ آپ بہت سے کاموں میں پھنسے ہوئے ہیں مگر اس کام کے لئے بھی آپ کو چند منٹ تو نکالنے ہی ہونگے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہہ اچھے دنوں میں ملک کو ایک کرنے والی مضبوط سے مضبوط ایک کڑی ہے - ہم نے تو اکھنڈ ہندستان کی تصویر اپنی آنکھوں کے سامنے ہمیشہ رکھی ہے اور اسی کے لئے ساری زندگی کام کیا ہے - کل ہماری ایک کلاس کے قریب ۲۵ نوجوان میرے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں تو ہندستانی پیاری ہے، ادب کے ہندی اور اردو دونوں روپ پیارے ہیں، ہم ہندستانی کی راشٹر اہمیت بھی جانتے ہیں کچھ تنگ دل لوگ کیوں ہمارا دائرہ محدود کرنا چاہتے ہیں - مہربانی کرکے ہمارے دوستوں کو دشمنی اور نفرت کے پنجے میں پھنسکر دور اندیشی کھونے سے روکئے - نہیں تو کنیا کماری سے لیکر کشمیر تک اور آسام سے لیکر سندھ تک کے سارے دیش کو سچی

دوستی اور دلی محبت کی زنجیر میں باندھنے کی امید ختم هو جائیگی ۔ پیارے بہن بھائی کی طرح بہت سے دوستوں نے دیش بھگت بھی چاھے وہ کانگریس والے کہلاتے ہوں یا نہ کہلاتے ہوں، بہت دکھی ہیں ۔ یہہ خط لکھے جانے کے بعد راشٹر بھاشا کے سوال کا فیصلہ قریب دو ماہ کے لئے ملتوی ہو گیا ھے ۔ جب وردھان سبھا پھر ملے گی تب اس چیز کا فیصلہ ہوگا ۔ یہہ اچھی بات ھے ۔ اس سے لوگوں کو ٹھنڈے دل اور صاف دماغ سے سوچنے کا موقعہ ملیگا، هندوؤں کو اپنے ظاہر یا غیر ظاہر برتاؤ سے مسلم لیگ کے اس بیان کو غلط ثابت کر دکھانا ھے کہ هندستان کے هندوؤں اور مسلمانوں کا دھرم الگ ھے اور اس لئے وہ ایک نہیں بلکہ دو راشٹر ہیں، کانگریس کی پیدایش سے ہی کانگریس والوں نے یہہ اعلان کیا ھے کہ هندستان ایک راشٹر ھے جس میں دنیا کے هر دھرم اور هر فرقے کے لوگ رهتے ہیں، کانگریس سے کئی بار بھولیں ہوئی ہیں ۔ پھر بھی کسوٹی کے وقت اکثر آنے اپنے اس دعوی کو ثابت کر دکھایا ھے کہ هندستان کے رهنے والے سارے هندستانی ایک راشٹر ہیں، پیارے بہن دادا بھائی ناروجی کی پوتی ہیں ۔ وہ هندستان کے بڑے پتا تھے اور همیشہ رهیں گے ۔ فیروز شاہ مہتا بمبئی صوبے کے بے تاج کے بادشاہ تھے اور دادا بھائی ناروجی کے سورگ باسی

ہونے کے بعد کانگریس میں ان ہی کی چلتی تھی - یہہ حق انہیں
ان کی بے لوث سیوا کی وجہ سے ملا تھا - اور بدرالدین
طیب جی کون تھے - وہ ایک وقت کانگریس کے پریزیڈنٹ
تھے - کیا وہ پکے مسلمان نہ تھے ، مسلمان ہونے کی
وجہ سے کیا ان کے ہندستانی ہونے میں کوئی کمی تھی -
ہندستان میں کئی دھرم ہیں مگر راشٹر ایک ہی ہے -
اور یہہ بات میں آج بھی کہنے کی ہمت کرتا ہوں جب
کہ ہندستان کے دو ٹکرے ہو چکے ہیں - یہہ ٹکرے شاید
لمبے عرصے تک قایم رہیں ، مگر ہمیں ایک منٹ کے لئے
بھی ایک دوسرے کا دشمن نہیں بننا چاہئے - لڑائی کے لئے
دو کی ضرورت ہوتی ہے - تالی دو ہاتھہ سے بجتی ہے -
مگر دوستی ایک طرف سے بھی ہو سکتی ہے - دوستی
سودا نہیں - یہہ دوستی جسکا دوسرا نام اھنسا یا محبت
ہے بزدلوں کا کام نہیں بلکہ بہادروں اور دور اندیش
لوگوں کا کام ہے -

میں پیرین بہن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ
نہ تو دیوناگری لپی میں لکھی ہوئی اور سنسکرت
شبدوں سے بھری ہوئی ہندی اور نہ فارسی لپی میں لکھی
ہوئی اور فارسی لفظوں سے بھری ہوئی اردو ہی ہندستان
کی دو یا زیادہ جاتیوں کو ایک دوسری سے باندھنے والی
زنجیر بن سکتی ہے - یہہ کام تو دونوں کے میل سے
بنی ہوئی ہندستانی ہی کر سکتی ہے جو دونوں سے

زیادہ قدرتی ھے اور دیوناگری یا فارسی لپی میں لکھی جاتی ھے ۔ ھندی اور اردو کا ملاپ قدرتی طور پر برسوں سے ہوتا آیا ھے ۔ سب قدرتی باتوں کی طرح یہہ بھی دھیمے دھیمے ہو رہا ھے، مگر ہو رہا ھے ۔ یہہ بات پکی ھے ۔ جسطرح میں اردو بھاشا اور لپی سیکھہ رہا ہوں اسی طرح میرا مسلمان بھائی بھی میری بھاشا اور لپی سیکھنے سمجھنے کی کوشش کرتا ھے یا نہیں، اسکی مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو نقصان اسی کا ھے ۔ میں تو اسکی بھاشا سیکھہ کر فائدہ ھی اٹھاتا ہوں ۔ میں نے کئی مولویوں سے باتیں کی ھیں ۔ ھندستانی میں انہیں اپنی بات سمجھانے میں مجھے کوئی دقت نہیں معلوم ہوئی، اگرچہ میں نے انکی فارسی شبدوں سے بھری اونچی اردو بولنے کا ڈھونگ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی ۔ قریب قریب سب مولوی ھندی یا ھندستانی نہیں جانتے، اس میں نقصان انکا ھے ۔ میں نے تو ھمیشہ فائدہ ھی اٹھایا ھے ۔ مجھے یقین ھے کہ جو بات میرے لئے سچ ھے وہ دوسرے بھائیوں کے لئے بھی سچ ھے،

اب پیرین بین کے خاص سوالوں کو لوں :-

(۱) ھندستانی کمیٹی کے ھر ایک ممبر کو اپنے عقیدے پر عمل کرنا ھے، یعنی اسے دونوں لپیاں سیکھنی ھیں اور

ھندی اور اردو کی ملاوٹ سے بنی ہوئی بھاشا ھندستانی پر قابو پانا ھے ـ یہہ تب ھی ھوگا جب سادہ ھندی اور سادہ اردو کی محنت کے ساتھہ مشق کی جائیگی اور یہہ پہلی ضرورت پوری کرنے کے بعد یعنی خود ھندستانی سیکھہ لینے کے بعد آسے (ممبر کو) چاھئے کہ وہ دوسروں کو ھندستانی سیکھنے کے لئے کہے ـ

(۲) اگر ھندستانی پرچارک ایمان دار اور تیاگی ھیں، تو آن کے آس پاس کی فضا پر آن کی بات کا اثر پڑے بنا نہ رھے گا ـ

(۳) جو لوگ ھندستانی کو راشٹر بھاشا مانتے ھیں اور آسے پیار کرتے ھیں، آنہیں اس کا ثبوت دینے کے لئے آن لوگوں سے ھمیشہ صرف ھندستانی میں ھی بولنا چاھئے یا خط لکھنا چاھئے جو آن کی مادری زبان نہیں جانتے ـ اس طرح تامل ناڈ کا آدمی اپنے یہاں کے آدمی سے تامل میں ھی بولے گا، مگر دوسرے صوبوں کے لوگوں کے ساتھہ ھندستانی میں بات کرے گا، آج کی انگریزی میں نہیں ـ

ھریجن سیوک ـ ۳ اگست سنہ ۱۹۴۷ع

کانگریسی بھی اردو کے مخالف

شری مگن بھائی ڈیسائی نے اس خط و کتابت کی نقل مجھے بھیجی ھے جو شری رتن لال پرمکھہ کے ساتھہ ھوئی

شری رتن لال کے خط میں لکھا ھے کہ ' اخباروں میں کانگریس پارٹی کا هندی بھاشا کے بارے میں جو فیصلہ چھپا ھے اس کا لوگوں پر بہت اثر پڑا ھے - اردو لپی سے انہیں اتنی چڑھ ھو گئی ھے کہ وہ کہتے ھیں کہ یہہ زندہ چیز نہیں - کٹر کانگریسی بھی اب تو اردو کی مخالفت کرنے لگے ھیں ' اس لئے اگلی فروری میں ھونے والے هندستانی امتحانوں میں ودیارتھیوں کی تعداد شاید بہت گھٹ جائے گی - میں اشا کرتا ھوں کہ یہہ بات سچ نہیں ھے - گجرات ایسی نادانی نہیں کر سکتا - مجھے اردو لپی لکھنے والے سے کی جانے والی نفرت پسند نہیں ھے ' پھر بھی میں اوسے سمجھہ سکتا ھوں - مگر لپی سے نفرت کیسی؟ ایسا کرنے میں مجھے گجراتیوں کی بیوپاری عقل کی کمی دیکھائی دیتی ھے ' ان میں وچار کی کمی معلوم ھوتی ھے - گجراتی لوگ بیوپار میں دشمن اور دوست میں کوئی فرق نہیں کرتے ' دونوں کا پیسہ انہیں پیارا لگتا ھے - ایسی بیوپاری عقل وہ راج نیتی میں کیوں نہیں دکھاتے؟ مجھے تو دلی میں روز هندو اور مسلمان ملتے رهتے ھیں ' ان میں سے زیادہ تر هندوؤں کی بھاشا میں سنسکرت کے شبد کم سے کم رهتے ھیں ' فارسی کے همیشہ زیادہ - ناگری لپی تو وہ جانتے ھی نہیں - ان کے خط یا تو اردو میں یا ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں

ہوتے ہیں- انگریزی میں لکھنے کے لئے میں انہیں ڈانٹتا ہوں تو وہ اردو لپی میں لکھتے ہیں - اگر راشٹر بھاشا ہندی ہو اور لپی ناگری تو ان سب کا کیا حال ہوگا - لیکن میں یہہ قبول کرتا ہوں کہ ہندستانی پر میرا زور مسلمان بھائیوں کی خاطر ہے - یہاں میں گجرات کے مسلمانوں کی بات نہیں کرتا، وہ تو اردو جانتے ہی نہیں، وہ بہت مشکل سے اردو سیکھتے ہیں، انکی ماتری بھاشا گجراتی ہے - لیکن اتر کے مسلمانوں کی بھاشا ہندستانی ہے، اردو نہیں- یعنی انکی راشٹر بھاشا آسان اردو ہے - گاؤں کے کروڑوں ہندو مسلمان کا کتابوں سے بہت کم لینا دینا ہوتا ہے، ان کی بولی ہندستانی ہے- اس بولی کو مسلمان اردو لپی میں لکھیں گے اور کچھہ ہندو ناگری میں اور کچھہ اردو لپی میں لکھیں گے - اس لئے میرا اور آپ کا یہہ دھرم ہے کہ ہم دونوں لپیوں میں لکھیں - اس دھرم کو گجرات کے بھائی بہنوں نے سمجھہ بوجھہ کر اب تک پالا ہے - انھوں نے ایسا کرنے میں آنند مانا ہے، کڑوا گھونٹ نہیں پیا ہے- اب کیا اردو لپی ان کے لئے کڑوی ہو گئی ہے؟ میرے لئے تو وہ آج کی زہر یلی فضا میں زیادہ میٹھی بن گئی ہے-

مجھے اج پاکستان کے باہر کے مسلمان زیادہ پیارے لگتے ہیں، انھیں اپنی حفاظت کے لئے پاکستان کی طرف نہیں دیکھنا ہے- اگر ایسا

ہوا تو یہہ میرے اور اپ کے ہندو دھرم کے لئے
شرم کی بات ہو گی۔ سناتن ہندو دھرم
کمینہ نہین ہے۔ وہ بڑا فراخ دھرم ہے، وہ
کنوئین کے مینڈک کی طرح کنوئین کو
ہی اپنا دیش نہین مانتا۔ وہ انسان کا
دھرم ہے۔ مہا بھارت کے ایک شرح کرنے
والے نے کہا ہے کہ مہا بھارت انسان کی تاریخ ہے
یہی ٹھیک ہے۔ مگر ایسا ہو یا نہ ہو ہندو شبد سنسکرت
کا نہیں ہے۔ سندھ کے آس پار رہنے والے کو پردیسیوں
نے ہندو کہا اور ہم نے یہہ شبد لے لیا۔ منو کسی ایک
آدمی کا نام نہیں ہے، آن کا بنایا ہوا شاستر انسانی دھرم
کا شاستر کہا جاتا ہے، یہہ شاستر انسان کا ہے، اس مین
اصل اشلوک کون سے ہیں اور بعد میں کون سے جوڑے
گئے ہیں یہہ کہنا مشکل ہے۔ ایسا انسانی دھرم شاستر
سب پر لاگو ہونا چاہئے آس میں جات پات کا فرق نہیں
ہو سکتا۔ اسکے لئے کوئی ہندو نہیں، مسلمان نہیں، پارسی
نہیں، عیسائی نہیں بلکہ سب انسان ہین۔ ایسے شاستر کو
ماننے والے کسی طرح کا بھید بھاؤ کیسے رکھہ سکتے ہین؟
یہہ میرا ہے یہہ پرایا ہے۔ ایسا تو تنگ دل آدمی ہی خیال
کرتے ہیں۔ اس سناتن کہاوت کی بنا پر میرے اور آپ

کے لئے تو یہہ هندستان هے اور یہہ پاکستان هے ایسا فرق
هی نہین رهنا چاهئے ـ آج ایسا ماننے والے آپ اور
مین دو هی هون مگر هم سچے هون گے سچے رهیں گے
تو کل سب همارے جیسے هی بن جاوین گے - کانگریس کی
همیشه ایسی هی فراخ دلی رهی هے - آج اس فراخ دلی
کی اور بهی زیاده ضرورت هے ـ هندستان کے ٹکرے
بندوق کے زور سے نہیں هوے هیں نه انہیں بندوق کے زور
سے جوڑا جاسکتا هے دونون کے دل ایك هون گے تب هی
وه ٹکرے جڑین گے - آج کی تیاری اس کے خلاف هے ـ
اس حالت مین کانگریس والوں کو مضبوط رهنا
چاهے - راشٹر بهاشا دو نهیں ، ایک هی هوسکتی
هے - وه سنسکرت سے بهری هندی یا فارسی
سے بهری اردو نهیں هوسکتی هے - وه تو
هندستانی هی هوسکتی هے جو دونوں کے
سندر سنگم سے هی بن سکتی هے ـ اور اردو
یا ناگری کسی بهی لپی مین لکهی جاسکتی هے ـ خود
دار گجرات تو اس طوفان کے سامنے جهك نه جاتا ،
جن دانتون نے چاول چبائے هیں وه کیا کوئلہ
چباوینگے ؟ میری چلے تو ایسا کبهی نه هونے دوں ـ

آردو لپی سے بھاگ کر ھمیں نامردوں کی طرح پیچھے نہ ھٹنا چاھئی ۔

ھریجن سیوک ۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ع

عقل و فہم کا جرم

اگر ھم اپنی نظرکو فرقہ واری نقطہ نظر سے پاک رکھیں اور اس مسئلہ کو سایئنٹیفک طریقہ سے دیکھیں تو ھم فورا اس نتیجہ پر پہنچیگے کہ خود اپنے مفاد کے لئے ھمیں ھندستان کی قومی زبان ھندستانی کو بنانا چاھئے جو نہ تو سنسکرت کے سانچہ میں ڈھالی ھوئی ھندی ھو اور نہ فارسی کے سانچہ میں ڈھالی ھوئی آردو ، بلکہ دونوں کا ایک خوبصورت مرکب ھو جس میں ملک کی مختلف زبانوں سے بلکہ غیر ملکی زبانوں سے الفاظ بے تکلف لئے جائیں ۔ اپنے کو صرف ھندی یا آردو تک محدود رکھنا عقل و فہم اور قوم پرستی کے خلاف یک جرم ھوگا ۔ انگریزی زبان دنیا میں سب سے زیادہ وسیع ھے اس لئے کہ آس نے تمام زبانوں سے الفاظ لئے ھیں ۔ اگر انگلستان اٹلی ، یونان ، اور جرمنی وغیرہ سے الفاظ لے سکتا ھے تو یہہ بات سمجھہ میں نہیں آتی کہ اس صورت میں

عربی زبان سے الفاظ اپنے میں اس قدر تردد کیوں ہو
جب کہ صرف و نحو کا نقشہ بدستور قایم رہے -

(ہریجن - ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع)

مشترک زبان

اگر ہندستان کے مسلمان ہندستان کے وفادار ہیں اور انہوں نے اپنی آزاد مرضی سے س ملک کو اپنا وطن بنایا ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ دونوں رسم الخط سیکھیں ....یونین کے لئیے ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک ایسی مشترک زبان ہو جو تمام صوبوں میں پڑھی اور لکھی جاسکے میں تو ایک قدم اور آگے جاؤں گا اور کہوں گا کہ اگر دونوں ملک (پاکستان اور ہندستان) ایک دوسرے کے دوست رہیں تو ہندستانی زبان کو اون دونوں کے درمیان مشترک زبان ہونا چاہئیے اسکے یہہ معنے نہیں کہ اردو اور ہندی ایک جداگانہ بولی کی حثیت سے باقی نہ رہیں - ان دونوں کو باقی رہنا چاہئیے اور ترقی کرنی چاہئیے - لیکن اگر ہندستان میں ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذاہب کے لوگ آپس میں دوست ہوں تو انہیں ایک ایسی مشترکہ زباں کو قبول کرنا چاہئیے جو ہندی اور اردو کے اشتراک سے پیدا ہوئی ہے - انہیں دونوں رسم الخط سیکھنے چاہئیں اور یہی انڈین یونین کے ہندو اور مسلمانوں کا امتحان ہوگا - یہہ کہنا غلط ہوگا کہ اگر

یونین کے مسلمان ناگری سیکھنے سے انکار کرین تو ہندستانی زبان قومی زبان نہین بن سکتی - خواہ مسلمان ناگری سیکھیں یا نہ سیکھیں مگر ہندوؤن اور تمام دوسرے مذہب کے لوگون کو دونون رسم الخط سیکھنے چاہئیں- یہہ ممکن ہے کہ موجودہ زہر آلودہ فضا مین یہہ سادہ بات سمجھہ مین نہ آئے - اگر ہندو چاہتے ہین تو وہ اردو زبان اور اردو الفاظ اور اردو رسم الخط کا بائیکاٹ کرین لیکن ایسا کرنے سے نقصان سب ہی کا ہو گا - لہذا جو لوگ ہندستانی پرچار کے کام مین مصروف ہین وہ اپنے اعتقاد اور کوشش کو کمزور نہ کرین..................................

(ہریجن - ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

مجھے دکھہ ہوا

مین نے اخبارون مین ایک پیراگراف دیکھا ہے کہ ابتدا سے صوبہ متحدہ کی سرکاری زبان ہندی دیوناگری رسم الخط کے ساتھہ ہوگی - اس سے مجھے دکھہ ہوا - انڈین یونین مین جتنے مسلمان ہیں اونکے ایک چوتھائی صوبہ متحدہ مین رہتے ہیں - سر تیج بہادر سپرو کی طرح بہت سے ہندو ایسے ہین جو اردو کے عالم ہیں - کیا

وہ آردو رسم الخط کو بھول جائین؟ صحیح بات یہی ہوگی
کہ دونون رسم الخط کو قایم رکھا جائے اور سرکاری
کامون کے لئے آن میں سے کسی ایک کو پسند کرلیا جائے۔
اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون رسم الخط کا سیکھنا
لازمی ہو جائے گا۔ اس طرح زبان خود اپنا راستہ پیدا
کرلیگی اور ھندستانی صوبہ کی زبان بن جائے۔ گی دونون
رسم الخط سے یہہ واقفیت ضایع نہ جائے گی ۔ وہ آن
کر اور آن کی زبان کو مالا مال کردیگی ۔ کسی کو بھی
اس اقدام پر ناراض ہونے کی کوئی وجہہ نہیں ھے۔
انہین چاھئے کہ مسلمانون کے ساتھہ انہیں شہری سمجھہ کر
برتاؤ کریں ۔ مساویانہ برتاؤ کا تقاضہ یہہ ھے کہ آردو
رسم الخط کا بھی احترام کیا جائے انہیں ۔ ایک ایسی
مملکت نہ بنانی چاھئے جہان (مسلمانون کے لئے) عزت کی
زندگی ناممکن ہو جائے ۔ اور ایسا عمل کر کے یہہ دعوی
نہ کرنا چاھئے کہ وہ یہہ نہیں چاھتے کہ مسلمان چلے جائیں
اگر حقیقی طور پر مساویانہ برتاؤ کے باوجود مسلمان پاکستان
جانا چاھیں تو یہہ انکی مرضی ھے ۔ لیکن ھمارے برتاؤ
مین کوئی ایسی بات نہ ہونی چاھئے جو آنہیں خوفزدہ
کر کے بھگا دے۔ ھمارے طرزعمل کو صحیح ہونا چاھئے
تب ھی ہم ھندستان کی خدمت کرسکین گے اور اپنے

دھرم کی حفاظت کرسکینگے۔ مگر ہم مسلمانون کو قتل کرکے
یا آن کو بھگا کر یا آن پر کسی صورت میں جبر کر کے
یہہ مقصد حاصل نہین کرسکتے، ہمین صحیح کام کرنا ہے
بلا لحاظ اس امر کے کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔
(دہلی ڈائری - ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع)

ادنی قوم پرستی

مجھے کوئی شبہ نہیں کہ ہندستانی ہی تمام ہندستانیون کے لئے بہترین بین الصوبائی زبان ہوسکتی ہے۔ نہ تو فارسی کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی آردو، اور نہ سنسکرت کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہندی عوام کے لئے عام طور پر قابل فہم ہوسکتی ہے۔ برطانوی راج کے ختم ہوجانے کے بعد انگریزی زبان کو مشترکہ بول چال کے ذریعہ کی حیثیت سے اور نیز بحیثیت سرکاری زبان کے ختم ہوجانا ہے۔ میں انگریزی زبان کا آس کے اپنے مقام پر احترام کرتا ہون مگر وہ کبھی ہندستان کی قومی زبان نہیں ہوسکتی............ایک دوست نے مجھے یاد دلایا ہے کہ دونون رسم الخط کے سیکھنے پر میرا اصرار ممکن ہے کہ دونون رسم الخط کو اپنی جگہ سے ہٹادے اور رومن رسم الخط کے لئے جگہ پیدا کردے............ میں اس خیال سے متفق نہیں ہون، نہ مجھے یہہ اندیشہ ہے

که دونون رسم الخط کی جگه کبهی بهی رومن رسم الخط حاصل کرسکیگا ـ میں اس مسئله پر بحث کرنا نہیں چاهتا ـ مین نے صرف یہه ظاهر کرنے کے لئے اس مسئله کا ذکر کیا هے که **هماری قوم پرستی اگر دونوں رسم الخط کے سیکھنے سے گهبراتی هے تو وه بہت هی ادنی قسم کی قوم پرستی هے ـ** ملك کے لئے تمہاری محبت ایسی هونی چاهئے که دونون رسم الخط کا سیکہنا تمہارے لئے باعث مسرت هو........ ...

(۱۸ اکتوبر ـ سنه ۱۹۴۷ ع)

"میرے رخصت هوجانے کے بعد میرے الفاظ کو یاد کروگے!"

لاله لاجپت راۓ میرے دوست تھے اور میں آنہیں یہه کہه کر چهیڑا کرتا تها که آخر وه کب خالص هندی زبان میں لکہنا پڑهنا سیکہینگے ـ لاله جی کہا کرتے تهے که وه ایسا نہیں کرسکتے (حالانکه وه بہت پر جوش آریه سماجی تهے) اس لئے که آن کی مادری زبان آردو هے ـ اسی زبان میں وه جلسوں کے حاضرین کو مسحور کردیا کرتے تهے ـ میں دو دفعه هندی ساهتیه سمیلان کا صدر ره چکا هون آس وقت تو سمیلان قومی زبان کے متعلق میری کوششون کا سواگت کرتی تهی مگر اب کیون وه اس بات کو

نا پسند کرتی ھے ـ کیا آردو اور ھندی کو ملاکر ایک زبان بنانے کی کوشش کرکے میں کمتر درجہ کا ھندو یا ھندستانی ھو گیا ؟............... کیا وہ ایک کل ھندستان کی زبان کی خدمت کر سکتے ھیں اگر آردو رسم الخط اور آردو زبان کو آس سے خارج کر دیا جائے ؟ میں ھمیشہ تو تمھارے پاس رھونگا نہیں مگر تم میرے رخصت ھو جانے کے بعد میرے الفاظ کو یاد کروگے ؟ .... عدم روا داری مذھب کی نفی ھے ـ

(۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ ع

ھندستان میں پیدا ھوئی

ایک نامہ نگار نے لکھا ھے کہ انہیں میری زبان سے یہہ سنکر تعجب اور رنج ھوا کہ مجھے انگریزی زبان میں خطوط ملتے ھیں تو دکھہ ھوتا ھے ـ میں نے تو کہا تھا کہ ھندستان سب کا دوست ھے ، لہذا اگر مسلمانوں اور انگریزوں کے متعلق مساوی طور پر میں دوستانہ احساسات رکھتا ھوں تو پھر یہہ کیا بات ھے کہ میں آردو کو محفوظ رکھنے اور انگریزی کو جگہ سے ھٹا کر آس کی جگہ دوسری زبان رکھنے کوشش کر رھا ھوں ـ مجھے اس سوال پر سخت حیرت ھوئی ـ آس سے حقایق سے

انتہائی بے خبری ظاہر ہوتی ہے ۔ انگریزی تو ایک غیر ملکی زبان ہے، اردو تو ایسی نہیں ہے ۔ مجھے تو اس بات پر فخر ہے کہ اردو ایک ایسی زبان ہے، جو ہندستان میں پیدا ہوئی اور ہندستانی زبان ہے ۔ شروع میں تو تو زبان وہ تھی جو مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ میں فوجی کیمپوں میں بولی جاتی تھی اور فوج میں زیادہ تر ہندستانی لوگ تھے، ہندو بھی اور مسلمان بھی ۔ مسلمان حکمرانوں نے ہندستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا ....

جب سے کہ جنوبی افریقہ سے میں ہندستان واپس آیا ہوں میں تو بہ آواز دہل کہتا رہا ہوں کہ ہندستان کی قومی زبان سوائے اس زبان کے کوئی زبان نہیں ہوسکتی جیسے شمالی ہندستان میں ہندو اور مسلمان بولتے ہیں، اور جو ناگری اور اردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ۔ وہی شاعر تلسی داس کی زبان تھی ۔ اس شاعر اور مرد خدا نے اپنے زمانہ میں بھی فارسی اور عربی کے الفاظ استعمال کرنے میں تکلف نہیں کیا تھا .... یہی زبان جس نے اب ترقی کرلی ہے آج صوبائی زبان ہے جو دونوں رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ... . اردو ایک ایسی زبان ہے جس میں عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں... ....ہندی میں عربی اور فارسی کو خارج کرنے کا رجحان ہے۔ہندستانی

ان دونوں کا ایک خوشگوار مرکب ہے، جس کی گریمر پر فارسی یا عربی کا اثر نہیں پڑا ہے ....

(۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ع)
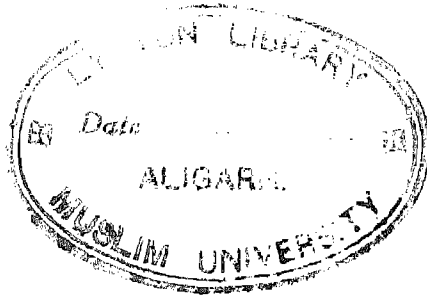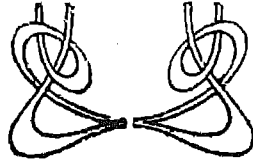
نواجیون پبلیشنگ هاوس (احمد اباد) کی کتابین

Story of my Experiments with Truth.	گجراتی زبان سے مہادیو ڈیسائی نے ترجمہ کیا۔ قیمت سات روپیہ Rs. 7-0-0
Key to Health.	حفظان صحت کے طریقوں کے متعلق گاندھی جی کا ایک خاص نظریہ تھا جسکو اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے۔ قیمت دس آنہ 0-10-0
Non-Violence in Peace and War.	(جلد پہلی اور دوسری) جنگ کے متعلق عدم تشدد پر گاندھی جی کی تحریروں کا مجموعہ۔ قیمت پہلی جلد سات روپیہ (Rs. 7-0-0) – دوسری جلد پانچ روپیہ آٹھ آنہ (Rs. 5-8-0)
Cent Per Cent Swadeshi.	اس تحریک پر مہاتما جی کے خیالات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ قیمت دو روپیہ (Rs. 2-0-0)
From Yeravda Mandir.	گجراتی سے ترجمہ۔ یہ وہ خطوط ہیں جو مہاتما جی نے یراودا جیل سے لکھے تھے۔ قیمت آٹھ آنہ (0-8-0)
Hind Swaraj.	نفرت کے بجائے محبت کا پرچار۔ سوراج کے متعلق مہاتما جی کا تصور۔ قیمت آٹھ آنہ (0-8-0)
Self Restraint vs. Self Indulgence.	جنسی تعلقات کے متعلق مہاتما جی کے اصول قیمت دو روپیہ (Rs. 2-0-0)
Women & Social Injustice.	عورتوں کی حق تلفی پر مہاتما جی کے احساسات۔ قیمت تین روپیہ (Rs. 3-0-0)

Delhi Diary.	پرارتھنا کے جلسوں میں مہاتما جی کی تقریریں، آخری دفعہ جب وہ دھلی میں مقیم تھے — قیمت تین روپیہ (Rs. 3-0-0)
The Nations Voice.	قیمت تین روپیہ (Rs. 3-0-0)
Gandhiji's correspondence with the Govt.	سنہ ۱۹۴۲ع سے ۱۹۴۴ع — قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (Rs. 2-8-0)
Constructive Programme.	قیمت ۶ آنہ (-6-)
Communal Unity.	فرقہ واری اتحاد کے متعلق جو کچھ گاندھی جی نے کہا وہ سب اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ھے — قیمت ۹ روپیہ (Rs. 9-0-0)
To the Students.	قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ — (Rs. 3-8-0)
Food Shortage.	قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (Rs. 2-8-0)
Diet and Diet Reform.	قیمت دو روپیہ (Rs. 2-0-0)
Ramnama	قیمت ایک روپیہ (Re. 1-0-0)
Bapu's Letters to Mira	قیمت چار روپیہ (Rs. 4-0-0)
Gleanings.	قیمت ۶ آنہ (0-6-0)
Selected Letters.	قیمت ۷ آنہ (0-7-0)
Selections from Gandhi.	قیمت چار روپیہ (Rs. 4-0-0)
Satyagraha in Champaran.	قیمت ۲ روپیہ چار آنہ (Rs. 2-4-0)

پوری فہرست نوا جیون پبلیشنگ هاوس احمدآباد سے طلب کیجئے